بیعت اور صحبتِ صالحینؒ

شیخ الاسلام سلطان المشائخ علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

تلخیص وتحشیه
ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحیٰی انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (رجسٹرڈ)
(مکتبہ انوار المصطفٰے 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد-اے پی)

﴿ بہ نگاہ کرم مظہرِ غزالی، یادگارِ رازی، مفتی سوادِ اعظم، تاجدارِ اہلسنت، امام المتکلمین
حضور شیخ الاسلام سلطان المشائخ رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : بیعت اور صحبتِ صالحین

خطبہ : تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ

نوٹ : کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے ﴿☆☆☆﴾ ملیں
سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح و اضافت ہے

تلخیص وتحشیہ : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

تصحیح ونظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدر آباد (دکن) مارچ : ۲۰۱۰

قیمت : 35 روپے

فہرست مضامین

فہرست مضامین

﴿وَمَنْ يُضْلِلِ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا﴾ (الکہف)

اور جسے گمراہ کرے تو، ہرگز اُس کا کوئی (وَلی مُرشِد) حمایتی راہ دِکھانے والا نہ پاؤ گے

ہوا تو اشرفی مدّاح سلطان دو عالم کا نصیبے کا کوئی ایسا سکندر ہو نہیں سکتا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلیٰ شَفِیۡعِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّد
مَنَّ عَلَیۡنَا رَبُّنَا اِذۡ بَعَثَ مُحَمَّدًا　　اَیَّدَہٗ بِاَیۡدِہٖ اَیِّدۡنَا بِاَحۡمَدًا
اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا　　اپنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور احمد مجتبیٰ سے ہماری مدد فرمائی
اَرۡسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرۡسَلَہٗ مُمَجَّدًا　　صَلُّوۡا عَلَیۡہِ دَآئِمًا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ سَرۡمَدًا
اللہ نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور باکرامت بنا کر بھیجا　　اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

آیئے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ　　نام ہو اولیاء کے ساتھ، حشر ہو انبیاء کے ساتھ
شغل وہ ہو کہ شغل میں کر دے ہمیں خدا کے ساتھ　　پڑھیئے درود جھوم کر سیّد خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

اے مرے مولیٰ کے پیارے　　نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سیّد پکارے　　تم ہمارے ہم تمہارے

یا نبی سلام علیک　یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

منقبت

بحضور غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ

جہاں میں ہے بڑا شہرہ ولایت ہو تو ایسی ہو　　ملا یا حق سے لاکھوں کو ہدایت ہو تو ایسی ہو
شہِ سمناں تھے پہلے پھر ہوئے کونین کے سَرور　　ہدایت ہو تو ایسی ہو نہایت ہو تو ایسی ہو
جہاں جس نے مدد چاہی وہیں مشکل ہوئی آسان　　غلاموں پر جو آقا کی عنایت ہو تو ایسی ہو
مُریدوں کی قیامت میں رہائی نارِ دوزخ سے　　کریں گے اشرف سمناں حمایت ہو تو ایسی ہو
تمہارے حُسن کا قصّہ کوئی عشاق سے پوچھے　　تڑپ جاتا ہے دِل سُن کر حکایت ہو تو ایسی ہو
شہِ سمناں کی مدحت سے نویدِ مغفرت پائی　　سخن کی اشرفؔی خستہ جو غایت ہو تو ایسی ہو

خطباتِ حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

(۱) محبت اہلبیت رسول ﷺ (۲) حقیقت نور محمدی ﷺ (۳) حقیقتِ نماز (۴) محبت رسول شرط ایمان (۵) النبی الامی ﷺ (۶) فضیلت رسول ﷺ (۷) رحمت عالم ﷺ (۸) عرفانِ اولیاء (۹) دینِ کامل (۱۰) غیر اللہ سے مدد ! (۱۱) عظمتِ مصطفیٰ ﷺ (۱۲) بیعت اور صحبتِ صالحین (۱۳) اتباع نبوی ﷺ (۱۴) تفسیر سورۂ ضحیٰ (۱۵) معراجِ عبدیت (۱۶) اسلام اور امن وسلامتی (۱۷) آثار مبارکہ اور تبرکات نبوی ﷺ (۱۸) مقصدِ تخلیق عبادت (۱۹) اسکول اور دینی تعلیم (۲۰) اہل سُنّت کی پہچان (۲۱) رسولِ خلائق (۲۲) دِلوں کا چین (۲۳) سفرِ آخرت ....

ہر موضوع افادیت سے بھرا پُرا' انتہائی اہم اور ایمان کو جلا بخشنے والا ہے۔ حضور شیخ الاسلام نے ہر خطبہ کو آیات قرآنیہ' تفسیر واحادیث کے دلائل وبراہین سے سجایا اور سنوارا ہے۔ تقریر کے ہر جملے میں ہدایت کی ایسی شعاع نکلتی ہے جو دل ودماغ کے تاریک گوشوں کو منور ومجلیٰ بنادے۔ ایک محقق کا طرۂ امتیاز بھی یہی ہوتا ہے کہ اس کی ہر گفتگو تحقیق وتدقیق سے بھری پڑی ہو' ان خطبات کا یہ پہلو انتہائی تابناک ہے۔ حضور شیخ الاسلام کو رب قدیر نے قرآنی مزاج شناس مفسر' فقہیات پر حاوی فقیہ' فہم احادیث کا ماہر' نکتہ رس معقولی' علم کلام کا مدبر' سلاست رو خطیب' عرفان وآگہی کا ہادی بنایا ہے۔

حضور شیخ الاسلام تقریر میں قرآنی اسرار ومعارف کا دریا بہاتے ہیں' لوگ سن سن کر حیران وششدر رہ جاتے ہیں تقریر سے علم ودانش کے فوارے پھوٹنے لگتے ہیں۔

شہزادۂ غوث الثقلین حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کے مواعظ بیشتر ممالک میں ہوتے ہیں جو کڑوڑہا افراد کے عقائد میں پختگی' ایمان میں تازگی' اذہان کی تطہیر' معاشرے کی اصلاح' مسلکِ حق وصداقت کی تبلیغ' پاکیزہ ادب کی ترویج واشاعت اور رُوح میں بالیدگی پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

حضور شیخ الاسلام کے خطبات نہایت جامع' مفید اور بصیرت افروز ہوتے ہیں۔ آپ اعتقادات پر ایسے ٹھوس دلائل کے ساتھ خطاب فرماتے ہیں کہ بدمذہب انسان کا ایمان درست ہوجائے اور صحیح الاعتقاد شخص' راسخ الاعتقاد اور اپنے دین کا مبلغ ہوجائے۔ علمی تقریبات اور مجمع علماء میں بھی ایسا مختصر اور نکات ومعارف سے بھرپور خطاب فرماتے ہیں جو اُن کے لئے فکر وبصیرت کے نئے دریچے کھول دے' اور علم وآگہی کے نئے گوشے روشن کردے۔ اگر آج کسی کو عالمِ تصور میں حضور غوث اعظم کی مجلس وعظ کی کیفیت دیکھنی ہو تو حضور شیخ الاسلام کی مجلس وعظ میں وہ کیفیت دیکھیں' بلاشبہ آپ کی خطابت حضور سیدنا غوث اعظم کی کرامت ہے اور یہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے مقدس گھرانے کا معمول وطرۂ امتیاز ہے۔

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد (9848576230)

ایمان، تقویٰ اور صحبتِ صالحین

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ من کان نبیاً واٰدم بین المآء والطین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔ أما بعدُ فقد قال اللہ تعالیٰ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (التوبہ/۱۱۸) اے ایمان والوں ! تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرو (اللہ سے ڈرو) اور سچوں کے ساتھ رہو۔

دِل پہ دِلدار کی ہر وقت نظر رہتی ہے — اُن کی سرکار میں کچھ بھی نہیں نیّت کے سوا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں — جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
ہمارے دین کی حقانیت کے دونوں شاہد ہیں — معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی
کوئی اندازہ کرسکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا — نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتیں ہیں تقدیریں
یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی — کہ عارفوں کا مقام ہے بادشاہی

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں سے بصیرت ہو تو دیکھ اُن کو یہ
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنے آستینوں میں

اگر خاموش رہوں تو تو ہی سب کچھ ہے — جو کچھ کہا تو تیرا حُسن ہوگیا محدود

بارگاہِ رسالت میں دُرود شریف پیش فرمائیں اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

وہ میری جان بھی جان کی جان بھی، میرا ایمان بھی روحِ ایمان بھی
مہبطِ وحیِ آیات بھی اور قرآن بھی، روحِ قرآن بھی

قرآن کریم کی جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا اس میں ارشاد ہوا، اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ۔

ایمان کہتے ہیں 'التصدیق بما جاء النبی ﷺ' دل کی سچائی کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی جملہ ہدایات کو مان لینا ایمان ہے۔

رسول کریم ﷺ کو چاہنا ایمان ہے اور سب سے زیادہ چاہنا کمالِ ایمان ہے۔ یہ ایک ایسی منصوص حقیقت ہے جو ہر طرح کے شکوک وشبہات سے بالاتر ہے۔ نبی کی محبت ہی ایمان ہے اور ایمان ہی نبی کی محبت ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ سے بےتعلق ہوجانے کا نام کفر ہے۔۔ لہذا یہ ممکن نہیں کہ کوئی نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم سے بےتعلق ہو، وہ کافر نہ ہو، اور جو کافر ہو، وہ نبی کریم ﷺ سے بےتعلق نہ ہو۔

☆☆☆ **ایمان کے معنٰی** : ایمان کے لغوی معنٰی ہیں 'امن دینا' شریعت میں ایمان اُن اسلامی عقائد کا نام ہے جنہیں مان کر انسان عذاب الٰہی سے امن میں آجاتا ہے یعنی تمام اُن چیزوں کو ماننا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ لائے۔

گویا ایمان کا اوّلین مرحلہ نبی کی تصدیق ہے کہ ایمان کا داعی اوّل سوا نبی کے کوئی نہیں 'اٰمنوا بالله' کی صدا بلند کرنے والا نبی کے علاوہ کون ہے؟ پس ایمان نبی ہی سے ملتا ہے۔ ایمان کا تعلق دل سے ہے کہ جس نے حضور نبی کریم ﷺ کے لائے ہوئے تمام امور کی تصدیق کردی وہ مومن ہوگیا اور جس نے دل سے نہ مانا وہ مومن نہیں۔

حضرت امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **الایمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب** ایمان زبان سے اقرار اور دِل سے پختہ یقین کرنے کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور ﷺ کی رسالت کا قلبی طور پر یقین کرنے کا نام ایمان ہے۔ ان دونوں چیزوں کا زبان سے اقرار کرنا بھی ضروری ہے۔ دل سے یقین کرنا ایمان کی حقیقت ہے اور زبان سے تصدیق کرنا ایمان کی علامت ہے کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہوتی ہے۔ زبان کے اقرار کے بغیر دل کا حال معلوم نہیں ہوسکتا۔ ظاہری احکام کا جاری کرنا زبان ہی کا کام ہے اگر کوئی انسان گونگا ہو یا کوئی شخص زبردستی سے کلمہ کفر کہلائے مگر اُس کے دل میں ایمان ہو مگر قلبی یقین کے باوجود اُسے زبانی اقرار کی فرصت نہیں ملی اور اس سے پہلے ہی موت نے آلیا تو ایسی صورت میں زبانی اقرار شرط ایمان نہیں۔

ایمان ایک نہایت ضروری چیز ہے مومن کی زندگی کا آغاز ہی ایمان سے ہے۔ ایمان اگر نہیں تو اُسے آپ انسان تو کہہ سکتے ہیں مومن نہیں کہہ سکتے۔ ایمان یعنی حضور ﷺ کی لائی ہوئی چیز کی تصدیق اُس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک لانے والے کی تصدیق نہ ہو جائے۔ رسول کی محبت کے بغیر ایمان نہیں ہوسکتا' ایمان کے اندر کمال نہیں ہوسکتا اگر رسول کی محبت سب کی محبت پر غالب نہ ہو۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول سے محبت نہ ہو اور ایمان ہو۔ ایمان نام ہے رسول کی محبت کا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے : **لَایُؤمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ** (متفق علیہ) کہ تم میں سے کوئی مومن ہو نہیں سکتا یہاں تک کہ میں اُسے اُس کے ماں باپ' اُس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (بخاری و مسلم)

اس کا مطلب قطعاً یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے محبت کے بغیر ایمان کا پایا جانا ناممکن ہے۔ ہر شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست کی دولت دی ہے وہ یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ جس کے ساتھ عقیدت و نیازمندی ایمان میں داخل ہو اور بغیر اُس کے مانے آدمی مومن نہ ہو سکے' اُس کی محبت ساری کائنات سے زیادہ ضروری ہوگی۔ ماں' باپ' اولاد' عزیز و اقارب کے انسان پر حقوق ہیں اور اُن کا ادا کرنا لازم ہے لیکن اگر کوئی شخص اُن سب کو بھول جائے اور اُس کے دِل میں اُن کے لئے بالکل محبت واُلفت باقی نہ رہے اور اُن سب سے بے تعلق ہو جائے تو اُس کے ایمان میں خلل نہ آئے گا۔ کیوں کہ ایمان لانے میں ماں باپ' عزیز و اقارب کا ماننا ضروری نہیں ہے لیکن رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ماننا مومن ہونے کے لئے ضروری ہے۔ جب تک **لاالٰہ الا اللہ** کے ساتھ **محمد رسول اللہ** کا معتقد نہ ہو ہرگز مومن نہیں ہوسکتا۔ تو اگر اس کا رشتہ محبت حضور اکرم ﷺ سے ٹوٹا تو یقیناً ایمان سے خارج ہو گیا'

کیونکہ تصدیقِ رسالت محبت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے اسلام میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کو سارے عالم سے زیادہ ضروری اور اسلام و ایمان کی شرط اول قرار دیا گیا۔

بحمدہٖ تعالیٰ ہر مومن کو حضور ﷺ جان و مال اور اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ عام مسلمان بھی مُرتد اولاد' بے دین ماں باپ کو چھوڑ دیتے ہیں اور حضور ﷺ کی عزت پر جان نچھاور کر دیتے ہیں۔

امام اہلسنت اعلحضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اللہ کی سَر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سانہیں انسان' وہ انسان ہے یہ
قرآن تو ایمان بتا تا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

مومنِ کامل کے ایمان کی نشانی اور پہچان یہ ہے کہ اُس مومن کے نزدیک رسول خدا ﷺ تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و معظم ہوں گے' خواہ وہ باپ یا بیٹے ہوں جن سے طبعًا محبت ہوتی ہے یا وہ دوسرے لوگ ہوں جن سے طبعًا محبت ہو یا اختیاراً محبت کی گئی ہو۔

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر ہر مسلمان پر فرضِ ایمان بلکہ جان ایمان ہے اور آپ کے تمام دشمنوں سے عداوت و دشمنی رکھے اگر چہ وہ اپنا باپ یا بیٹا یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ رسول سے بھی محبت ہو اور اُن کے دشمنوں سے بھی الفت ہو (شفا شریف)

☆☆☆

ایمان اور تقویٰ :

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰه ﴾ اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو۔
ایک مسلمان کے لئے دو چیزیں کافی ہیں۔ پہلا ایمان، دوسرا تقویٰ۔

اللہ سے ڈرو کا مطلب کیا ہے؟ اللہ سے ڈرو کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے جو حکم دیا ہے وہ کرو اور جس سے روکا ہے اس سے رکو۔ ایسا تو نہیں کہ اللہ سے ڈرو مگر فجر نہ پڑھو، اللہ سے ڈرو مگر ظہر نہ پڑھو، اللہ سے ڈرو مگر پورے روزے ہی اڑا دو، اللہ سے ڈرو مگر زکوٰۃ نہ دو۔ یہ ڈرنا نہیں ہے یہ تو مذاق اڑانا ہوا۔ ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیزیں جو تمہیں خدا کے عذاب وَ عتاب کا مستحق بنائیں اُس سے بچو۔ اعمالِ صالحہ (نیک اعمال) کو انجام دو اور بُرے اعمال سے بچو۔ یہ ہی تو ڈرنا ہوا۔

﴾☆☆☆ تقویٰ کا لغت میں تو یہ معنٰی ہے **جعل النفس فی وقایة مما یخاف** یعنی نفس کو ہر ایسی چیز سے محفوظ کرنا جس سے ضرر کا اندیشہ ہو۔ عرف شرع میں تقویٰ کہتے ہیں ہر گناہ سے اپنے آپ کو بچانا۔ اس کے درجے مختلف ہیں۔ ہر شخص نے اپنے درجہ کے مطابق اس کی تعبیر فرمائی ہے۔ تقویٰ کی سب سے مؤثر اور آسان تعبیر یہ ہے **التقویٰ ان لایراك اللہ حیث نهاك ولا یفقدك حیث امرك** یعنی تیرا رب تجھے وہاں نہ رکھے جہاں جانے سے اُس نے تجھے روکا ہے اور اُس مقام سے تجھے غیر حاضر نہ پائے جہاں حاضر ہونے کا اُس نے تجھے حکم دیا ہے۔

اللہ سے ڈرتے رہو' اس طرح کہ زندگی کا ہر لمحہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق بسر کرو کہ یہی تقویٰ ہے اور تقویٰ ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کا ذریعہ ہے' یہی ایمان کا مقتضا اور مومن کی پہچان ہے اسی کا نام ایمانی قوت ہے۔ یہ مومن کا حُسن ہے کہ اس سے مومن کا چہرہ پُر نور' پُر کشش' بارُعب ہو جاتا ہے کہ اپنے

اُس کی عزت کرتے ہیں اور غیر اُس سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔تقویٰ ہی بر (نیکی) ہے' متقی قیامت کے دن اللہ کی رحمت کا سایہ پائیں گے۔ انہی کے لئے اللہ کے پاس بہترین ٹھکانہ ہے۔متقی کواُس کے اعمال پراجرعظیم دیا جاتا ہے۔جوتقویٰ اختیار کر لیتا ہے وہ ہرقسم کے خوف وغم سے آزاد ہوجاتا' پریشانیوں سے نجات پاتا ہے' اس کے لئے رزق کے غیبی ذرائع مہیا کردیئے جاتے ہیں۔اُس کے کاموں کوسہل وآسان کردیا جاتا ہے۔ اُس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں' اللہ اُس کا کوئی عمل ضائع نہیں فرماتا' تقویٰ ہی آخرت کا بہترین توشہ ہے' ہرمیدان میں کامیابی وکامرانی متقین ہی کا مقدر ہے ﴿هُمُ الْفَائِزُوْنَ﴾ تقویٰ' مومن میں فرقان کی صلاحیت پیدا کرتا ہے یعنی اس کے لئے حق وباطل' اچھائی اور بُرائی میں امتیاز کرنا آسان ہوجاتا ہے اور یہ صلاحیت اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے۔ متقین ہی کے لئے قرآن بھی ذریعہ ہدایت ہے' متقین ہی سیدالاتقیا ﷺ کے دریائے رحمت سے سیراب ہوتے ہیں' تقویٰ انبیاء علیہم السلام کا شعار ہے اور اسی کی تعلیم وتربیت کے لئے انہیں مبعوث فرمایا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے بڑائی کا قاعدۂ کلیہ سورۃ حجرات میں بیان فرمایا ہے :

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ ہے جوتم میں سے زیادہ متقی ہے ۔۔۔اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو بڑائی کا معیار خوفِ خدا یعنی تقویٰ ہے اور جواللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہے وہی حقیقت میں بڑا ہے۔ اگر دُنیا والوں نے بڑا سمجھا' اوراخباروں ورسالوں میں نام چھپے اور لوگوں نے تعریفیں کیں' مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمینہ اور ذلیل رہا تو یہ دُنیا کی بڑائی کس کام کی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پرہیزگار اور دیندار ہی بڑے ہیں اور جولوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے ہیں وہ دُنیا میں بھی اچھائی سے یاد کئے جاتے ہیں اور سیکڑوں برس تک دُنیا میں اُن کا چرچا رہتا ہے اور آخرت میں جواُن کو بڑائی ملے گی وہ الگ رہی۔

بڑے بڑے فقہاء ومحدثین عجمی تھے اور نسب کے اعتبار سے بڑے بڑے خاندانوں سے نہ تھے بلکہ اُن میں بہت سے وہ تھے جو آزاد کردہ غلام تھے۔ آج تک اُن کا نام روشن ہے اور رہتی دنیا تک اُمت کی طرف سے اُن کو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دُعائیں پہنچتی رہیں گی۔

صاحب تفسیر ضیاء القرآن رقمطراز ہیں:

کسی خاندان میں پیدا ہونا، کسی زمین کا باشندہ ہونا اور چہرے کی کوئی خاص رنگت، اس میں انسان کی اپنی کوشش اور سعی کو کوئی دخل نہ تھا۔ اس لئے قرآن کریم نے اس کو وجہ افتخار قرار نہ دیا البتہ ایک چیز ہے جس سے انسان کا مرتبہ دوسرے لوگوں سے برتر اور اعلیٰ ہو جاتا ہے اور اس میں انسان کی ذاتی کوشش کا بھی دخل ہے اور وہ ہے تقویٰ۔

تقویٰ کی بنا پر جو معزز و محترم ہوگا وہ فخر وغرور سے یکسر پاک ہوگا اور ایسے شخص کا وجود نہ صرف اپنے ملک اور قوم کے لئے باعث خیر و برکت ہوگا بلکہ تمام نوعِ انسانی اس کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتی رہے گی۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے مختلف مواقع پر بڑے اثر انگیز انداز میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ چند ارشاداتِ نبوی ملاحظہ فرمائیں:

فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ اونٹنی کے بیٹھنے کے لئے بھی جگہ نہ تھی۔ حضور ﷺ لوگوں کے بازوؤں کا سہارا لے کر اونٹنی سے اُترے۔ حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: **یاایھا الناس ان اللہ تعالیٰ قد اذھب عنکم عیبۃ الجاھلیۃ وتعظمھا باٰبائھا فالناس رجلان ۔ رجل برتقی کریم علی اللہ تعالیٰ ورجل فاجر ۔ شقی ھین علی اللہ تعالیٰ ۔ الناس کلھم بنو آدم وخلق اللہ آدم من تراب** (بیہقی شعب الایمان، ترمذی)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے تم سے عہد جاہلیت کی خامیاں دُور کر دیں اور تمہیں تکبر سے پاک کر دیا۔ اے لوگو! انسانوں کے بس دو ہی گروہ ہیں۔ ایک نیک' متقی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محترم ہے۔ دوسرا بدکار' بدبخت جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر ہے۔۔۔ ورنہ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

یایھا الناس ؕ الا ان ربکم واحد ؕ لافضل لعربی علیٰ عجمی ولا لعجمی علیٰ عربی ؕ ولا لاسود علیٰ احمر ولا لاحمر علیٰ اسود الا بالتقویٰ ؕ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ؕ الاھل بلغت؟ قالوا علیٰ یارسول اللہ ؕ قال فلیبلغ الشاھد الغائب۔ (بیہقی)

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر' کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ نہ کسی کالے کو سُرخ پر اور نہ کسی سرخ کو کالے پر برتری حاصل ہے بجز تقویٰ کے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہوگا۔ لوگو! کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا؟ سب نے ایک زبان ہوکر کہا یارسول اللہ ﷺ! بے شک آپ نے پہنچا دیا۔ فرمایا' جو یہاں موجود ہیں وہ یہ حکم ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

کلکم بنو اٰدم واٰدم خلق من تراب ولینتھین قوم یفخرون باٰبائھم او لیکونن اھون علی اللہ من الجعلان (بزار)

تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ لوگ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آجائیں' ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گوبر کے کالے کیڑے سے بھی حقیر و ذلیل ہوں گے۔

ان الـلـه لایسئلکم عن احسابکم ولا عن انسابکم یوم القیامۃ ؕ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم (تفسیر ابن جریر)

اللہ تعالیٰ روز محشر تم سے تمہارے حسب و نسب کے بارے میں باز پُرس نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ محترم وہ ہوگا جو زیادہ متقی ہوگا۔

ان الـلـه لایـنظر الیٰ صورکم واموالکم ولکن ینظر الیٰ قلوبکم واعمالکم (مسلم) اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔

قرآن کریم کی اس تعلیم اور نبی کریم ﷺ کے ان ارشادات کا اعجاز تھا کہ ایک ایسی اُمت معرض وجود میں آگئی جن کے نزدیک عظمت و بزرگی کا معیار فقط تقویٰ اور پارسائی تھی۔ باقی تمام جھوٹے امتیازات مٹ گئے۔ فخر و مباہات کے جملہ اسباب کا قلع قمع ہوگیا۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص سب سے زیادہ مکرم و معظم (باعزت و باوقار) بننا چاہتا ہے **فَـلْـيَتَّـقِ الـلّٰـه** اُسے چاہئے کہ اللہ سے ڈرا کرے' (متقی بن جائے) (ابن کثیر)

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک دُعا ملاحظہ ہو' ہو سکے تو یاد کر لیجئے' راوی ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دُعا کیا کرتے تھے: **اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْـئَـلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى** اے اللہ ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت' تقویٰ' پاکدامنی اور غناء کا۔ (مسلم شریف)

وِلایت اور شریعت : (بانی سلسلہ اشرفیہ چشتیہ قادریہ) حضرت غوث العالم سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (کچھوچھہ شریف) فرماتے ہیں: توحید کا واقف اور اللہ کا واصل وَلی کہلاتا ہے۔ وَلی کے لئے ضروری ہے کہ وہ عالم ہو' جاہل نہ ہو۔

اس کے افعال وحرکات پسندیدہ ہوں۔شریعت وطریقت کے مطابق وہ سیرت نبوی اور اوصاف مصطفوی کا متبع ہو' اس میں لطافتِ زبان' حسن اخلاق' شگفتگی' فیاضی اور بےغرضی ہو۔ وہ اوصاف ذمیمہ کی پستی سے نکل کر اوصاف حمیدہ کی بلندی پر پہونچ گیا ہو' اور اللہ کے علاوہ ہر چیز سے بے نیاز ہو' یہی اس کی معراج ہے۔

حضرت غوث العالم سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ علم شریعت کو خاص اہمیت دیتے ہیں اور طریقت کے ساتھ شریعت کی متابعت بھی ضروری سمجھتے ہیں اولیاء فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مرتبہ پر نہیں پہونچتے جب تک کہ وہ حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کا ظاہراً باطناً قولاً وفعلاً واعتقاداً کامل اتباع وپیروی نہ کریں۔

علم کی اہمیت کے بارے میں ارشاد فرمایا: اگر کسی کو معلوم ہو کہ اُس کی زندگی کے سات دِن باقی رہ گئے ہیں تو اُس کو صرف علم فقہ حاصل کرنا چاہئے۔علم دِین کا ایک مسئلہ جاننا ہزار رکعت نفل سے بہتر ہے۔ لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی حضرت مخدوم کے علمی رموز ونکات کا شاہکار ہیں عارفانہ مسائل ومباحث کو جس عالمانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے وہ آپ کے علمی کمال اور فاضلانہ بزرگی اور صوفیانہ برتری کے شاہد عدل ہیں۔

ولایت اور تقویٰ :

☆ وَلی یہ قرآنی اصطلاح ہے۔ مطلقاً وِلایت کا انکار کفر ہے۔ وِلایت قربِ خداوندی کا نام ہے' وَلی وہ ہے جو فرائض ونوافل سے قربِ الٰہی حاصل کرے۔

قرآن کے مطابق وَلی وہ ہے جو ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو۔

حدیث کی روشنی میں وَلی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ وَلی وہ ہے جس کا ظاہر شریعت سے آراستہ ہو اور باطن طریقت سے مزین ہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ وِلایت دو چیزوں سے ملتی ہے 'ایمانِ کامل اور اتباعِ شریعت' سے۔

معلوم ہوا کہ غیر مسلم اور بے ایمان عاملوں، بہروپیوں، رنگ برنگ کے لباس پہن کر رُوپ اختیار کرنے والے جاہل صوفیوں اور فقیروں کا وِلایت سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ وَلی شریعت وسُنّت کے پابند اور خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ کے سنگم ہوتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنا خاص قرب عطا فرماتا ہے انھیں اولیاء اللہ کہتے ہیں جو صاحبِ ایمان اور متقی ہو، اللہ اور رسول کی محبت کو دُنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ کی عبادت زیادہ کرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور پیارا ہوتا ہے اسی کو وَلی کہتے ہیں۔ ایمان و پرہیزگاری سخت ضروری ہیں لہذا کوئی بد مذہب ہندو، عیسائی، قادیانی، رافضی، خارجی، غیر مقلد اہلحدیث اور وہابی کتنی ہی عبادت کریں، وَلی نہیں بن سکتے، کیونکہ اُن کے پاس ایمان ہی نہیں۔ غور کرلو کہ سوائے اہلسنت و جماعت کے کسی فرقہ میں اولیاء اللہ نہیں ہوئے۔ بغداد، اجمیر، دہلی، لاہور، کچھوچھہ، بریلی، گلبرگہ، اورنگ آباد......سب جگہ اہلسنت کا ہی ظہور ہے۔

بعض اولیاء فرماتے ہیں کہ وَلی کی پہچان یہ ہے کہ دُنیا سے بے پرواہ ہو اور فکرِ مولیٰ میں مشغول ہو۔ بعض نے فرمایا کہ وَلی وہ ہے جو فرائض ادا کرے، رب تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہے، اُس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں غرق ہو، جب دیکھے دلائلِ قدرت دیکھے، جب سُنے تو اللہ کی باتیں سُنے، جب بولے تو اپنے رب کی ثناء کے ساتھ بولے اور جو حرکت کرے اطاعت الٰہی میں کرے، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے۔
(خزائن العرفان)

﴿**اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ**﴾ (یونس/۶۳) جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔
﴿**اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ**﴾ (الانفال/۳۴) اوَلیاء تو پرہیزگار (متقی) ہی ہیں۔

☆☆☆﴾

صحبتِ صالحین (سچّوں کی صحبت) :

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا﴾ اے ایمان والو ! اس کے بعد ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ اللہ سے ڈرو۔ اس میں سارے اعمال آ گئے۔ اب ایمان، تقویٰ دو چیزیں مل گئیں یعنی مومن ہو گئے، متقی ہو گئے۔ اب کیا کوئی تیسری چیز باقی رہ جاتی ہے ؟ قرآن کہتا ہے: اے ایمان والو ! تقویٰ والو ! صرف ایمان وتقویٰ پر مطمئن نہ ہو جانا' ﴿وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ ایمان پر اکتفاء نہیں کرنا، عمل بھی کرنا، اور علم پر ٹھہر نہ جانا بلکہ سچوں کے ساتھ بھی رہنا۔

یہ کیا بات ہے' سچوں کی کیا ضرورت ہے؟ ایمان والے ہو گئے' تقویٰ والے ہو گئے، عمل والے ہو گئے، نیکی والے ہو گئے، اب سچوں کی کیا ضرورت؟ تو بات یہ ہے دوستو ! ایمان اور تقویٰ والا ہونا آسان ہے اور ایمان وتقویٰ کو بچانا مشکل ہے۔

﴿☆☆☆ سچّے کون ہیں؟ نیک وَ صالح لوگوں اور اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا' اُن کی باتیں سُننا' انتہائی سعادت اور برکت کا باعث ہے۔ اللہ والوں کی مجالس میں بیٹھنے اور صحبت اختیار کرنے سے خیر ونیکی کی ترغیب پیدا ہوتی ہے۔

سچے لوگوں سے مراد وہی صالح اور اللہ والے لوگ ہیں جو قول وعمل اور مجموعی کردار کے لحاظ سے ہر پہلو سے سچے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ' صادقین کی تعریف میں فرماتے ہیں: صدق صادق کی صفت ہے اور صادق وہ ہے کہ تم جب بھی اس کو دیکھو تو اس کو ویسا ہی پاؤ جیسا تم نے سُنا ہو اور ہمیشہ اُسے ویسا ہی پاؤ۔ صدیق وہ ہے کہ وہ اپنے اقوال وافعال اور احوال میں ہمیشہ صدق اختیار کرے۔ صدق یہ ہے کہ ایسے کام میں بھی ہمیشہ سچ کہے جس میں جھوٹ کے بغیر خلاصی کی کوئی راہ نہ ہو۔

حضرت سیدنا غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے : اللہ تعالیٰ کی محبت توحید کی اساس ہے لیکن اللہ کی محبت بھی اہل اللہ کی محبت اور صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ ایک موحد اور مخلص وَلی' اللہ کی زمین میں اس کا خلیفہ اور نائب ہے اللہ تعالیٰ نے اُسے برگزیدہ کہا اور اپنا قرب عطا فرمایا ہے ساتھ ہی اسے اپنے کلام کے معنی اور مطالب سمجھنے کے لئے شرح صدر عطا فرمایا ہے اور اسے نوع انسانی کی راہنمائی اور رُوحانی اور باطنی تزکیہ و اصلاح کے لئے معین فرمایا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ وہ دِلوں کی کدورت اور عقل وخرد کی گمراہی و کج بینی کو رفع کر کے بندگانِ خدا کو راہِ مستقیم پر لے آتا ہے۔

پس یہی شخص نائب حق اور خلیفۃ اللہ فی الارض ہے' یہی شخص بنی آدم میں تخلیقِ کائنات کی نہایت و انتہا ہے۔ وہ سیرت نبوی ﷺ کا متبع' توحید الٰہی کا محافظ اور نوع انسانی کا نجات دہندہ ہے لہٰذا میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ ایسے شخص کی صحبت اور محبت کو لازم پکڑ اور اس کے رُوحانی و باطنی فیوض سے استفادہ کر' یہی شخص تیرے قلب و دماغ کی کدورتوں کو دھو کر انہیں عشقِ الٰہی اور نورِ توحید سے روشن اور تابناک کرسکتا ہے۔

تقویٰ کی حفاظت : تقویٰ' بڑی محنت ومشقت سے حاصل ہوتا ہے اور جسے یہ نصیب ہوگیا اُسے بڑی ہی عظیم دولت مل گئی' جس کی حفاظت دُنیا کی ہر دولت سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ اس پر ڈاکہ بہت جلدی پڑتا ہے اور ڈاکو کوئی کمزور انسان نہیں بلکہ وہ مکّار وفریبی شیطان ہے جسے اللہ نے انسان کا عدو مبین بنا کر انسان کو باخبر فرما دیا ہے کہ بس یہی تمہارا بڑا دشمن ہے اس سے بچتے رہنا' اس ظالم نے تو آدم وحوا علیہما السلام کو بھی نہ چھوڑا' وہ بھی اس دُنیا میں نہیں بلکہ جنّت کے محفوظ حصار میں۔ یہ کبھی انسان کی صورت میں ہمدرد بن کر آتا ہے اور کبھی جِنّات کے رُوپ میں۔ جو کام یہ کرانا چاہتا ہے ان کاموں کو بڑا ہی پُرکشش، نفع بخش بنا کر پیش کرتا ہے اور جو اس کا شکار بن جاتا ہے

اسے بے یار و مددگار کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلت وخواری کے گڑھے میں ڈھکیل دیتا ہے اور خود اپنی کامیابی سے اُچھلتا کودتا ہے، پس جس کا یہ ساتھی بنا ﴿فسآء قرینا﴾ اُسے بہت ہی بُرا ساتھی ملا۔ اب خسران، ذلت وخواری اس کا مقدر بن جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان اوراس کی ذریت سے بچنے کا اہتمام کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِنَّهٗ يَرٰكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الاعراف) کہ شیطان اوراس کی قوم تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے۔ جو دشمن سامنے ہو اُس سے نمٹنا آسان ہوتا ہے اور جو دشمن نظر نہ آتا ہو اس سے بچنے کے لیے بڑی بڑی تدبیریں کرنی پڑتی ہیں اس لئے تنبیہ فرمادی کہ وہ تمہیں نظر نہیں آتے، تم اُن سے خوب ہوشیار رہو۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ ہم نے شیطان کو اُن لوگوں کا دوست بنایا ہوا ہے جو ایمان نہیں لاتے (اصل دوستی شیطان کی تو کافروں ہی سے ہے لیکن مسلمان بھی اپنی غفلت سے شیطان کے کام کر گذرتے ہیں) بس فاسد خیالات اور وساوس کو نکال دیں۔ تقویٰ کا پہرہ بٹھا دیں اور حق تعالیٰ کے ذکر کو دل میں بسالیں۔ شیطان کے شر سے بچاؤ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی نصرت و مدد فرمائیں گے۔

وہ دشمن جو دین وایمان کا دشمن ہو اور کھل کر سامنے نہ آئے بلکہ نظر نہ آتے ہوئے رگ وریشہ میں نفوذ کر جائے اور دوست اور خیر خواہ کا رُوپ بھر کر دل میں وسوسہ اندازی کرے اس کی طرف سے تغافل برتنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اس لئے اس سے چوکنّا رہنے کی ہدایت فرمائی جارہی ہے۔ حضرت ذوالنّون مصری علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ اگر تیرا دشمن ایسا ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے اور تو اس کو نہیں دیکھ سکتا تو ایک ایسی ہستی (اللہ تعالیٰ) کی پناہ میں آجا جو تیرے دشمن کو دیکھتا ہے لیکن وہ اُسے نہیں دیکھ سکتا (مظہری)

﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ﴾ (الاعراف/ ۲۰۱)

اور اگر پہو نچے آپ کو شیطان کی طرف سے ذرا سا وسوسہ تو فوراً اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگئے' بے شک وہ سب کچھ سُننے والا ہے ۔ بے شک وہ لوگ جو تقویٰ اختیار کئے ہیں جب اُن کو کوئی خیال شیطان کی طرف سے چُھوتا ہے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگتے ہیں تو فوراً اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہے۔ ☆☆☆

علم و عمل والے بھی بہکتے ہیں :

تم نے ایک تقویٰ والے کو کیا نہیں دیکھا؟ ایمان والا تھا، تقویٰ والا تھا۔ اس ایمان والے اور تقویٰ والے کی کہانی کیا تم نے نہیں سُنی ؟ جس نے چھ کروڑ برس تک عبادت کی' چھ کروڑ برس تک ! اور کتنا اُس کے پاس علم تھا معلوم ہے؟ فرشتوں کو سبق سکھاتا تھا اور اُس کا دار العلوم دھرتی پر نہیں تھا بلکہ جنّت میں تھا۔ فرشتوں کو سکھاتا تھا' اس لئے **معلم الملکوت** اُس کا نام ہی پڑ گیا۔ ذرا آپ خیال کریں۔ ایمان بھی ہے تقویٰ بھی ہے' ریاضت بھی ہے' مجاہدہ بھی ہے' اعمال صالحہ بھی ہیں' علم بھی ہے' جنّت کی ہوائیں بھی ہیں' ذات الٰہی کی معرفت بھی ہے' صفات کا علم بھی ہے' الٰہیت' الوہیت سے باخبر بھی ہے' سجدوں کی کثرت بھی ہے' سب کچھ ہے مگر کیا بچا سکا؟ کچھ نہ بچا سکا۔ نہ ایمان بچا سکا' نہ علم بچا سکا' نہ ریاضت بچا سکی بلکہ اُس کی ساری ریاضتیں تباہ ہوئیں۔ تقویٰ اُس کا برباد ہوا۔ سب اعمال برباد ہوئے ۔ کیوں برباد ہوئے؟ قصور یہ ہی تو تھا کہ جب خدا نے کہا تھا آدم کو سجدہ کرو تو اکڑ گیا۔ رب تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد کہ 'میں' کہتا ہوں کہ آدم کو سجدہ کرو......تو ابلیس کہتا ہے کہ 'میں' سجدہ نہیں کرتا۔ ﴿**وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ**﴾ (البقرۃ/۳۴)

اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا' سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

دُنیا نے کیا دیکھا؟ ابلیس اُکھڑ گیا۔ اکڑنے والوں کا یہ ہی حال ہوتا ہے۔خدا نے جھکانا چاہا تھا نہیں جھکا' اکڑ گیا۔تقویٰ پرغرور آ گیا،علم پر گھمنڈ آ گیا، گھمنڈ کرنے والے ہمیشہ رُسوا ہوتے ہیں۔

علم وفہم والے بھی ٹکراتے ہیں :

یہ کوئی ضروری نہیں کہ ٹکرانے والا ناسمجھ' بےعلم' بےعمل ہو۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ اگر ٹکرانے کی صورت آئی تو عمل کر کے ٹکرا گیا' اور وہ ایسا ویسا علم نہیں۔ ہمارا تمہارا ایمان بالغیب ہے اور اُس کا ایمان بالشہادۃ ہے جنّت کو دیکھ کر مان رہا ہے' ملائکہ کو دیکھ کر مان رہا ہے' خدا کی گرفت اور اُس کے عذاب کی شدت کو ابلیس جتنا سمجھے گا آپ ہم ایمان بالغیب والے کیا سمجھیں گے۔ اس کے باوجود وہ بہک گیا۔ فلسفہ توحید پر اُس کی شدت کی انتہا یہ ہے کہ غیرِ خدا کے آگے ہرگز نہ جھکیں گے' چاہے خدا ہی جھکائے۔ یہ اُس کا فلسفہ تھا کہ خدا بھی جھکائے تو نہ جھکیں گے۔ ایسی توحید کی اُس نے مثال قائم کی۔ ابلیس عابد تو ضرور تھا مگر عارف نہیں تھا۔ اُس کی عبادت کا ہم شمار نہیں کر سکتے' اُس کی گنتی نہیں کر سکتے۔ اس کے عمل کی تعداد بیان نہیں کر سکتے۔ فرشتوں کو ذاتِ الٰہیہ اور صفاتِ ربّانیہ کی تعلیم دے رہا ہے اس کے باوجود بہک گیا۔ اتنا سیکھنے' سکھانے کے بعد بہک گیا۔اتنی عبادت کے بعد بہک گیا۔ خیر وہ بہکا اُس کے لئے تو بُرا ہوا مگر ہمارے لئے یہ اچھا ہوا کہ ہم سمجھ گئے کہ علم والے بھی بہکتے ہیں' عبادت کرنے والے بھی بہکتے ہیں' سجدہ کرنے والے بھی بہکتے ہیں۔

اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

اب اگر تم نے کبھی یہ سوال کیا کہ وہ اتنی بڑی بڑی کتابیں پڑھ کر کیسے بہک گئے؟ وہ خالق کو یاد کر کے کیسا بہک گئے؟ وہ قرآن کو یاد کر کے کیسا بہک گئے؟

وہ سجدہ کر کے کیسا بہک گئے؟ تو شیطان آکر کہے گا جیسا کہ میں بہک گیا۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

تم نے وہ لطیفہ تو سُنا ہی ہوگا جب بہت زوردار آندھی آئی۔ لوگ خبریں لے کر آئے کہ بڑے موٹے موٹے درخت جن کی جڑیں زمین میں پھیلی ہوئی تھیں اُکھڑ گئے۔ میں نے کہا کہ جب موٹے موٹے اُکھڑ گئے تو بے چارے چھوٹے چھوٹے کہاں بچے ہوں گے جن کی جڑیں نرم و نازک اور چھوٹی ہوتی ہیں۔ کہا گیا کہ نہیں' چھوٹے چھوٹے سب بچ گئے موٹے موٹے سب اُکھڑ گئے۔ میں نے کہا' یہ کیا تماشہ ہے؟ بات یہ ہے کہ جو موٹے موٹے تھے اُن کو اپنے تنوں پر غرور تھا' اپنی جڑوں پر بھروسہ تھا' اپنی مضبوطی کا گھمنڈ تھا' اکڑ گئے' اُکھڑ گئے۔ چھوٹے بیچارے کمزور تھے' جھک گئے۔ آندھی اُوپر سے چلی گئی وہ سب بچ گئے۔ تو جھکنے والے بچ گئے' اکڑنے والا اُکھڑ گیا۔ فرشتے بچ گئے' ابلیس اُکھڑ گیا۔ دیکھو عمل اُسے نہ بچا سکا۔ علم اُسے نہ بچا سکا۔

دوستو! ایمان لانا آسان ہے' ایمان بچانا مشکل ہے۔ ایمان کا تحفظ ضروری ہے۔ یاد رکھو! ایمان تمہارے علم سے یا تمہاری عبادت سے بچ جائے گا ضروری نہیں۔ ایمان بچتا ہے تو خدا کے فضل سے بچتا ہے' اُس کی توفیق' اُس کی عنایت سے بچتا ہے۔

﴿☆☆☆ **کیا تنہا بچاؤ ممکن ہے؟** دولتِ تقویٰ کو بچانا نہایت اہم ہے جو تنہا کسی کے بس کی بات نہیں کہ تنہائی تو خود ایک کمزوری ہے۔ اس حالت میں تو عام دولت کی حفاظت عام چور اور ڈاکو سے ممکن نہیں تو دولتِ تقویٰ کو شیطان جیسے طاقتور سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟ اس کے لئے تو محافظین کی ایک بڑی جماعت' ایک بڑا جری اور بہادر لشکر چاہئے۔ اسی جماعت اور لشکر کا نام ﴿**الصّٰدِقِيْنَ**﴾ ہے۔ یہ جماعت ہے اُن مقربینِ بارگاہِ الٰہی کی جو تقویٰ کے ایسے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں کہ اب اللہ اپنے خصوصی فضل و کرم سے خود ان کی دولتِ تقویٰ کا محافظ بن گیا ہے۔ ان پر ڈاکہ ڈالنا تو

درکنار، اب تو ڈاکو اُن کے سایہ سے بھاگنے لگا ہے۔ پس جو ان کے حصار میں آ گیا، اُن سے وابستہ ہوگیا، ان کے دامن میں پناہ گزیں ہوگیا اس نے اپنی دولت کو محفوظ کرلیا۔

صحبتِ صالحین اور تحفظِ ایمان وتقویٰ :

﴿كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ﴾ سچوں کے ساتھ رہو ۔ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ ہم نے دیکھا ہے سچے کتنا سہارا بنتے ہیں۔ ایمان پر گھمنڈ نہ کرنا، تقویٰ پر گھمنڈ نہ کرنا، ایمان اور تقویٰ کے بعد سچوں کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔

تقویٰ مومن کا زیور ہے۔ صادقین اُس کے محافظ ہیں۔ ہم محافظین سے دُور ہوئے تو ہمارا زیور لٹ گیا، اور بے زیور نہ حُسن رہتا ہے نہ جمال۔ نہ کشش اور نہ ہی وقعت۔

اُمتِ مسلمہ پر اللہ کا یہ بڑا ہی کرم ہے کہ اس میں صادقین کا سلسلہ جاری ہے جو متقین اُمتیوں کے تقویٰ کے محافظ ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہوا کہ ہر صادق اپنے غلام کو صادق بناتا رہا۔ یہ سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ...... وغیرہ کیا ہیں۔ ان صادقین کے غلاموں کی ایک زنجیر ہے جو اپنے آقاؤں سے وابستہ ہوکر صادق بنے اور جو ان سے وابستہ ہوا اُسے صادق بناتے رہے انہی حضرات کی راہ اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا : ﴿وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ﴾ (لقمان/۱۵) اس کے راستہ کی پیروی کرو جو میری طرف مائل ہوا۔ اللہ کی طرف تو وہی مائل ہوا ہے جو اپنے میلانِ طبع اور خواہشاتِ نفس کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتا بلکہ اس کے شب و روز، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی تعمیل میں بسر ہوتے ہیں۔ اس کا ہر عمل رسول ﷺ کی سُنّت کے مطابق اور حکم رب کا مظہر ہوتا ہے۔ وہ اطاعت و پیروی کا اس قدر عادی ہو جاتا ہے کہ اس کی طبیعت کا میلان شرعی احکام کے علاوہ کسی چیز کی طرف نہیں ہو پاتا حتٰی کہ اس کی سوچ اور فکر کا انداز بھی بدل جاتا ہے۔

یہی مومنین کاملین ہیں، جن کے دامن سے وابستہ ہونے اوران کی راہ اختیار کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ یہی اللہ کے وہ انعام یافتہ بندے ہیں جن کی راہ کوصراطِ مستقیم قرار دیا گیااور ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴾ جیسی عظیم دُعا کرنے کی تعلیم دی گئی۔

صادقین کی خوبیاں : اللہ نے صادقین سے اپنی محبت کا اعلان کرتے ہوئے انہیں اُن کے مراتب کے مطابق متعدد ناموں سے یادفرمایا۔ وہ متقین ہیں اس اعتبار سے کہ تقویٰ وپرہیزگاری اُن کا اوڑھنا بچھونا ہے۔وہ محسنین ہیں کیونکہ نیکی اور حسن سلوک اُن کا وطیرہ ہے۔وہ توابین ہیں کہ اپنے تقویٰ پرانہیں نازاور گھمنڈ نہیں بلکہ اظہارِ عجز و نیاز کرتے ہوئے وہ اللہ کے حضور روتے اور گڑگڑاتے ہی رہتے ہیں جس سے اُن کے مراتب مزید بلند ہوتے ہیں۔ وہ **متطٰھرین** ہیں کہ رُوحانی وَجسمانی، ظاہری وَباطنی نجاستوں سے وہ بچتے رہتے ہیں اور کمالِ تزکیہ وَتطہیر کے لئے کوشاں رہتے ہیں، پس انہیں ایسی ردائے تطہیر نصیب ہوتی ہے کہ ان کے ساتھ جوبھی اس میں پناہ لیتا ہے، نجاستوں اورغلاظتوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ یہ حضرات متوکلین ہیں کہ اللہ کی ذات وصفات پرانہیں ایسا غیرمتزلزل اعتماد وبھروسہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے عمل، اپنی محنت ومشقت کے ہرانجام کوخیراور بھلائی سمجھتے اوراس پرراضی برضائے مولا رہتے ہیں، اللہ پراُن کا توکل واعتماد، وہ ان میں ارادہ وَعزم کی تکمیل اورحصولِ منزل کے لئے اقدام کا ایسا حوصلہ پیدا کرتا ہے کہ انہیں اپنی کامیابی وکامرانی میں کوئی تذبذب یا شک وشبہ نہیں ہوتا، چاہے حالات سازگار ہوں یا نہ ہوں، ظاہری ومادی وسائل اجازت دیتے ہوں یا نہ دیتے ہوں، وہ توّکل کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ ﴿**ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبه**﴾ اوراس یقینِ کامل کے ساتھ جب وہ اپنی منزل کی طرف قدم اُٹھاتے ہیں تو کامیابی وکامرانی اُن کے قدم بوس ہوتی ہے۔

یہی حضرات مقسطین کہلاتے ہیں کہ عدل وَ انصاف اُن کا شیوہ ہوتا ہے۔ یہ اپنی ذات کے ساتھ بھی عدل کرتے ہیں کہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو اللہ کی رضا کے مطابق استعمال کرتے ہیں، وہ اپنے نفس کے ساتھ بھی عدل کرتے ہیں کہ وہ اسے صرف اور صرف شرعی خواہشات کا عادی بنالیتے اور ان ہی کو پورا کرتے ہیں۔ وہ اپنے معاشرے کے ساتھ بھی انصاف کرتے ہیں کہ ہر کسی کا حق پورا پورا ادا کرتے ہیں۔ یہی شاکرین ہیں کہ ہر حال میں شکرِ الٰہی اُن کی عادت ہے، نہ تو مسرت وخوشی کے لمحات انہیں اعراض وَ روگردانی میں مبتلا کرتے ہیں اور نہ رنج وَغم، مصائب وآلام کی آندھیاں انہیں مایوسی وَ ناامیدی یا شکوہ سنجی کے خرمن میں ڈھکیل پاتی ہیں بلکہ جب وہ خوش ہوتے ہیں تو اللہ کا شکرادا کرتے ہیں اور ﴿**ولئن شکرتم لازیدنکم**﴾ کے وعدۂ الٰہی پر یقین کرتے ہوئے مزید انعاماتِ الٰہیہ کے طلب گار ہوتے ہیں اور جب رنجیدہ وغمزدہ ہوتے ہیں تو عرض گزار ہوتے ہیں کہ اے رب کریم ! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں اس سے زیادہ رنج وَغم سے محفوظ رکھا کہ ہم ہی میں بہت سے ہم سے بھی زیادہ مصائب وَ تکالیف میں مبتلا ہیں، نیز ﴿**واللہ المستعان**﴾ پر یقین کرتے ہیں، رب ہی سے التجا کرتے ہیں کہ مولیٰ ہمیں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ یہی لوگ صابرین ہیں کہ ہر حال میں صبر کرکے یہ نصرت ورحمتِ الٰہی کے مستحق قرار پاتے ہیں، زندگی کے کسی موڑ پر یہ تنہا نہیں رہتے، اللہ کی مدد اُن کے ساتھ ہوتی ہے، زندگی کا ہر سفر اُن کے لئے سہل وآسان ہوجاتا ہے، جسم کو چھلنی کردینے والے کانٹے بھی اُن کے لئے مہکتے پھول بن جاتے ہیں، ہر حال میں ﴿**انا للہ وانا الیہ راجعون**﴾ کا وردمنزل کی طرف اُن کی رہبری وَ رہنمائی کرتا ہے۔ یہی صادقین ہیں جنہیں ولایت کا اعلیٰ منصب نصیب ہوتا ہے جس کو پانے کے بعد یہ مستقبل کے خوف اور ماضی کے حزن سے آزاد ہوجاتے ہیں،

استقلال واستقامت کا پہاڑ بن کر اللہ کے ایسے مقرب ومحبوب بن جاتے ہیں کہ دُنیا ہی میں فرشتے خوف وحزن سے آزادی کی خبر دیتے اور جنتی ہونے کا مژدہ سُناتے ہیں جہاں یہ اللہ کے مہمان ہوں گے اور ان کی ہر خواہش پوری کر کے اُن کی میزبانی کی جائے گی۔

صحبت کی برکات : اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی صحبت اختیار کرنے کے سلسلے میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں : فرصت بہت تھوڑی ہے اور اسے اعلیٰ ترین مقصد میں صرف کرنا ضروری ہے اور وہ ہے ارباب جمعیت کی صحبت۔ کیونکہ صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب صحبت ہی کے باعث انبیاء علیہم السلام کے سوا سب غیر صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں اگرچہ سیدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور عمر مروانی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت عمر بن عبدالعزیز) ہی کیوں نہ ہوں حالانکہ دونوں حضرات صحبت کے سوا تمام درجات کی انتہائی بلندیوں اور تمام کمالات کی آخری حد تک پہنچے ہوئے تھے۔ (صحبت کے فیوض وبرکات کا اندازہ آپ اس امر سے لگائیں کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصاحبت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے نتھنوں میں جو غبار داخل ہوا وہ بھی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کئی درجے بہتر ہے۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ صحابہ نے راہِ خدا میں جو نصف صاع (ایک صاع = تقریباً ساڑھے تین سیر) خرچ فرمایا ہے اگر دوسرا احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ یہ فرق ان باطنی کمالات کی وجہ سے ہے جو ان کو رسول اللہ ﷺ کے فیض محبت سے حاصل ہوئے تھے۔

شیخ کبیر حضرت ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کس قدر جامع ہے :
اصبحوا مع الله فان لم تطیقوا فاصبحوا من الصحب مع الله یعنی اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرو۔ اگر اللہ کی صحبت میسر نہ آئے تو ایسے شخص کی صحبت اختیار کرو جسے اللہ تعالیٰ کی صحبت میسر ہو۔

راہِ حق پر چلنے کے لئے کسی مردِ کامل کی صحبت بہت ضروری ہے ورنہ راہِ مستقیم سے بھٹک جانے کا اندیشہ ہے۔

حضرت عبدالخالق عجدوانی کا ارشاد ہے :
صحبتِ ناآشنا سے اس طرح بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو۔ اگر صحبت میں اہلِ باطن سے مشغول ہو تو ظاہر میں غیر اللہ سے بھی پرہیز کرو۔ باطنی صحبت کی صحت کی علامت یہ ہے کہ رُوحانی فیض دل پر اثر کرتا ہے اور ماسویٰ اللہ سے خلاصی پاتا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ اہل اللہ تو صحبت ناآشنا سے پرہیز کی تاکید کرتے ہیں تو اندازہ لگائیں کہ صحبتِ بد انسان کو گمراہی اور بُرائی کے کتنے عمیق گڑھوں میں گرا سکتی ہے۔ نیک کی صحبت نیک کرتی ہے اور بُرے کی صحبت بُرا بناتی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیک دوست اور بُرے دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مشک (کستوری) بیچنے والا اور لوہار کی بھٹی دھونکنے والا۔ مشک بیچنے والا تو تم کو وہی دے گا جو اس کے پاس ہے اور کچھ نہ سہی تو خوشبو تو ضرور ملے گی اور بھٹی دھونکنے والا تمہارے کپڑے جلا دے گا اور کچھ نہ سہی تو اس کی بدبو تو ضرور پہنچے گی۔ (بخاری و مسلم)

مقصد یہ ہے کہ اس حقیقت سے تو سبھی آگاہ ہیں کہ نیکوں کی صحبت سے تو نیکی ہی میسر آتی ہے اور اجر و ثواب بھی اور بُروں کی صحبت تو انسان کو لے ڈوبتی ہے۔

اصحابِ کہف کے کتّے نے چند روز نیک اور صالح لوگوں کی صحبت اختیار کی تو اُس کے نام کا بھی نیک مَردوں کے ساتھ ذکر ہوا' لیکن نوح علیہ السلام کا بیٹا بُرے لوگوں کے ساتھ بیٹھا تو وہ خاندانِ نبوت سے نکال دیا گیا۔

۔ حدیث پاک ہے **المرء مع من احب** آدمی (روزِ حشر) اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔

۔ طالبِ حق کو مُرشِد کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔ **لکل شیئ مفتاح ومفتاح الجنة حب الفقراء** ہر چیز کی ایک کنجی ہے اور جنّت کی کنجی فقیروں یعنی مُرشدوں اور مشائخین وصوفیاء کی محبت ہے۔

۔ **حبُّ الفقراء من اخلاق الانبیاء وبغض الفقراء من اخلاق فرعون** فقیروں (اللہ والوں) کو دوست رکھنا انبیاء کے اخلاق ہیں اور فقیروں (اللہ والوں) کو دُشمن رکھنا فرعون کا طریقہ ہے۔

۔ **حبُّ الفقراء حبُّ الرحمن** فقیروں (اللہ والوں) کو دوست رکھنا اللہ کو دوست رکھنا ہے۔

۔ فقیروں یعنی مشائخین وصوفیاء کا دُشمن منافق ہوگا یا حاسد یا کافر۔

۔ **الشیخ فی قومہٖ کالنبی فی امتہٖ** مُرشد اپنے مُریدوں میں ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی اُمت میں۔

وَلی سے دشمنی رکھنا خدا سے جنگ کرنا ہے :

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے وَلی کو ایذاء پہنچائی' اُس سے میری جنگ حلال ہوگئی۔ (حلیۃ الاولیاء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **ان اللہ قال: من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب** (بخاری شریف) بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے وَلی

سے دشمنی رکھی، میں اُسے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ یعنی وَلیوں سے دشمنی رکھنے والے اُن سے دشمنی نہیں رکھتے، درحقیقت وہ خدا کے دشمن ہیں، کیونکہ اولیاء کرام محبوبانِ خدا ہیں اور محبوبوں کا دشمن کبھی دوست نہیں ہوسکتا، بظاہر وہ کتنا ہی خیرخواہ کیوں نہ ہو۔

دشمنانِ اولیاءؑ خدا سے جنگ کرتے ہیں اور اصول یہ ہے کہ دورانِ جنگ ایک فریق دوسرے فریق کی سب سے اعلیٰ اور بہتر چیز کو چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ خدا سے جنگ کے دوران اولیاء کے دشمنوں کا ایمان چھین لیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دشمنانِ اولیاء کو بے ایمانی کی حالت میں موت آتی ہے۔ (العیاذ باللہ منہ)

خُدا محفوظ رکھے ہر بلا سے　　خصوصاً گستاخیِ اولیاء سے

وَلی پر اعتراض: حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی شان میں چند درویش نما لوگوں نے خطاب جہانگیر پر چہ میگوئیاں شروع کیں اور کمال جرأت سے خود آ کر اعتراض کیا کہ آپ کا لقب جہانگیر کیوں ہے؟ کیا آپ دُنیا بھر کے اولیاء اللہ سے بڑھ کر ہیں؟ جو لقب کسی کو نہ ملا وہ آپ کو کیسے ملا؟ اس میں غرور ونخوت کی بو آتی ہے۔ آپ نے پہلے موعظہ حسنہ فرمایا اور فرمایا کہ یہ عطیہِ شیخ (حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔ یہ بھی سمجھا دیا کہ تم لوگ مراتب وِلایت سے ناآشنا ہو۔ کیوں اس بحث میں پڑتے ہو۔ مگر نہ سمجھنے والے کو کوئی کیا سمجھا سکتا ہے، معترض کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا اور زباں دَرازی بڑھتی گئی۔ حضرت مخدوم پر جلال کا غلبہ ہوا، نظر قہر ڈال کر فرمایا کہ تم اتنا سمجھنے سے عاجز ہو کہ میں جہانگیر ہوں۔ اب میں تم کو دِکھا دیتا ہوں کہ میں جہانگیر بھی ہوں اور جانگیر بھی۔ اس ارشاد کے ساتھ ساتھ معترض ونکتہ چین کی جان نکل گئی (حیات غوث العالم)

خزینۃ الاصفیاء میں مقامِ واقعہ رُوح آباد (کچھوچھہ شریف) ظاہر کیا گیا ہے اور معترض کا نام علی قلندر بتلایا ہے جو اپنے ہمراہ پانچ سو قلندروں کو لے کر

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں بے ادبی کے ساتھ پہونچا اور جس نے اپنی لاطائل باتوں سے حضرت مخدوم کے مزاجِ لطیف میں تکدر پیدا کر دیا تھا۔ حضرت مخدوم کے پُر جلال اور غضبناک ہونے پر قلندر دھڑام سے گرا اور وہیں دَم توڑ دیا...... پانچ سو ہمراہی توبہ کر کے مرید ہوگئے۔ (سیر الاخیار، محفل اولیاء)

حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی مقبولیت حاجی چراغ ہند رحمۃ اللہ علیہ کو ناگوار گذری۔ انہیں دنوں شیخ کبیر سرور پوری تحصیلِ علم سے فارغ ہو کر کسی مرشدِ برحق کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتے تھے۔ انہوں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی چہرہ سرخ فام بزرگ نے اُن کو بیعت کیا ہے وہ اس دیار کے صاحبِ ولایت بزرگ حاجی چراغ ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر خواب میں جو نورانی صورت دیکھی تھی نہ پائی۔ چنانچہ اسی فکر اور سوچ میں کچھ دن اسی خانقاہ میں مقیم ہوگئے۔ جب حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی ولایت کا چرچا ہوا تو گلی گلی کوچہ کوچہ آپ کے ذکرِ مقدس سے گونج رہا تھا، لوگوں کے غیر معمولی رُجحان کو دیکھ کر شیخ کبیر کے دِل میں یہ بات آئی کہ وہ خدمتِ عالی میں حاضر ہو کر زیارت کا شرف حاصل کریں۔ حضرت مخدوم نمازِ اشراق پڑھ کر ساتھیوں میں تشریف فرما تھے، ابھی شیخ کبیر دُور ہی سے دِکھائی پڑے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ جس دوست کے بارے میں تم لوگوں سے میں کہا کرتا تھا وہ آ گیا، حضرت مخدوم نے فرمایا یہ وہی بچہ ہے جس کے بارے میں میرے مُرشد نے فرمایا تھا۔ خادم نے اُن کے پہونچنے سے پہلے ہی روٹی اور شربت تیار کر کے رکھ لیا۔ شیخ کبیر حاضر ہوئے اور دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن سے خواب میں بیعت کی تھی، سَر قدموں میں رکھ دیا اور مُرید ہو کر

سلسلہ اشرفیہ میں داخل ہوگئے۔ جب شیخ حاجی چراغ کو معلوم ہوا کہ شیخ کبیر' حضرت مخدوم کی بیعت کرلی ہے تو انہیں رنج ہوا اور حالتِ جلال میں فرمایا کبیر جوانی ہی میں مَر جائے گا۔ حضرت شیخ کبیر کو اُسی وقت معلوم ہوگیا کہ شیخ چراغ ہند جلال فرما رہے ہیں' خود حضرت مخدوم کو اس حالت کی اطلاع ہوگئی' فرمایا کہ فرزند کبیر ! فکر نہ کرو تم ایک دن پیر کبیر ہوگے لیکن تم بھی اُن کے حق میں کچھ کہو۔ شیخ کبیر نے کہا پہلے حاجی چراغ مرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا پہلے حاجی چراغ کا انتقال ہوا اور پانچ سال بعد شیخ کبیر نے رحلت فرمائی۔

(مرأۃ الاسرار' خزینۃ الاصفیاء' تذکرۃ مشائخ عظام' حیات غوث العالم)

وَلی کو آزمانے کی سزا : ظفر آباد میں یہ ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا کہ مسخروں نے ایک جنازہ بنایا اور ایک مسخرہ کو اس میں لِٹا کر سمجھا دیا کہ جنازہ حضرت مخدوم کے پاس لے چلتا ہوں' جب وہ نماز پڑھنے کھڑے ہوں اور اللہ اکبر کہیں تو نکل کر ہنسو تا کہ ہم سب لوگ مضحکہ اُڑائیں۔ بہرحال مصنوعی جنازہ لیے وہ لوگ حضرت مخدوم کے پاس روتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ حضور جنازہ حاضر ہے نماز پڑھا دیجئے۔ مسخروں کا مقصد یہ تھا کہ جب حضرت مخدوم تکبیر کہیں مُردہ اپنی چارپائی سے اُٹھ کر حضرت کے پاس آئے اور سلام کر کے کہے اے حضرت آپ کی کرامت میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ آپ نے مجھ بے جان کو زندہ فرمادیا' اس بنا پر آپ کو شرمندگی ہوگی اور ذلت ورُسوائی کا سبب ہوگا۔ بدبختوں کو یہ خیال نہ آیا کہ اگر یہ واقعی بزرگ نکلے تو انجام کیا ہوگا۔ حضرت مخدوم نے نورِ باطن سے سارا حال معلوم کرلیا تھا اسی لئے ابتداء میں احتراز فرمایا مگر جب مسخروں کا اصرار بڑھا تو آپ نے نماز جنازہ پڑھائی' تکبیر اولیٰ ہی میں وہ شخص جان بحق ہوگیا' اللہ اکبر کہتے ہی مصنوعی مردہ واقعی مردہ ہوگیا۔ مسخرے پیچھے کھڑے ہنس رہے تھے اور متوقع تھے کہ اب مُردہ

اُٹھ کر سلام کرتا ہے مسخروں کو انتظار رہا کہ اب مصنوعی مردہ نکل کر ٹھٹھا مارتا ہے لیکن اُس نے جنبش تک نہیں کی، مُردہ نہ اُٹھا تو ہوش اُڑ گئے۔ نماز ختم ہوگئی تو حضرت مخدوم نے فرمایا کہ جنازہ لے جاؤ اور مردہ کو دفن کرو۔ لوگوں نے دیکھا تو واقعی اُس کو مُردہ پایا۔ بہت مضطرب ہوئے، روئے پیٹے اور پاؤں پر گر کر معافی مانگی، جب کہیں جا کر مُردہ میں زندگی پیدا ہوئی (معارج الولایت) جب یہ کرامت مشہور ہوئی، طالبِ حق جوق دَر جوق خدمتِ عالی میں حاضر ہونے لگے اور چھوٹا بڑا قدمبوسی پر ٹوٹا پڑتا تھا۔

(خزینۃ الاصفیاء، حیات غوث العالم، سیر الاولیاء محفل اولیاء)

کرامت اور جادو کا مقابلہ :

حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ، کا قافلہ جب کچھوچھہ شریف اُترا تو قرب وجوار کے سارے آدمی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے، سب سے پہلے موضع زمیندار حضرت ملک محمود نے قدمبوسی کی۔ حضرت مخدوم نے اُن پر بہت زیادہ شفقت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میرے پیر ومرشد نے مجھے یہیں کے لئے قیام کرنے کا حکم دیا ہے۔ تمہارے نزدیک یہاں کون سی جگہ ہمارے رہنے کے لئے مناسب ہے۔ ملک محمود نے عرض کیا کہ حضور یہاں ایک جوگی بڑی اچھی جگہ رہتا ہے لیکن بڑا جادوگر ہے اُسے اپنی سفلی قوتوں پر بڑا ناز ہے وہ کسی رُوحانی طاقت ہی سے زیر ہوسکتا ہے۔ اگر خادم بارگاہ اُس کو نکال دیں تو بہت نفیس جگہ ہاتھ لگے گی آپ نے آیت کریمہ ﴿**قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا**﴾ (بنی اسرائیل/۸۱) بیشک حق آیا باطل چلا گیا، بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا...... کی تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ بہرحال اُس جگہ کو دیکھ لینا بھی چاہئے۔ کچھ ہمراہیوں اور ملک محمود کو لے کر اُس مقام پر تشریف لے گئے، دیکھتے ہی فرمایا کہ بس یہی جگہ تھی جس کو حضرت شیخ نے دِکھایا تھا۔ یہاں سے

ان چند بیدینوں کونکال دینا بالکل آسان ہے۔ حضرت مخدوم نے ایک خادم سے فرمایا کہ جوگی سے کہہ دو کہ بس بوریا بستر سنبھالے اور کہیں نکل بھاگے۔ خادم نے جاکر یہی کہہ دیا تو جوگی نے مغرورانہ لہجے میں کہا کہ ہمارا نکلنا کوئی مذاق نہیں ہے۔ ہم اُن کی رُوحانی طاقت آزمانے کے بعد ہی یہ جگہ چھوڑیں گے' کوئی قوتِ ولایت سے نکالے تو نکالے ورنہ ہمارا نکالنا ہنسی ٹھٹھا نہیں ہے۔

جمال الدین راوت اُسی دن حضرت مخدوم کے ہاتھ پر مرید ہوئے تھے۔ آپ نے اُن سے فرمایا کہ جاؤ جو بات جوگی دیکھنا چاہے دِکھا دو۔ جمال الدین جوگی سے بچپن ہی سے ڈرے ہوئے تھے' ہمت نہ پڑی' آپ نے قریب بُلایا' پان کی گلوری چبا کر جمال الدین کے مُنہ میں رکھ دیا' پھر کیا تھا جمال الدین اشرفی کچھوچھہ کے شیر بن گئے اور بہادروں کی طرح جوگی کے پاس چلے گئے اور نکلنے کو کہا۔ باہم خوب باتیں ہوئیں' آخرسب جوگی کہنے لگے کہ پہلے کچھ کرامت دِکھاؤ تو ایسی باتیں منہ سے نکالو۔ جمال الدین نے کہا کہ ہمارا کام کرامت دِکھانا نہیں ہے لیکن اب تم کہتے ہو تو مجبوری ہے' اچھا بولو کیا دیکھنا چاہتے ہو۔ کہتے ہیں کہ جوگیوں کو طیش آگیا' جادو کے کچھ منتر پڑھے اور جمال الدین کی طرف پھونکا' ہر سمت سے کالی چیونٹیاں نکل پڑیں' زمین کالی ہوگئی اور ساری چیونٹیاں جمال الدین کی طرف بڑھیں۔ جمال الدین نے حضرت مخدوم کی طرف توجہ کی اور چیونٹی کی فوج پر غضب کی نگاہ ڈالی تو کسی کا نام ونشان بھی میدان میں نہ رہ گیا۔ اس کے بعد جادوگروں نے غضبناک شیروں کی فوج بنا کر بھیجی۔ جمال الدین نے فرمایا کہ بھلا مصنوعی شیر بھی شیرانِ حق کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ آپ نے شیروں پر ایک پُر جلال نظر ڈالی' سارے شیروں نے میدان چھوڑ دیا۔ آخر جوگی خود مقابلہ میں آیا اور اپنا سونٹا ہوا میں اُڑایا۔ حضرت جمال الدین نے حضرت مخدوم کے عصا شریف کو اُوپر ہوا میں چھوڑ دیا۔ عصائے

مخدومی نے جوگی کے سونٹے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے زمین پر گرادیا۔ جب جوگی کے طلسماتی حربے ناکام ثابت ہوئے تو اُس نے حضرت مخدوم کی رُوحانیت کا اعتراف کرلیا اور کہا مجھے حضرت مخدوم کی بارگاہ میں لے چلو' میں اُن کے ہاتھ پر مسلمان ہوں گا۔ جوگی نے آکر حضرت مخدوم کے قدموں پر سَر رکھ دیا اور مشرف با سلام ہوا۔ حضرت مخدوم نے اُس کا نام عبداللہ رکھا۔ اسی وقت اُس کے تمام چیلے مسلمان ہوگئے۔ سب لوگ اپنی مذہبی کتاب حضرت مخدوم کے سامنے لائے اور آگ میں جلا کر پھونک دیا۔ حضرت مخدوم نے اُن سے بڑی ریاضت کرائی اور تالاب کے کنارے اُن کی نشست کے لئے ایک جگہ مقرر فرمادی۔ کہتے ہیں کہ جوگی کے اسلام لانے پر اُس دن کوئی پانچ ہزار اشخاص مسلمان ہوئے تھے۔ جوگی کے مسلمان ہونے کے بعد حضرت مخدوم نے اپنا سارا سامان اُسی مقام پر منگوالیا جو پہلے جوگیوں کی جگہ تھی اور ہمراہیوں کے لئے علحدہ علحدہ قیام گاہ تجویز فرمادیا' سب نے اپنا اپنا حجرہ بنالیا اور خانقاہ اشرفی کی تعمیر تھوڑے دنوں میں ملک محمود نے کرادی۔

(حیات غوث العالم' خزینۃ الاصفیاء' تذکرہ مشائخ عظام)

☆ ہندو فقراء کا ایک گروہ غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی خدمت میں آیا اور بت خانہ اور بتوں کے جواز و اہمیت پر بحث شروع کردی۔ فرمایا تم انھیں پوجتے ہو' ذرا اُن سے اپنی تعریف تو کراؤ۔ پھر آپ نے قریب ہی بت خانہ میں جاکر ایک بت کو اشارہ کیا۔ وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر فوراً آپ کے سامنے آگیا اور آپ کی تعریف کی۔ یہ زندہ کرامت دیکھ کر تمام ہندو فقراء اور بہت سے ہندو اسی وقت مسلمان ہوگئے۔ (معارج الولایت' سیر الاخیار' محفل اولیاء)

☆ غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی ذاتِ مقدسہ سے بیشمار کرامات کا ظہور ہوا ہے جو اولیاء کے تذکروں اور کتب تصوف میں موجود ہے۔

حضرت مخدوم کی سب سے بڑی کرامت جس کا تسلسل سات سو سال سے ہنوز جاری ہے وہ آپ سے منسوب خاندان اشرفیہ کے 'سادات اشرفیہ' ہیں اور اسی اشرفی بوستان کے مہکتے پھول ہیں حضور شیخ الاسلام تاجدار اہلسنت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی اور حضرت غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی۔ خاندانِ اشرفیہ کے پہلے فرزند مخدوم الافاق سید عبدالرزاق نور العین اشرفی جیلانی (۷۶۵ھ) سے شبیہہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ علی حسین اشرفی جیلانی، عالم ربانی حضرت علامہ سید شاہ احمد اشرف' حضرت سید محمد اشرفی محدث اعظم ہند' حضرت سرکار کلاں مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی' اشرف العلماء علامہ سید حامد اشرف' شیخ اعظم حضرت سید محمد اظہار اشرف' مجاہد دوراں حضرت سید مظفر حسین اشرفی' حضرت سید محمود اشرف اشرفی جیلانی' حضرت علامہ سید کلیم اشرف' حضرت سید راشد مکی اشرفی جیلانی' حضرت سید نورانی اشرفی جیلانی' حضرت سید حسن عسکری اشرفی' حضرت سید قاسم اشرف اشرفی جیلانی' حضرت سید عالمگیر اشرف اشرفی جیلانی' حضرت سید علیم اشرف' ......تک سات سو سالوں میں خانوادہ اشرفیہ نے ملت اسلامیہ کو ایک سے ایک رُوحانی فرزند عطائے کئے جن کے علم وکمال اور فضل وجلال کے آگے صاحبانِ بصیرت گھٹنے ٹیک دیا کرتے ہیں' علم ظاہری کے ہمالہ اور علوم باطنی کے بحر بیکراں' جنہوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں انسانیت کی بےلوث خدمات انجام دیں' فضل وعطا کے موتی بکھرے' رُوحانی عظمت کے پرچم لہرائے' علوم باطنی کے دریا بہائے' کروڑوں گم گشتگان معرفت کو عرفان وایقان کی شاہراہ عطا کی۔ عرب وعجم میں آج بھی لاکھوں فرزندانِ اسلامیہ انہیں سادات اشرفیہ کے چشمہ فضل وکرم سے پیاسی انسانیت کو سکون بخش رہے ہیں۔

مارہرہ کچھوچھہ بریلی' جب کبھی جائے اجمیر و دہلی — دِل کے حالات میرے سُنا کر' تو سلام میرا رو رو کے کہنا
شیخ مدنی کا ہوں میں دیوانہ' شیخ اعظم ہے میرا نگینہ — اپنی پلکوں کو نیچے جھکا کر' تو سلام میرا رو رو کے کہنا

صحبتِ ذاکرین :

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں ذِکر اللہ کرنے والوں کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں پھر جب کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آ ؤ' چنانچہ وہ فرشتے اُن ذاکرین کو اپنے پَروں میں ڈھانپ لیتے ہیں آسمان دُنیا تک ہوجاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ تو علیم وخبیر ہے مگر اُن سے پوچھتا ہے کہ میرے وہ بندے کیا کہتے تھے؟ عرض کرتے ہیں کہ تیری تسبیح وتکبیر حمد اور تیری بزرگی بیان کررہے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں' تیری قسم انھوں نے تجھے کبھی نہیں دیکھا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو کیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو تیری بہت عبادت کریں اور تیری بہت بڑائی بولیں اور تیری بہت ہی تسبیح کریں **يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك ويمجدونك** ۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے وہ مانگتے کیا تھے؟ عرض کرتے ہیں' تجھ سے جنّت مانگ رہے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کیا انھوں نے جنّت دیکھی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں یارب تیری قسم نہیں دیکھی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنّت دیکھ لیں تو کیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ جنّت دیکھ لیں تو اس کے بہت حریص اور بہت طلبگار اور اس میں بہت راغب ہوجائیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ وہ عرض کرتے ہیں آگ سے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے' کیا انھوں نے آگ دیکھی ہے۔عرض کرتے ہیں یارب تیری قسم نہیں دیکھی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو کیا ہو؟ عرض کرتے ہیں اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو اس سے بہت بھاگیں' اس سے بہت ڈریں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُن سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ

اُن میں فلاں بھی تھا جو ذکر کرنے والوں میں سے نہ تھا وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا اور وہاں بیٹھ گیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذاکرین ایسے ہمنشین ہیں کہ اُن کے ساتھ بیٹھ جانے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ (بخاری شریف)

مجلس والوں کو تو ذکر کی وجہ سے بخش دیا اور اُس گزرنے والے کو اُن اچھوں کی صحبت کی برکت سے بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ (التوبہ/۱۱۸) اے ایمان والوں! تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کرو (اللہ سے ڈرو) اور سچوں کے ساتھ رہو۔

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ نیک صحبت ساری عبادات سے افضل ہے۔ صحابہ کرام سارے جہان کے اولیاء سے اس لئے افضل ہیں کہ وہ سید المرسلین سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحبت یافتہ ہیں۔ اولیاء کی صحبت کی برکت سے اصحابِ کہف کا کتا بھی بہتر ہوگیا۔ مرقات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرو، اگر نہ ہو سکے تو اللہ کے پاس رہنے والوں کی صحبت کرو۔ حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی کیا ہے جس کی طبیعت شریعت اسلامی کی پابند نہ ہو۔ یہ نعمت بجز اولیاء کاملین کی صحبت کے نصیب نہیں ہوسکتی۔

قلب سارے قالب کا بادشاہ ہے اگر یہ ٹھیک ہے تو سارے قالب سے اچھے کام ہوں گے اور اگر یہ بگڑ گیا تو قالب بگڑ گیا۔ یوں سمجھو کہ قلب کی زندگی قالب کی زندگی ہے اور قلب کی موت قالب کی موت ہے۔

قلب کی صفائی اُس کی زندگی ہے اور قلب کی گندگی اُس کی موت۔

گندے دِل کی صفائی دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ عبادت وریاضت اور کسی اہلِ نظر کی نظر۔ عبادات سے آہستہ آہستہ مگر کامل کی نگاہ سے دفعتاً دِل صاف ہوجاتا ہے۔

مقبول بندے کی نگاہ ایک آن میں زنگ آلود دِل کو صاف کر کے اس پر صیقل کر دیتی ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نظر سے ستر ہزار جادوگر جو برسوں سے کافر، فاسق، گنہگار اور بدکار تھے وہ مومن صحابی صابر اور شہید ہو گئے۔ حضور غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ایک نظر سے چور قطب ہو گئے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے فسق و فجور میں مبتلا فاحشہ عورت کی دُنیا بدل گئی اور وہ نیک و صالحہ بن گئی۔ اس لئے صوفیاء فرماتے ہیں :

ایک زمانہ صحبتِ بااولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ایک زمانہ صحبتِ باانبیاء بہتر از ہزار سالہ طاعت بے ریا
ایک زمانہ صحبتِ بامصطفٰے بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

قرآن مجید اور کعبۃ اللہ کا دیکھنے والا صحابی نہیں مگر نبی کریم ﷺ کو اخلاص سے دیکھنے والا صحابی ہے۔ معلوم ہوا کہ اعمال سے زیادہ صحبت اثر کرتی ہے کیونکہ یہی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ ☆☆☆

آگ کی صحبت میں لوہے کی تاثیر : صحبت اور قربت سے فائدہ اگر سمجھ میں نہ آئے تو تھوڑی دیر کے لئے ایک ایسے ماحول میں پہونچ جایئے جہاں ایک لوہا آپ کے سامنے ہو اور وہ لوہا آگ کے اندر نظر آ رہا ہے، سیاہ فام لوہا، سخت مزاج لوہا تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نکلا۔ اگر آپ لوہے سے پوچھیں کہ بتا تجھے آگ کی قربت وصحبت سے کیا ملا؟ لوہا جواب دے گا کہ مجھے صحبت و قربت کا فیض حاصل ہو چکا ہے، پہلے میرا رنگ بالکل سیاہ تھا، اب میری رنگت بالکل سرخ ہے۔ پہلے میرے اندر حرارت نہیں تھی، اب میرے اندر اتنی حرارت آ گئی۔ مجھ میں اثر قبول کرنے کی طاقت تھی اور میں جس کی صحبت و قربت میں رہا، اُس میں اثر دینے کی طاقت تھی۔

میری باتوں کو اُس نے نکال دیا، اور اپنی باتوں کو مجھے عطا کر دیا۔ حرارت اُس میں تھی، اُس نے مجھے دے دیا۔ گرمی اُس میں تھی، اُس نے مجھے دے دیا۔ میں ہوں تو لوہا ہی، مگر اب اُس آگ کا جو کام ہے وہ میں کروں گا۔ اگر وہ جلائے تو میں بھی جلاؤں گا۔ اگر اُس سے حرارت ملتی ہے تو مجھ سے بھی حرارت لی جا سکتی ہے۔

تِل اور چنبیلی کا تیل : آپ کہتے ہیں کہ یہ چنبیلی کا تیل ہے، یہ فلاں چیز کا تیل ہے۔ چنبیلی کیسی ہوتی ہے؟ کبھی چنبیلی کا دانہ آپ نے دیکھا ہے؟ چنبیلی کا پھول تو ضرور سُنا ہوگا؟ جسے آپ تِل کہتے ہیں اُسی تِل کو چنبیلی میں بساتے ہیں اور بسانے کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ چنبیلی کے پھولوں کو چاندی رات میں، کھلی ہوئی فضا میں پھیلا دیا اور اُس پر تِل کے دانوں کو ڈال دیا۔ اُس پر پھر پھول کو بچھا دیا۔ پھر دانے ڈالے، پھر اس چنبیلی کے پھول بچھائے۔ ان سب کو کھلے آسمان کے نیچے کئی دن تک رہنے دیا۔ اس کے بعد وہی دانے نکال لئے گئے۔ اب یہ تِل چنبیلی میں بسا ہوا ہے۔ تِل کے ان دانوں کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ نہ قد و قامت میں فرق ہے اور نہ شکل وصورت میں۔ نہ وزن میں فرق ہے اور نہ کسی بات میں فرق ہے۔ بظاہر بالکل ویسے ہی تِل کے دانے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ذرا پیس کر دیکھو، تیل نکال کر دیکھو۔ چنبیلی کی قربت وصحبت میں رہنے والے ان دانوں میں چنبیلی کا تیل نکلتا ہے۔
اب تِل کے اُن دانوں کو جنہیں چنبیلی کی قربت وصحبت نہیں ملی ہے انہیں بھی پیس کر دیکھو، تیل نکال کر دیکھو۔ اُن دانوں میں تِل کا تیل ہی نکلتا ہے۔

دونوں کی حقیقت ہی بدلی ہوئی نظر آرہی ہے۔ دونوں دانے ایک ہی پودے سے نکلے تھے۔ بس آپ نے اتنا کیا کہ ایک کو چنبیلی سے بسا دیا۔ اور ایک کو دُور رکھا۔ تو جو دُور رہا اُس سے جو تیل نکلا اُس کو آپ تِل کا تیل کہتے ہیں اور جو تِل کے

دانے چنبیلی کے قریب رہے ان دانوں سے جو تیل نکلا اس کو آپ چنبیلی کا تیل کہتے ہیں ۔ قیمت بدل گئی، حقیقت بدل گئی، وزن بدل گیا، مہک بدل گئی، صورت بدل گئی، اثر بدل گیا۔ یہ اتنی تبدیلیاں کہاں سے آئیں؟ پوچھو اس تِل کے تیل سے آخر تم بھی تو اسی درخت سے نکلے تھے۔ تم بھی تو اسی درخت میں پھولے پھلے تھے۔

تِل کے دانوں بتاؤ تمہارے اندر یہ بات کہاں سے آ گئی تو وہ جواب دیں گے کہ کچھ دن چنبیلی کی صحبت مل گئی تھی جو میرے اندر تھا نکل گیا جو اُس کے اندر تھا مل گیا۔ اس میں تعجب مت کرو، شکل وصورت سے دھوکہ مت کھاؤ۔ ایک جیسا دیکھ کر فریب مت کھا جاؤ۔ یہ بھی تو دیکھو کہ صحبت وقربت کس کی حاصل ہو رہی ہے۔

آج تک کوئی عقلی استحالہ پیش نہ کر سکا کہ سارے دانے تو ایک ہی ہیں، پھر ایک سے تِل کا تیل کیسے اور دوسرے سے چنبیلی کا تیل کیسے؟ بلکہ آگ میں اثر دینے کی قدرت ہونا اور لوہے میں اثر لینے کی صلاحیت ہونا۔ یوں ہی چنبیلی کے پھولوں کا مؤثر ہونا اور تِل کے دانوں کا متاثر ہونا اور پھر اس قربت وصحبت کے لازمی اثرات کا مرتب ہونا سبھی تسلیم کرتے ہیں۔

علماء کرام اور اولیاء عظام : اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت ورہنمائی کا سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع فرما کر حضور سید المرسلین ﷺ پر اس سلسلہ کو ختم فرما کر نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند فرما دیا، تاہم ہدایت کا دروازہ قیامت تک کے لئے کھلا ہے۔ حضور ﷺ اصلاحِ باطن اور اصلاحِ ظاہر کے لئے تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ دینی علوم، رُوحانی علوم، تمام علوم کا مرکز ہیں۔ چونکہ اب دُنیا میں کوئی نیا نبی اور رسول تشریف نہیں لائے گا اس لئے حضور سرورِ کائنات ﷺ کے ہماری نگاہوں سے روپوش ہونے کے بعد ہدایت واصلاح کا یہ کام اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ

کے دو عظیم گروہوں کے سپرد فرمایا۔ ایک کی توجہ ہے قلب کی طرف' اور ایک کی توجہ ہے قالب کی طرف۔ ایک ہے جو قلب کی صفائی کر رہا ہے اور ایک ہے جو قالب کی نقش ونگار اُتار رہا ہے۔ ایک ہے علماء کی جماعت اور ایک ہے مشائخ (اولیاء) کی جماعت۔ اولیاء کی نظر قلب پر اور علماء کی نظر قالب پر۔ ظاہر کی اصلاح کی ذمہ داری علمائے دین کے سپرد ہوئی جب کہ باطن کی اصلاح کا کام صوفیاء واولیاء کو سونپا گیا۔ جن پاکانِ اُمت کو دین کے ظاہر کی حفاظت پر مامور فرمایا گیا' وہ علماء' مفسرین' محدثین' مجددین' مجتہدین' مجاہدین' مصلحین اور مبلغین کہلاتے ہیں جب کہ جن نفوس قدسیہ کے دم قدم سے دین کا باطنی نظام رواں دواں ہے وہ صوفیاء' فقراء' اولیاء (غوث وقطب) کہلاتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ (علماء واولیاء) ہر دور میں اپنا فریضہ بڑی جانفشانی اور محنت سے ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔

نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ کے مسائل سے آگاہی' دین کی ترویج واشاعت' عقائد کی درستگی' شریعت کا نفاذ اور مساجد ومدارس کا قیام علماء فرماتے رہے' جب کہ اخلاصِ نیّت' حضور قلب' توکل' صبر وشکر' تسلیم ورضا' یقین واحسان' فنا وبقا' تزکیہ وتصفیہ اور منازل سلوک اولیاء وصوفیاء طے کرواتے رہے۔ آسمان کی زینت چاند اور تاروں سے ہے تو زمین کی زینت اولیاء اللہ سے ہے۔ ظاہری نور چاند وسورج سے ملتا ہے اور باطنی نور اولیاء اللہ سے ملتا ہے۔ کشتی بغیر ملاّح کے نہیں چل سکتی ہے اسی طرح حیات کی کشتی اولیاء اللہ کے بغیر منزلِ مقصود تک نہیں پہونچ سکتی ہے۔ جس طرح جسم کے درمیان رگوں سے رشتہ قائم ہے اسی طرح اولیاء اللہ' رسول کے زندہ معجزہ ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اولیاء اللہ کے کمال سے رسول کے کمال کا پتہ چلتا ہے۔ عام لوگ دُنیا میں آتے ہیں اور انبیاء اولیاء دُنیا میں بھیجے جاتے ہیں۔ آنے اور بھیجے جانے میں فرق ہے اس لئے کہ آنا اپنی ذمہ داری پر ہوتا ہے اور بھیجنا بھیجنے والے کی

ذمہ داری پر ہوتا ہے۔ ظاہری اعضاء کو پاک کرنا علماء کا کام ہے اور دِل کا پاک کرنا اولیاء کا کام ہے۔ نماز میں جسم پاک کرا دینا' قبلہ رو کھڑا کر دینا' اس کے شرائط وارکان ادا کرا دینا علماء کا کام ہے مگر نماز میں خلوصِ حضورِ قلب' اس کا ریاء سے پاک ہونا اولیاء اللہ کے ذریعہ۔ گویا شرائطِ ادا علماء پورے کراتے ہیں اور شرائطِ قبول اولیاء۔ علماء پڑھاتے ہیں' اولیاء پلاتے ہیں۔ ایمان کی لازوال نعمت علماء سے ملتی ہے اور ایمان کی حفاظت اولیاء اللہ سے ہوتی ہے۔ شریعت کے حامل کو علماء کہتے ہیں اور طریقت کے حامل کو اولیاء کہتے ہیں۔ جہاں شریعت ختم ہوتی ہے وہیں سے طریقت شروع ہوتی ہے۔ علماء کے دربار میں زبان سنبھال کر رکھنا چاہئے اور اولیاء کی بارگاہ میں دل سنبھال کر رکھنا چاہئے۔ اس لئے کہ اولیاء دِل کے خطرات سے واقف ہوتے ہیں۔ علماء کا درس ایک مدت میں حاصل ہوتا ہے اور اولیاء کی ایک نگاہِ کرم سے منٹوں میں دِل کی دُنیا بدل جایا کرتی ہے۔ علماء سُناتے ہیں اولیاء کر کے دِکھاتے ہیں۔ سچا عالم وہ ہے جو فرمانِ الٰہی اور فیضانِ الٰہی دونوں کا جامع ہو۔ جاہل کے مقابلہ میں شیطان' عالم کو زیادہ ورغلاتا ہے۔ شیطان جانتا ہے کہ ایک عالم کے بگڑنے سے سارا عالم بگڑ سکتا ہے۔ کسی مذہب میں عالم کا ہونا حقانیت کی دلیل نہیں ہے مگر وَلی کا ہونا حق ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ عالم' رسول کی سُناتا ہے اور وَلی رسول کو دِکھاتا ہے۔ میدانِ محشر میں سبھوں کو خوف ہوگا اور اولیاء اللہ بے خوف ہوں گے اس لئے کہ اور لوگ حساب دینے جائیں گے اور اولیاء حساب لینے جائیں گے۔

سراج الاولیاء علامہ جلال الدین رومی اپنی شہرہ آفاق تصنیف مثنوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں :

لوحِ محفوظ است پیش اولیاء ازچہ محفوظ است محفوظ از خطا

لوحِ محفوظ اولیاء اللہ کی نگاہوں میں ہے اس لئے کہ یہ حضرات گناہوں سے محفوظ ہیں۔

علماء ومشائخ کی صحبت سے دُوری نقصاندہ ہے :

ہر کام کسی مقصد کے لئے کیا جاتا ہے جس کام سے مقصد حاصل نہ ہو تو فائدہ کیا؟ ہم بھی تو اسلام کسی مقصد کے لئے لائے ہیں۔ ہمیں اسلام مفت میں ملا ہے۔ اسلام لانے کے لئے ہمیں محنت نہیں کرنی پڑی۔ اتفاق سے باپ دادا مسلمان تھے تو ہم بھی مسلمان۔ کتنی آسانی سے ہم مسلمان ہوگئے۔ ہمیں مسلمان ہونے کیلئے کب زمین پر گھسیٹا گیا۔ ہمارے سینے پر کب پتھر رکھے گئے۔ ہمیں وطن سے بے وطن کب کیا گیا۔ ہمیں مصائب وآلام سے کب گذرنا پڑا۔ اتفاق سے مسلمان ہوگئے' آسانی سے یہ دولت ملی ہے اس لئے قدر نہیں ہے۔ اسلام کو جنھوں نے مشقت سے حاصل کیا ہے اُن سے پوچھیں کہ اسلام کتنی بڑی دولت ہے۔ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے پوچھو کہ کتنی بڑی دولت ہے' سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے پوچھو یہ کتنا بڑا سرمایہ ہے۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پوچھو......اُن نفوس قدسیہ سے پوچھو جنہوں نے اسلام کو اپنے کلیجہ سے لگا کر رکھا۔ اُن کا ایمان' معیاری ایمان۔ اُن کا اسلام' معیاری اسلام۔ اُن کے اعمال' معیاری اعمال ہیں۔

ہمیں موروثی طور پر اسلام کے نظریات' خیالات اور اعمال مل گئے مگر جو دلائل ہوا کرتے ہیں وہ موروثی نہیں ہوتے۔ دلائل کتابوں سے ملا کرتے ہیں مگر کتابوں سے کوئی ربط نہیں رہا۔ باپ دادا فاتحہ پڑھ رہے تھے ہم بھی پڑھ رہے ہیں۔ باپ دادا مزارات کو جاتے تھے ہم بھی جا رہے ہیں۔ بہرحال سب اعمال کر رہے ہیں مگر کیوں کر رہے ہیں کچھ نہیں معلوم' دلیل نہیں۔ اس لئے لوگوں کو دھوکہ دینے کا موقعہ مل گیا ہے کہ اُن کے پاس نظریہ ہے دلیل نہیں۔ اُن کے پاس خیال ہے اُس کی پشت پناہی نہیں ہو رہی ہے کیونکہ نظریہ جو ہے وہ موروثی ہوتا ہے اور دلائل جو ہوتے ہیں وہ کتابوں سے ملتے ہیں۔ علماء کی صحبت سے ملتے ہیں' وہ مشائخ کی درسگاہوں سے ملتے ہیں

جہاں یہ چیز ملتی ہے یہ وہاں نہیں جاتے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے اعمال وعقائد کی اصلاح اورتحفظ کے لئے علماء ومشائخ کی صحبت اختیار کریں۔

موجودہ خانقاہی نظام :

جس طرح ہر دَور میں کچھ بدبختوں نے خدائی کے جھوٹے دعوے کئے اور بعض ناعاقبت اندیش مدعیانِ نبوت بن بیٹھے' اسی طرح آج کے اس پُرفتن اور مادّی دَور میں بہت سے مادہ پرست اور ملحد' ولایت کا جعلی لبادہ اُوڑھ کر جبہ ودَستار کی ناموس کو تار تار کرنے کے دَرپے ہیں۔ یہ نام نہاد پیر دِین کے رَہزن' ایمان کے ڈاکو' انسانیت کے لئے باعثِ ننگ وعار اور شریعت وطریقت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ دَورِ حاضر میں ان بہروپیوں کے چہروں سے نقاب ہٹانا اور اُن کے مکروفریب سے آگاہ کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ عوام الناس حق وباطل میں امتیاز قائم کرسکیں اور اُن نفوس قدسیہ' پاکبازانِ اُمت' صلحائے ملت اور اولیائے کاملین تک رسائی حاصل کرسکیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا : ﴿اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَاهُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ﴾ سنو ! بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ولایت قربِ خداوندی کا ایک خاص مقام ہے۔ قربِ ایزدی محض سُنّت وشریعت پر عمل کرنے سے ملتا ہے۔ وَلی وہ ہے جو فرائض ونوافل سے قربِ الٰہی حاصل کرے' قرآن کے مطابق وَلی وہ ہے جو ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ حدیث کی روشنی میں وَلی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ شریعت وسُنّت کی مخالفت کرنے والے ولایت اور قربِ الٰہی سے اس قدر دُور ہیں جس قدر زمین' آسمان سے دُور بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ۔

سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم کسی کو ہوا میں اُڑتا ہوا دیکھو لیکن وہ شریعت کا پابند نہ ہو تو وہ استدراج ہے ولایت نہیں۔ (استدراج وہ عجائبات ہیں جو کافر کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ بہت سے عجائبات شیطان کر دِکھاتا ہے' سنیاسی جوگی صدہا کرتب کر لیتے ہیں' دجّال تو غضب ہی کرے گا' مُردوں کو جلائے گا' بارش برسائے گا۔ اگر عجائبات پر وِلایت کا مدار ہو تو شیطان اور دجّال بھی وَلی ہونے چاہئے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ہوا میں اُڑنا ولایت ہے تو شیطان بڑا وَلی ہونا چاہئے) فی زمانہ خانقاہی نظام تقریباً بے اثر ہو کر رہ گیا ہے' مُرید لاکھوں ہیں مگر انہیں اپنے عقائد کا بھی پتہ نہیں' جنھیں وراثت میں پیری مل جائے انہیں اپنے بزرگوں کا نام کیش کرانے سے اور اپنے خاندان میں سجادہ نشین ہونے کے دعویداروں سے لڑنے کی فرصت نہیں ملتی۔ خانقاہی نظام اس لئے غیر مؤثر ہو گیا کہ اس کے چلانے والے چلے گئے۔ جانشینی اور سجادہ نشینی کو موروثی بنا لیا گیا ہے۔ تحصیلِ علم کے لئے محنت شاقہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ علمی دلائل موروثی نہیں ہوتے' دلائل کتابوں سے ملا کرتے ہیں مگر کتابوں سے کوئی ربط نہیں رہا۔ اگر ماہرِ آپریشن ڈاکٹر کی موت کے بعد اُس کا بیٹا جو بذاتِ خود ڈاکٹر نہیں ہے وہ اپنے کو باپ کا جانشین تصور کر کے مریضوں کے آپریشنس کرنے لگ جائے تو قبرستان آباد ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر کا بیٹا' ڈاکٹر ہونا ضروری نہیں ہے۔ انجینئر کا بیٹا' انجینئر ہونا ضروری نہیں ہے۔ حافظ کا بیٹا ' حافظ ہونا ضروری نہیں ہے۔ عالم کا بیٹا' عالم ہونا ضروری نہیں ہے۔ شیخِ کامل کا بیٹا' شیخِ کامل ہونا ضروری نہیں ہے۔

شیخِ کامل کا بیٹا اگر علم حاصل نہ کر سکے تو وہ جاہلِ مطلق بھی ہو سکتا ہے۔ جانشین مطلق بننے کے لئے صرف باپ کی طرح لباس پہن لینا اور پگڑی باندھ لینا کافی نہیں ہے۔ بہرحال جاہلِ مطلق جانشینوں سے خیر کی توقع کیونکر رکھی جا سکتی۔ جاہل پیروں کے

ماننے والے بھی ایسے جاہل ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ کے صریح احکامات کے برخلاف شریعتِ مطہرہ کے باغیوں کو پیر بنالیتے ہیں۔ رُوحانیت نہ ہو تو حرج نہیں۔کم ازکم شریعت کی اتباع تو ہواور اتباعِ شریعت تو ہرمسلمان کا خاصّہ ہونا چاہئے' پھرشیخ کا حق تو یقیناً زیادہ ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کرے۔ اکثر خانقاہوں سے رُشد وہدایت کا سلسلہ اس لئے بند ہوگیا ہے کہ پیر کے انتقال کے بعد اُس کے جاہل بیٹے کو دستار باندھ دی جاتی ہے' نہ علم' نہ ڈاڑھی' نہ تقویٰ' نہ نماز۔ ظاہر ہے کہ پھرایسا شیخ مُریدوں کی تربیت نہیں کرتا بلکہ مُریداُس کی پرورش کرتے ہیں۔

جاہل اور بے دین جانشینوں نے خانقاہی نظام کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اصل بات وہی ہے کہ جب خانقاہی نظام کھانے اور کمانے کا دَھندہ بن جائے تو پھراصلاح کیسے ہوگی؟ آج مشائخ کرام کو جمع ہوکر سوچنا چاہئے کہ لوگ مشائخ سے کیوں برگشتہ ہیں؟ خانقاہیں اورآستانے کیوں ویران ہوتے جارہے ہیں؟

دورِ حاضر میں ایسے بہروپیوں کی کمی نہیں جوفقر وولایت کا لبادہ اُوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کودھوکا دے رہے ہیں۔ حقیقت میں ایسےافرادایمان کےڈاکو' شریعت کے باغی اور معاشرے کے لئے رستے ہوئے ناسور کی مانند ہیں جن کی بدعقیدگی و بےعملی معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے خصوصاً نوجوان نسل ان دھوکہ باز اور مفاد پرست افراد کی وجہ سے اہلِ حق بندگانِ خدا سے بھی متنفراور بیزارمعلوم ہوتے ہیں۔

قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ جو کہتے تھےسب رخصت ہوئے   خانقاہوں میں 'مجاور' رہ گئے یا 'گورکُن'
گُل گئے' گلشن گئے' باقی دَھتورے رہ گئے   کامل گئے' اکمل گئے' باقی اَدھورے رہ گئے

اس دُنیائے رنگارنگ میں ایسے بے شمار لوگوں سے واسطہ پڑے گا جو بظاہر درویش صورت نظر آئیں گے لیکن حقیقت میں درویشی کے لبادے میں دھوکے باز ہوں گےاورراہبروں کےلباس میں راہزن ملیں گے۔آپ کا واسطہ گندم نماجَوفروش

صوفیوں سے بھی پڑے گا جو مسندِ ارشاد کی زیب و زینت تو ہوں گے لیکن اُن کا دامن مبلغ علم و دانش سے بالکل خالی ہوگا۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ پیروں کا سا حلیہ بنا لینے سے کوئی پیرِ طریقت نہیں بن سکتا۔

بعض اپنی شعبدہ بازیوں اور زورِ بیان سے لوگوں کو متاثر کر کے اپنی دُکانداری چلاتے ہیں بہت سے سادہ لوح لوگ اُن کے دھوکے میں آجاتے ہیں اور انہیں احساس بھی نہیں ہوتا ہے کہ وہ ایک فریب کار کے جال میں پھنس چکے ہیں۔ ان میں سے کچھ نہ کچھ شعور رکھنے والے بعض مُریدوں کو یہ احساس ہوجاتا ہے کہ وہ ایک نفس پرست اور دُنیادار کے دام میں پھنس چکے ہیں تو وہ کفِ افسوس ملتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہوجاتے ہیں :

چمن کے رنگ و بو نے اس قدر دھوکے دیئے مجھ کو
کہ میں نے ذوقِ گل بوسی میں کانٹوں پر زبان رکھ دی

بعض مسند نشین آپ کو ایسے بھی ملیں گے جو بذاتِ خود علمِ طریقت تو کُجا، علمِ شریعت سے بھی نابلد ہوتے ہیں البتہ اُن کی خوش بختی کہہ لیجئے کہ انہوں نے ایسے خاندان اور گھرانوں میں جنم لیا ہوتا ہے جن کے آباواجداد میں کوئی بزرگ ایسا ضرور گزرا ہوتا ہے جس کی مسند انہیں وراثت میں مل جاتی ہے اور مُرید بھی ورثے میں مل جاتے ہیں اور یہ صاحب، قرآن وحدیث اور شرعی علوم سے تہی دامن ہونے کے باوجود سجادہ نشین بن جاتے ہیں۔

میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

چونکہ یہ خود راہِ طریقت سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے دوسروں کی راہنمائی کیسے کر سکتے ہیں۔

صُلحِ حُدیبیہ اور بیعتِ رضوان

مشرکین مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ کر مسلمان مکہ معظّمہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں آباد ہوئے۔ مدینہ طیبہ میں مہاجرین وانصار کو بیت اللہ شریف کی زیارت کا شوق ہر وقت بے چین رکھتا تھا اپنی اس خواہش کا اظہار وہ بارگاہِ رسالت میں بھی کرتے رہتے تھے۔ حضور ﷺ انھیں صبر کی تلقین کے ساتھ ساتھ یقین دلاتے کہ عنقریب وہ دن آنے والا ہے جب یہ سب رُکاوٹیں دُور ہوجائیں گی اور تم بڑی آزادی سے حج وعمرہ کے ارکان ادا کرسکو گے۔

یکم ذیقعدہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی قیادت میں عشاق کا یہ قافلہ سوئے حرم روانہ ہوا۔اس کی تعداد چودہ سو اور پندرہ سو کے درمیان تھی۔

قریش کو جب نبی مکرم ﷺ کی روانگی کی اطلاع ملی تو اُن کے دِلوں میں وسوسوں اور اندیشوں کے طوفان اُمڈ آئے۔ انھوں نے یہ خیال کیا کہ عمرہ محض بہانہ ہے اصل مقصد مکہ پر قبضہ کرنا ہے۔ اُنھوں نے طے کرلیا کہ وہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو شہر میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ نبی کریم ﷺ جب حدیبیہ کے مقام پر پہونچے تو حضور کی ناقہ (اونٹنی) قصویٰ بیٹھ گئی۔حضور ﷺ نے حکم دیا کہ یہیں فروکش ہوجاؤ۔ قریش بضد تھے کہ وہ کسی قیمت پر آگے بڑھنے نہیں دیں گے۔حضور ﷺ کی خواہش تھی کہ جنگ نہ ہونے پائے' سارے معاملات حسن وخوبی سے طے پاجائیں حالات کوئی فیصلہ کن صورت اختیار نہیں کررہے تھے چنانچہ نبی مکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر بناکر اہل مکہ کی طرف بھیجا تاکہ یہ اپنی ذاتی وجاہت اور خاندانی اثر ورُسوخ کے باعث اہل مکہ کی غلط فہمیوں کو دُور کرسکیں اور قریش کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ مسلمانوں کو زیارت وطواف کعبہ سے نہ روکیں۔ اسی اثناء

میں یہ افواہ پھیل گئی کہ اہل مکہ نے عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیا۔ حضور ﷺ نے اعلان کر دیا کہ جب تک عثمان کے خون کا بدلہ نہیں لیں گے یہاں سے نہیں لوٹیں گے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ جان کی بازی لگانے کے لئے بیعت کریں۔ قصاصِ عثمان کے لیے سارے صحابہ کو لے کر درخت کے نیچے اکٹھا کر کے بیعت لی۔ یہ بیعت تاریخ اسلام میں بیعتِ رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ آج بھی اس کے تذکرہ سے ایمان کو جلا اور عشق کو نئی توانائیاں نصیب ہوتی ہیں۔ بیعت قصاص عجیب انداز میں لی جارہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ 'یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا کہ یہ ہاتھ رسول اللہ کا ہے اور میں خود عثمان کی طرف سے بیعت کرتا ہوں' خود اپنے ہاتھ پر۔

سبحان اللہ کیا شانِ حضرت عثمان ہے :

دستِ حبیبِ خدا جو کہ یداللہ تھا ہاتھ بنا آپ کا آپ وہ ذی شان ہیں

نکتہ : رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ عثمان کا ہاتھ اور حضور ﷺ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ...... تو نتیجہ نکلا کہ بالواسطہ دستِ عثمان یداللہ ہوا' عثمان غنی کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ (**یـد اللـه**)۔ اور قرآن اللہ کا کلام (**کـلام اللـه**)۔ تو اللہ کے کلام (**کـلام اللـه**) کو اللہ کے ہاتھ (**ید الله**) یعنی عثمان غنی نے شائع کیا۔ اسی لئے فرمایا گیا عثمان جامع القرآن۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ بیعت رضوان میں خضر علیہ السلام نے بھی حضور ﷺ سے بیعت کی (روح البیان) بلکہ اگر وفات یافتہ پیغمبر بھی اس میں داخل ہوں تو کوئی بعید نہیں کہ ان حضرات نے اپنی قبروں میں حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا ہو۔ چنانچہ حجۃ الوداع میں بہت سے پیغمبروں نے حج کیا۔ معراج کی رات سارے پیغمبروں نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور ظاہر ہے کہ یہ نماز و حج اسلامی تھے لہذا وہ سب حضرات حضور ﷺ کے پیرو کار ہوئے۔

رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک پر صحابہ کرام نے بیعتِ رضوان فرمائی تو اللہ رب العزت نے اُسے بعینہ اپنے ہاتھ پر بیعت قرار دیا۔ اور بیعت کے بعد نقضِ عہد کرنے والوں کو وعیدِ شدید سنائی اور بیعت پر عمل کرنے والوں کو اجرِ عظیم کی بشارت سے نوازا۔ ﴿**اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا**﴾ (الفتح/۱۰) وہ جو تمھاری بیعت کرتے ہیں' وہ تو اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں' ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ تو اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا' اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اُسے بڑا ثواب دے گا۔

بارگاہِ صمدیت میں صاحبِ سُنت ﷺ کی عظمت و بزرگی دیکھو...... حضور ﷺ کا فعل' رب تعالیٰ کا فعل ہے۔ حضور ﷺ کی اطاعت' اللہ کی اطاعت۔ حضور ﷺ سے بیعت' رب تعالیٰ سے بیعت' حضور ﷺ کا ہاتھ' رب تعالیٰ کا دست قدرت اور یہ جب ہی ہوسکتا ہے جب حضور ﷺ کو رب تعالیٰ سے قربِ خاص حاصل ہو۔

حضور ﷺ کے ہاتھ نے بدر کے دن مٹھی بھر کنکر کفار پر پھینک دیئے تو سب کی آنکھوں میں کنکر پہنچ گئے۔ رب تعالیٰ نے اس ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا کہ ﴿**يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ**﴾ اسی ہاتھ میں کنکروں نے کلمہ پڑھا۔ اسی ہاتھ میں کھانے کے لقموں نے تسبیح پڑھی۔ رب کائنات نے رسول اللہ ﷺ کی رمی (پھینکنے) کو اسی مقدس قرآن میں اپنی رمی فرمایا ہے ﴿**وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى**﴾ (الانفال) اور (اے محبوب) وہ خاک جو تم نے پھینکی' تم نے نہ پھینکی تھی' بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔

بیعتِ رضوان کی اطلاع جب اہلِ مکہ کو ملی تو اُن کے اوسان خطا ہوگئے۔ جس ہٹ دھرمی کا اب تک مظاہر کر رہے تھے اس کی تندی کافور ہوگئی انھوں نے صلح کی بات چیت

کرنے کے لئے سہیل بن عمرو کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔

گفت وشنید کا سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ آخر کار ایک معاہدہ صلح طے پایا جس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کئے بغیر امسال واپس چلے جائیں گے البتہ آئیندہ سال آ کر وہ عمرادا کر سکیں گے۔

صلح حدیبیہ کے بعد حضور ﷺ اپنے جان نثاروں کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ادب : رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کے موقعہ پر مقام حدیبیہ میں قیام فرمایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا پیغام دے کر مکہ معظّمہ بھیجا۔ اُس وقت حدیبیہ میں مسلمان کہنے لگے کہ عثمان خوش نصیب ہے جس نے بیت اللہ کا طواف کر لیا۔ یہ سُن کر سول اللہ ﷺ فرمانے لگے کہ میرا گمان ہے کہ عثمان ہمارے بغیر طواف کعبہ نہ کریں گے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے اُن سے کہا کہ آپ خوش نصیب ہیں کہ بیت اللہ کا طواف کر لیا۔ اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم نے میری نسبت گمانِ بد کیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں وہاں ایک سال ٹھہرا رہتا اور حضور ﷺ حدیبیہ میں ہوتے تو مَیں آپ کے بغیر طواف نہ کرتا۔ قریش نے مجھ سے کہا تھا کہ طواف کر لو مگر میں نے انکار کر دیا تھا۔ (زادالمعاد لابن قیم)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ادب قابل غور ہے کہ کفار مکہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ تم بیت اللہ کا طواف کر لو' مگر آپ جواب دیتے ہیں کہ مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اپنے آقائے نامدار ﷺ کے بغیر اکیلا طواف کروں۔ اِدھر جب مسلمانوں نے کہا کہ خوشا حال عثمان کا کہ ان کو خانہ کعبہ کا طواف نصیب ہوا تو رسول اللہ ﷺ یہ سُن کر فرماتے ہیں کہ عثمان بغیر ہمارے ایسا نہیں کرسکتا۔ آقا ہو تو ایسا' خادم ہو تو ایسا۔

اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام سب کے سب با ادب تھے مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں یہ خوبی خصوصیت سے تھی کیونکہ ان میں وصف حیاء جو منشاء ادب ہے سب سے زیادہ تھا۔ آپ نے جب سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اپنا دایاں ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ پر نہ رکھا۔

ملک التحریر علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

کراماتِ سیدنا غوث اعظم : بزرگان دین کی کرامتوں کا تذکرہ ایک ایسا موثر اور دل کش مضمون ہے کہ اس سے روح کی بالیدگی، قلب میں نور ایمان اور دل و دماغ کے گوشہ گوشہ میں ایمانی تجلیوں کا سامان پیدا ہو جاتا ہے جس سے اہل ایمان کی اسلامی رگوں میں ایک طوفانی لہر اور بدن کی بوٹی بوٹی میں جوش اعمال کا ایک عرفانی جذبہ ابھرتا محسوس ہوتا ہے۔ دورِ حاضر میں بزرگانِ دین کی عبادتوں، ریاضتوں اور اُن کی کرامتوں کا زیادہ سے زیادہ تذکرہ مسلمانوں میں جوش ایمان اور جذبۂ عمل پیدا کرنے کا بہت ہی مؤثر ذریعہ اور نہایت ہی بہترین طریقہ ہے۔ تاجدارِ ولایت حضرت محبوب سبحانی حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو کشف و کرامات اور مجاہدات و تصرفات کے لحاظ سے اولیاء کرام کی جماعت میں خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ کسی ولی کی کرامتیں اس قدر تواتر کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچی ہیں جس قدر تواتر کے ساتھ حضرت غوث اعظم کی کرامتیں ثقات سے منقول ہیں۔ آپ کے کرامات حصر و شمار کی حد سے خارج اور تقریر و تحریر کی مجال سے باہر ہیں۔ کرامات کا یہ ایمان افروز مجموعہ، علماء کرام و عوام الناس کے لئے یکساں مفید، بلخصوص مقررین و واعظین کے لئے ازحد مفید ہے۔

حقیقت میں تجھ کو وَلی دیکھتے ہیں — ترے دَر پہ جھولی بھری دیکھتے ہیں
یہ ہم کیا جہاں میں سبھی دیکھتے ہیں — کہ تجھ میں وہ بوئے علی دیکھتے ہیں
نہ بھایا کوئی بھی نگاہوں کو میری — تجھے ایسا یارِ نبی دیکھتے ہیں
یہ ہے تیرا گلشن سہانہ سہانہ — مسرت سے کھلتی کلی دیکھتے ہیں
ہم عاصی گنہ گار بندوں کی خاطر — نگاہوں میں تیرے نمی دیکھتے ہیں
تیرا کیا ہے رُتبہ نہ جانا کسی نے — فقط تیری شوکت بڑی دیکھتے ہیں
جہاں بھر میں دَرد و الم قیسؔ دیکھے — فقط یار کے دَر خوشی دیکھتے ہیں

سید محمد محی الدین شاہ قیسؔ اشرفی (مُرید حضور شیخ الاسلام)

مثنوی بیعت

(حضرت سید کلیم اللہ حسینی کلیم)

ہے یہ بیعت سُنّتِ خیر الانام
حشر تک قایم رہے گا یہ نظام

بیعت الرضوان سے جو موسوم ہے
نصِ قرآں شاہد ومرقوم ہے

عشقِ احمد کی یہی تاثیر ہے
وصلِ حق کی واقعی تدبیر ہے

قلبِ مومن اس سے پاتا ہے جلا
پرتو افگن اس سے ہے نورِ خدا

وقتِ بیعت پیر کا جو ہاتھ ہے
دستِ حق لاریب اُس کے ساتھ ہے

جس کو دُنیا میں نہ ہو بیعت نصیب
جاہلوں کی موت پائے وہ غریب

جو نہ پکڑے دامنِ روشن ضمیر
اُس کا ہوجاتا ہے شیطان دستگیر

جب غلامِ شمسِ تبریزی ہوئے
پیرِ کامل مولوی رومی ہوئے

پیر کو اپنا بنا کر دستگیر
غوثِ اعظم ہوگئے پیرانِ پیر

ہے کٹھن راہِ طریقت سالکو
رہبرِ کامل کو تم حاصل کرو

پیر پابندِ طریقت چاہئے
واقفِ راہِ طریقت چاہئے

جانشینِ مصطفےٰ ہے لاکلام
پیروی اس کی تو کرائے نیک نام

پیرِ کامل کا تو ہو دِل سے غلام
اپنی ہر منزل پہ کر اس کو امام

ہاتھ میں اس کے تو دیکے اپنا ہاتھ
اس کا ہوجا چھوڑمت پھراس کا ساتھ

اس کی دُھل جائے گی تیری معصیت
اس سے ہوجائے گی تیری مغفرت

ذاتِ مُرشد میں تو ہو جا خود فنا
فضلِ حق سے پائے گا اپنی بقا

مکرِ شیطان سے بچا لیتا ہے پیر
وقت پر ہوتا ہے تیرا دستگیر

تیری دولت اور جان ومال کا
بالیقین ان سب کا مالک ہے خدا

ہے معیّت پیر کی جس کو نصیب
دولتِ دارین ہے اُس کے قریب

طاعتِ مُرشد ہے حُبِّ مصطفیٰ
مصطفیٰ کی دوستی حُبِّ خدا

عشقِ احمد میں فنا ہو جا کلیم
مہرباں ہوجائے گا تجھ پر کریم

بیعت کی تعریف وَ وضاحت : بیعت ایک رسم ہے جو سلسلہ طریقت یا تصوف میں داخل ہوتے وقت ادا کی جاتی ہے جب آدمی اپنی رُوحانی راہنمائی کے لئے کسی بزرگ کا انتخاب کرلیتا ہے جس کو شیخ، مُرشد یا پیرِ طریقت کہا جاتا ہے تو اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اور مُرشد کو گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے عہد وَ پیاں کرتا ہے کہ میں نیک کام انجام دینے اور بُرے کام (گناہوں) سے بچنے کا عہد کرتا ہوں اسی کا نام بیعت ہے۔

مُرید یہ لفظ اِرادہ سے بنا ہے بمعنی قصد کرنا اس کا ماخذ یہ آیت ہے ﴿**یریدون وجه الله واولئك هم المفلحون**﴾ لہذا مُرید کے معنی ہوئے ارادہ کرنے والا ...... چونکہ مُرید اللہ کی رضا کا طالب ہو کر شیخ کے پاس جاتا ہے لہذا اُسے مُرید کہتے ہیں اور بیعت 'بیع' سے بنا ہے بمعنی بیچنا۔ چونکہ مُرید' شیخ کے ہاتھ پر بِک جاتا ہے لہذا اس سے بیعت ہو گیا۔

سلسلہ بیعت یعنی پیری اور مُریدی مسلمانوں کے اصلاح حال تزکیہ باطن اور اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے اس کی ضرورت اور اہمیت کا انکار نہ کل تھا اور نہ ہی آج ہے۔

پیری و مُریدی' بیعت لینا ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے اور عہد باندھنے کا نام ہے جیسا کہ پیرانِ طریقت نے اپنے ہاتھ سچے مُریدوں کے ہاتھ پر رکھے اور رکھتے ہیں اور کلمہ واستغفار اور توبہ کی تلقین کی اور کرتے ہیں اور مُریدوں سے یہ عہد لیتے ہیں کہ ﴿**وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا**﴾ (الحشر/ ۷)

اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رُک جاؤ۔

انبیاء علیہم السلام اور اُن کے نائبین خلفاء اور علماء مشائخ میں بیعت لینے کا جو سلسلہ چلا آرہا ہے دَرحقیقت سُنّت اللہ اور سُنّتِ نبی اکرم ﷺ ہے اس کا مقصد سابقہ گناہوں سے توبہ' آئندہ گناہوں سے بچنے اور ایمان وَ عمل صالح کی پابندی ہے۔

بیعت کے مستحسن طریقہ کی دلیل :

بیعتِ مُرشد ایک مشروع عمل ہے اور یہ امر مشہور، متواتر اور با جماعِ اُمت ثابت ہے بیعت کے مستحسن طریقہ کی دلیل میں یہ سُنّتِ رسول پیش کی جاتی ہے : (مسلم، ابوداؤد، نسائی) حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے نو آدمی تھے یا آٹھ آدمی یا سات آدمی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم رسول اللہ سے بیعت نہیں کرتے ؟ ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ کس امر پر آپ کی بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ ان اُمور پر کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور پانچوں نمازیں پڑھو اور احکام سنو اور مانو۔

اس حدیث پاک کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث منقول ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے اسلام، جہاد، ہجرت، ارکانِ اسلام کی پابندی، اتباعِ سُنّت اور رغبت کے ساتھ طاعتِ الٰہی، لوگوں سے بے نیاز رہنے کی، مُردوں پر نوحہ نہ کرنے کی اور زہد وورع تقوی وطہارت پر کاربند رہنے کی بیعت لی ہے۔ صوفیاء نے بیعتِ تقویٰ کو اختیار کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے اعتقادو اعمال افکار و نظریات اور تزکیہ نفس کا مہتم بالشان فریضہ رسالت ادا فرمایا اور آپ کے پردہ فرما جانے کے بعد صحابہ کرام پھر تابعین عظام اور پھر تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بعد میں صوفیاء اور مشائخ طریقت نے اُمتِ مسلمہ کے اندر اصلاح وتقویٰ، ایمان وایقان، اتباع سُنّت اور پابندی شریعت کی بیعت لی اور داخل سلسلہ ہونے والے افراد کی رُوحانی تربیت فرمائی جو بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی سُنّتِ بیعتِ تقویٰ ہے۔

حضرت شاہ وَلی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

بیعت سُنّتِ رسول ہے اور بیعت کا اطلاق صرف بیعت خلافت تک محدود نہیں بلکہ عہد نبوت میں بیعت کی مختلف صورتیں تھیں مثلاً بیعت خلافت، بیعتِ جہاد، بیعتِ توبہ وغیرہ۔

صوفیہ کی مراد بیعت سے بیعت تقویٰ میں داخل ہے۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں اس بیعت کی علحدہ ضرورت نہ تھی اس لئے کہ ان سے جو بیعت خلافت ہوتی تھی اس میں یہ بیعت بھی داخل وشامل ہوتی تھی۔ (القول الجمیل)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں: جو مُرید اپنی عقیدت کا ہاتھ مُرشد کے ہاتھ کے ساتھ منعقد کرتا ہے تو مُرشد اور بیعت کے واسطے سے اُس کا انعقاد سرچشمہ نبوت ورسالت سرورِ جو جہاں فخرِ کون ومکان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

بیعت اس قدر اہم اور ضروری موضوع ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ (بنی اسرائیل/۷۱)

جس دن ہم ہر جماعت کو اُس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

دُنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہئے، شریعت میں تقلید کرکے اور طریقت میں بیعت کرکے، تاکہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو۔ اگر کوئی صالح امام (رہبر ومُرشد) نہ ہوگا تو اُس کا امام شیطان ہوگا۔ اس آیت میں تقلید اور بیعتِ مُریدی کا ثبوت ہے۔

بیعت کی حقیقت اور خلفائے راشدین ودیگر مشائخ کی بیعت میں فرق:

بیعت کرنا ضروری ہے بلکہ سُنّت ہے، اولاً تو بیعت لوگوں نے میثاق کے دن کی تھی کہ رب نے فرمایا ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۔ قَالُوا بَلَىٰ﴾۔ پھر صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی، جو بھی اسلام لانے حاضر ہوتے تھے، آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے، مگر وہ بیعت اسلام ہوئی اور جو بیعت حدیبیہ میں لی گئی وہ بیعت جہاد ہے، کبھی حضور نبی کریم ﷺ نے کسی خاص عہد پر بھی بعض حضرات سے بیعت لی جیسے کہ بعض سے اس پر بیعت لی کہ کسی سے کچھ نہ مانگنا۔

حقیقت بیعت کی یہ ہے کہ اللہ کے نائب کے ہاتھ پر اللہ سے اقرار کرنا کہ ہم وفادار بندے رہیں گے اور اس اللہ کے بندے یعنی اپنے شیخ کو اس پر ضامن بنانا، پھر خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر بیعتیں ہوئیں مگر یہ بیعت حکومت بھی تھی اور بیعت اِرادت بھی یعنی مُریدی کی بیعت۔ اسی لئے اس زمانہ میں مشائخ کی بیعت کا رواج نہ تھا کیونکہ سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم و دیگر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم خود شیخ تھے اور چونکہ یہ بیعت خلافت بھی تھی، اس لئے ہر خلیفہ کے ہاتھ پر علحدہ بیعت کرنا پڑتی تھی۔ پھر جب خلافت راشدہ کا زمانہ گذر گیا، سلاطین میں سلطنت رہ گئی، تو بیعت حکومت تو اسلامی بادشاہوں سے کی گئی اور بیعت طریقت مشائخ سے۔

طلبِ مُرشد اور بیعت کی شرعی حیثیت

طلبِ مُرشد کیوں ضروری ہے؟ شیخ کی ضرورت اس واسطے بھی ہے کہ وہ ہمارے لئے رُوحانی اور نفسیاتی سہارا ہوتا ہے۔ فوائد الفواد میں آیا ہے:

" ہم تمام انسان بیعت اس لئے کرتے ہیں کہ بیعت میں ایک نفسیاتی مصلحت پوشیدہ ہے۔ جب انسان اپنے ماضی کا تنقیدی نگاہ سے جائزہ لیتا ہے تو اس کو بہت سی باتیں اخلاق اور مذہب کے خلاف نظر آتی ہیں۔ اس کا ضمیر ملامت کرنے لگتا ہے۔ وہ دِل ہی دِل میں اپنی معصیتوں (گناہوں وخطاؤں) سے توبہ کرتا ہے لیکن اُسے اطمینان نہیں ہوتا، اس سے قلب میں ایک بے چینی پیدا ہو جاتی ہے، ماضی کا تصور اُس کے لئے سوہانِ رُوح بن جاتا ہے، اس کی توبہ اس پر غالب نہیں آتی۔ اب وہ ایک کامل پیر کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے۔ شیخ یقین دِلاتا ہے، اس کے دِل کے زخموں پر ایک پھایا سا لگ جاتا ہے، تکلیف دَہ ماضی سے اُس کا رشتہ منقطع ہو جاتا ہے، وہ اپنے مستقبل کو نئی اُمیدوں، محکم یقین اور بیدار احساسات کے ساتھ سنوارنے کی کوشش کرنے لگتا ہے،

انسان میں دو چیزیں ہیں (۱) جسم (۲) رُوح

اگر جسم نہ ہوتو رُوح کے رہنے کے لئے کوئی مقام نہیں۔ اسی طرح اگر رُوح نہ ہوتو بغیر رُوح کے جسم مُردہ ہے۔ ہر دو کا ہونا اور اچھی حالت میں ہونا ضروری ہے۔ جسم ظاہر ہے اور رُوح باطن۔ اگر جسم کمزور ہو یا جسمانی بیماری لاحق ہو تو کسی طبیب کے پاس رجوع ہوتے ہیں اور ظاہری نظم ونسق کے لئے حاکم و بادشاہ کی ضرورت ہے۔ نیکیوں کی طرف مائل نہ ہونا رُوحانیت کی کمزوری اور گناہوں کا ارتکاب رُوحانی بیماری ہے۔ اس کے طبیب اور معالج علماء اور مشائخین ہیں۔ باطنی نظام اولیاء کے ہاتھ میں ہے چونکہ جسم رُوح کے تابع ہے اس لئے یہ مقربانِ بارگاہِ خداوندی جو رُوحانی طبیب ہیں امراضِ جسم کے بھی بہترین طبیب بن سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک انسان کو اپنے ظاہر و باطن، جسم ورُوح کی صفائی، پاکیزگی، آراستگی اور بہترین حالت میں رکھنے کے لئے ان رُوحانی طبیبوں یعنی علماء اور مشائخین کی بے حد ضرورت ہے بلکہ بغیر ان کے زندگی وتخلیق کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا، چنانچہ لوگوں کو راہِ راست پر بُلانے اور اعمال صالحہ کی رغبت دِلانے کے لئے اللہ تعالیٰ قوم کے بعض افراد کو پیدا کرتا ہے جن سے علماء اور مشائخین مراد ہیں۔

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (العمران/۱۰۴)

اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور بُرائی سے روکیں، اور وہی لوگ بامراد ہیں۔ (عرفان القرآن)

مرے شیخ تجھ پر میں کیا کیا لٹاؤں   مرے دِل کا اب یہ چمن بھی ہے تیرا
نہیں قیسؔ کا کچھ، جو ہے وہ ترا ہے   یہ جسم بھی جاں بھی یہ من بھی تیرا ہے

بیعت وارشاد

قیام ارادت اور علم باطن کی رہنمائی وتعلیم نیز تربیتِ اخلاق وَتزکیہ نفس کے لئے کسی مُرشدِ برحق کے دامنِ فیض سے وابستہ ہونا ضروری ہے۔ پیر کے بغیر کوئی شخص سلوک وَمعرفت کے مراحل طے نہیں کرسکتا، وہ منزلِ مقصود حاصل کرنے کے بجائے شیطانی وسوسوں کا شکار ہوکر رہ جائے گا۔

تزکیہ نفس، رُوحانی بالیدگی کے لئے سلسلہ سلوک وَطریقت کی ایک اہم کڑی ہے جب تک بندہ اپنی بُرائیوں، ظلمتوں اور خبائث سے اپنے نفس کو پاک نہیں کرلیتا، اس کا باطن روشن نہیں ہوسکتا اور نہ اس کے قلب کی جلا ممکن ہے، اس کا نفس اُمورِ خیر کو قبول کرنے سے گریزاں رہتا ہے اور وہ اُخروی فلاح سے محروم رہتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی﴾ (الاعلیٰ/۱۵)

جس کسی نے نفس کا تزکیہ کرلیا وہ فلاح پا گیا۔

نفس ہی اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان سب سے بڑا حجاب ہے پس وہ کامیاب ہوگیا جس نے تزکیہ کرلیا۔ جس نے نفس کا تزکیہ کرلیا وہ دونوں جہانوں میں کامیاب وکامران ہوگیا۔

﴿قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰهَا وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰهَا﴾ (الشمس/۱۰) وہ شخص کامیاب ہوا جس نے خود کو پاک کیا اور وہ شخص ناکام ہوا جس نے اُسے آلودہ کیا۔

اس آیت کی تفسیر میں امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

قد افلح من زکی نفسه واصلحها وحملها علی طاعة الله (معالم التنزیل)

وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کو پاک کرلیا اور اس کی اصلاح کرلی اور اس کو اللہ کی اطاعت پر آمادہ کرلیا۔

قرآن مجید خود اصلاحِ نفس پر زور دیتا ہے۔

﴿وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوٰى﴾ (النازعات/۴۱)

اور جس نے اپنے نفس کوخواہشات کی تکمیل سے رُوکا پس جنّت اُس کا ٹھکانہ ہے۔

انسان کو اعمال وکردار کے اعتبار سے مزکی ہونے کے لئے اپنے نفس کا تزکیہ درکار ہے اور اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔

شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ 'نقصان' کا آغاز غفلت سے ہوتا ہے اور غفلت آفات نفس سے پیدا ہوتی ہے۔ (قوت القلوب)

اس لئے آفات نفس سے نجات وفلاح اس کے تزکیہ وتربیت اور اصلاح وتطہیر ہی سے ممکن ہے۔

اگر آپ ظاہر کو صاف کریں تو یہ ہے طہارت اور اگر باطن کو صاف کریں تو یہ ہے تصفیہ۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ فلاح وکامیابی کے حصول کے لئے تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن بے حد ضروری ہے۔ جس طرح استاد کی شاگردی اختیار کئے بغیر کوئی فن آسانی سے اور کامل طور پر نہیں سیکھا جا سکتا' اسی طرح مُرشدِ کامل کی بیعت کے بغیر باطنی پاکیزگی اور تزکیہ نفس بہت مشکل ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

' پیر کا دامن تھام لے کہ یہ سفر بغیر پیر کے آفتوں اور خوف وخطر سے پُر ہے'۔

'یہ (طریقت) کا راستہ وہ ہے جو تو نے پہلے کبھی نہیں دیکھا' خبردار اس راستے پر تنہا نہ جا اور رہبر ومُرشد سے ہرگز منہ نہ موڑ'۔

'جو شخص بھی بغیر مُرشد کے اس راستے پر چلتا ہے تو وہ شیطانوں کی وجہ سے گمراہ اور ہلاک ہو جاتا ہے'۔

'اے ناسمجھ ! اگر پیر کا سایہ نہ ہو تو شیطانی وَسوسے تجھے بہت پریشان کریں گے'۔
(مثنوی شریف)

مُرشدِ کامل کی صحبت قلب کو پاکیزگی اور معرفتِ ربّانی عطا کرتی ہے اگر ہم موجودہ ماحول اور معاشرے کا جائزہ لیں تو ہمیں تزکیہ نفس وَ مرتبہ احسان کا حصول بہت مشکل نظر آتا ہے۔ یہاں تو قدم قدم پر شیاطین جن وَ انس اور نفس امّارہ کے مکر وفریب کے خطرات موجود ہیں۔ اس پُرفتن دَور میں تو بیعتِ مُرشد کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے اور اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ کسی ایسی ہستی کا دامن پکڑا جائے جو اس راہ سے واقف ہو اور علومِ شریعت وَ طریقت کا جامع ہو اور طالبانِ حق کی راہنمائی کا فریضہ احسن طور پر انجام دے سکے۔ عارف باللہ سیدنا ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: 'مُرید پر واجب ہے کہ وہ کسی شیخ سے آدابِ طریقت سیکھے کیونکہ اگر اس کا کوئی اُستاد نہ ہو تو وہ کبھی کامیاب نہ ہوگا' (رسالہ قشیریہ)

حقیقتِ بیعت :

بیعت کے معنٰی ہیں خود کو بیچ دینا یا بِک جانا۔ بیعت کا مطلب کسی شیخ کامل کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ عہد کرنا ہے کہ میں آئندہ احکام شریعت اور سُنّت نبویہ کی پابندی کروں گا اور اپنے شیخ کے ارشادات کے تحت اپنی زندگی بسر کروں گا۔ اس طرح جو مرید اپنے آپ کو شیخ کے سپرد کرتا ہے وہ صرف شیخ کے تابع ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مکرم ﷺ کے حکم کے بھی تابع ہو جاتا ہے۔ حقیقت میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کو تازہ کرتا ہے۔ اور اس کی تجدید کرتا ہے۔ جو ایک سُنّت ہے۔ (عوارف المعارف)

مُرید کے معنٰی ہیں ارادہ کرنے والا۔ چونکہ یہ بھی اللہ کی رضا کا طالب ہے اس لئے اُسے مُرید کہا جاتا ہے۔

صاحبِ سبع سنابل شریف مُریدی کی اصل رُوح' گناہوں سے توبہ کو قرار دے رہے ہیں اس لئے بیعت ہونے کا مفہوم اُن کے نزدیک گناہوں سے تائب ہونا ہے۔

'مُریدی کیا ہے اپنے گناہوں سے توبہ کرنا اور اپنی غلطیوں کی عذر خواہی کرنا۔ چونکہ بغیر توبہ کے دین بھی نقصان میں اور بے رونق ہے اس لئے مُریدی بیحد ضروری ہے۔ اے دوست تو خود توبہ نہیں کرسکتا تو اپنے نفس کو کسی صاحبِ توبہ کے سُپرد کر دے'۔

قرآن حکیم میں بیعت کا ثبوت بڑے واضح اور غیر مبہم انداز میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (المائدہ/۳۵)

اے ایمان والو ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جدوجہد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔

ایمان، نیک اعمال، عبادت، پیروی سُنّت اور گناہوں سے بچنا بے حد ضروری ہے۔ اس آیت مقدسہ میں وسیلہ سے مراد ایمان نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ خطاب اہل ایمان سے ہے۔ وسیلہ ، عمل صالح بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ تقویٰ میں اعمال صالحہ بھی شامل ہیں۔ پس وسیلہ سے مراد مُرشد کامل کی بیعت ہے۔ یہی بات امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے القول الجمیل میں بیان فرمائی۔ لسان العرب میں ہے 'وسیلہ وہ ہے جس کے ذریعے کسی تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے ' یہ وسیلہ علماء حقیقت و مشائخ طریقت ہیں۔ (تفسیر جواہر التنزیل)

مولانا روم علیہ الرحمہ نے بھی وسیلہ سے بیعتِ مُرشد مُراد لی ہے بلکہ آپ نے تو یہ بھی فرمایا ہے :

مولوی ہرگز نشد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نشد
ہر کہ خواہد ہمنشینی باخُدا اونشیند دَرحضورِ اولیاء
پیرِ کامل صُورتِ ظِلِّ اِلٰہ یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا

مُرشد کامل کی بیعت پر ایک عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ ایک شخص از خود نماز پڑھتا رہے یا کسی شیخِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ اقرار کرے کہ میں پانچوں وقت باجماعت نماز ادا کروں گا' نفسیاتی طور پر اس اقرار کا اثر انسان کے ذہن پر زیادہ ہوتا ہے' اس طرح احساس ذمہ داری بڑھ جاتا ہے۔ مزید یہ کہ انسان کو یہ احساس بھی رہتا ہے کہ مجھ سے پیرومُرشد نماز کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں یا یہ کہ میرے پیر بھائی تو نمازی ہیں اگر میں نماز نہ پڑھوں گا تو شرمندگی ہوگی۔

مُرشد کامل جو اپنی رُوحانی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے پٹی اُتار دیتا ہے اور اُس کے دِل میں یادِ الٰہی کی تڑپ پیدا کر دیتا ہے اس کے وسیلہ ہونے میں کون شبہ کرسکتا ہے۔ کاملینِ اُمت نے ایسے مُرشد کی تلاش میں سینکڑوں، ہزاروں کوس کی مسافت کو پاپیادہ طئے کیا ہے اور اُن کی راہنمائی اور دستگیری سے آسمان معرفت وحکمت پر مہروماہ بن کر چمکے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے :

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَكَ اِنَّمَا	بے شک جولوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں
یُبَایِعُوۡنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ	دَرحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں
اَیۡدِیۡهِمۡ﴾ (الفتح/۱۰)	اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی بیعت کو اپنی بیعت فرمایا ہے تو اولیاءِ کرام' نائب الرسول ہوتے ہیں اُن کی بیعت' بیعتِ رسول ہے پھر بیعت اللہ ہے یعنی حضور نبی کریم ﷺ' اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں اسی لئے آپ ﷺ سے بیعت' اللہ تعالیٰ سے بیعت ہے۔ معلوم ہوا کہ خلیفہ سے بیعت' اصل سے بیعت ہوتی ہے لہذا ہم بالواسطہ طور پر جانِ کائنات ﷺ ہی سے بیعت کی نسبت قائم کرتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بیعت کرتے ہوقت مُرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دینا سُنّت ہے کیونکہ ہاتھ ملانا عہد کی پختگی کے لئے ہوتا ہے' نیز دُنیا میں لینا ہاتھ ہی سے

ہوتا ہے اس لئے دُعا کے وقت ہاتھ اُٹھاتے ہیں گویا رب سے لے رہے ہیں۔
مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: پیر کامل کے سوا کسی کو ہاتھ نہ پکڑاؤ کیونکہ اس کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کی دستگیری حاصل ہے۔ اے مُرید ! وہ نبی علیہ السلام کا مظہر ہے کیونکہ اس سے نبی کا نور جھلکتا ہے۔ تُو اس وجہ سے حدیبیہ میں پہنچ گیا اور اُن بیعت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ساتھی بن گیا۔
علامہ اسماعیل حقی قدس سرہٗ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں کہ اس آیت سے بیعت کی سُنّت اور مشائخ کرام سے اکتسابِ فیض کا ثبوت ملتا ہے۔
اس لئے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شیخ کامل کے زیرِ حکم ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت میں ہوتا ہے اور سُنّت بیعت کو زندہ کرتا ہے۔اسی طرح سورہ ممتحنہ میں عورتوں سے بیعت لینے کا ارشاد موجود ہے :

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾
(الممتحنة/١٢)

اے نبی مکرم! جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں مومن عورتیں تاکہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہیں لگائیں گی جھوٹا الزام جوانہوں نے گھڑ لیا ہوا پنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں تو (اے میرے محبوب) انہیں بیعت فرمالیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے اُن کی مغفرت مانگا کرو بے شک اللہ غفور اور رحیم ہے۔

وہ مُرشد جو صحیح راستہ پر ہو مُرید کرتے وقت ان ہی باتوں کا تو عہد لیتا ہے۔
عورتوں سے بیعت لینا صاف وصریح طور پر قرآنِ مجید سے ثابت ہے۔

فتح مکہ کے دن عورتوں نے بارگاہ رسالت میں بیعت کے لئے حاضری دی تو حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عورتوں کی بیعت کے لئے مقرر کیا۔اور جن باتوں کا آیت میں ذکر ہے اس پر عمل کرنے کا پختہ وعدہ لیا۔حضور ﷺ نے عورتوں سے کئی بار بیعت لی مگر کسی عورت کے ساتھ بیعت لیتے وقت مصافحہ نہ کیا' کبھی تو زبانی ان اُمور کی پابندی کا وعدہ لیا اور کبھی پانی سے بھرے ہوئے پیالے میں اپنا دست مبارک ڈالا اوراس کے بعد بیعت کرنے والی عورت کو اپنا ہاتھ رکھنے کا حکم دیا۔اور کبھی کپڑا دست مبارک میں لے کر عورتوں سے بیعت لی۔ اسی طرح احادیث طیبہ میں بھی صحابہ کرام کا حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت کرنے کا ذکر ہے' کبھی ہجرت اور جہاد پر' کبھی اطاعت وفرمانبرداری پر' کبھی ارکانِ اسلام پر قائم رہنے پر۔

مسلم شریف میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم ہر آسانی اور مشکل میں' ہر خوشی اور ناخوشی میں آپ ﷺ کی اطاعت وفرمابرداری کریں گے اور اپنے امیر سے اس وقت تک منہ نہ پھیریں گے جب تک اس سے واضح کفر ظاہر نہ ہو۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ بیعت لینا نبی کریم ﷺ کی سُنّت اور بیعت ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سُنّت سے ثابت ہے۔ امام الہند شاہ وَلی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں 'اس میں کوئی شک نہیں کہ جو کام حضور ﷺ سے عبادت کے طریق پر ثابت ہو وہ سُنّت ہے لہذا بیعت کے سُنّت ہونے میں کوئی شبہ نہیں' (القول الجمیل)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو میری سُنّت پر عمل کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری سُنّت سے منہ پھیرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

بیعت کی دو قسمیں :

(ا) **بیعتِ برکت** : صرف تبرک کے لئے بیعت ہوجانا' آج کل عام **بیعتیں** یہی ہیں وہ بھی نیک نیتوں کی' ورنہ بہت سے لوگوں کی بیعت دُنیاوی اغراضِ فاسدہ کے لئے ہوتی ہے وہ خارج از بحث ہیں۔ یہ بیعت بھی بیکار نہیں' بہت مفید ہے اور دُنیا وآخرت میں اس کے فائدے ہیں۔محبوبانِ خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا اور اُن سے سلسلہ متصل ہوجانا بھی سعادت ہے۔

اول : ان خاص خاص غلاموں اور سالکانِ راہِ طریقت سے اس امر میں مشابہت ہوجاتی ہے اور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں **من تشبہ بقوم فھو منھم** جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ (ابوداؤد)

دوم : ان اربابِ طریقت کے ساتھ ایک سلسلہ میں منسلک ہوجانا بھی نعمت ہے۔ حدیث پاک میں ہے **ھم قوم لایشقی بھم جلیسھم** وہ' وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا۔ (بخاری ومسلم)

سوم : محبوبانِ خدا رحمت والے ہیں' وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں اور اس پر نظر رحمت رکھتے ہیں۔ بہجۃ الاسرار میں ہے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی اگر کوئی شخص آپ کا نام لیوا ہو اور اُس نے نہ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی ہو اور نہ خرقہ پہنا ہو' کیا وہ آپ کے مُریدوں میں شمار ہوگا؟ فرمایا: جو اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے اور اپنا نام میرے دفتر میں شامل کرے' اللہ تعالیٰ اُسے قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اُسے توبہ کی توفیق دے گا اور وہ میرے مُریدوں کے زمرے میں ہے۔

(۲) بیعتِ اِرادت : اپنا ارادہ واختیار ختم کر کے خود کو شیخِ کامل، واصل بحق کے سپرد کردے، اُسے اپنا حاکم، مالک اور متصرف جانے۔ اُس کے چلانے پر راہ سلوک چلے۔ کوئی قدم بغیر اُس کی مرضی کے نہ رکھے۔ اُس کے لئے مُرشد کے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اُس کے کچھ کام اگر صحیح معلوم نہ ہوں تو بھی انہیں افعال خضر علیہ السلام کی مثل سمجھے اور اپنی ہر مشکل اُس پر پیش کرے۔ غرض یہ کہ اُس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے۔ یہی سالکین کی بیعت ہے اور یہی مشائخ مُرشدین کا مقصود ہے۔ یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے اور یہی بیعت حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لی ہے جیسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ 'ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ ہر آسانی ودشواری اور ہر خوشی وناگواری میں آپ کا حکم سُنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحبِ حکم کے کسی حکم میں چوں وچرا نہ کریں گے۔

پیر (مُرشد) سے پردہ : عورت کو چاہئے کہ اپنے پیر کے سامنے بے پردہ نہ ہو۔ اور مُرید ہوتے وقت پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نہ مُرید ہو، بلکہ پیر بھی عورت کا غیر محرم ہے۔ اس لئے عورت کو اپنے پیر سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ پیر کے لئے بھی حرام ہے کہ اپنی مُریدہ کو بے پردہ دیکھے یا تنہائی میں اُس کے پاس بیٹھے بلکہ پیر کے لئے یہ بھی حرام ہے کہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اُس کو بیعت کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم کبھی حضور کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے بیعت کے وقت نہیں لگا۔ صرف کلام سے حضور ﷺ بیعت فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

فتح مکہ کے دن عورتوں نے بارگاہ رسالت میں بیعت کے لئے حاضری دی تو حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عورتوں کی بیعت کے لئے مقرر کیا۔ عورتوں کا

بیعت کے وقت مُرشد کے سامنے آنا ضروری نہیں ہے۔ پَردے کے اندر سے بھی بیعت کرسکتی ہیں۔ بیعت کے لئے شوہر کی اجازت بھی ضروری نہیں۔ مُرشد اپنی موجودگی میں دوسرے کو خلیفہ بنا کر بیعت لے سکتا ہے۔

عورتوں سے ہاتھ ملانا جائز نہیں کہ یہ خلاف حجاب ہے' ہاں اگر اپنی محرم کو مُرید کرنا ہے تو ہاتھ ملا سکتا ہے' نیز عورت کو پیر نہیں بنا سکتے کیونکہ پیری ایک قسم کی امامت ہے عورت مرد کی امام نہیں بن سکتی ہے نہ عورت کی امامت صحیح ہے۔

بعض نوجوان عورتیں اپنے پیروں کا ہاتھ پاؤں دَباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مُریدہ سے ہاتھ پاؤں دَبواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حدِشہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں۔ (بہارشریعت)

پیر سے پردہ واجب ہے جب کہ محرم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت)

تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ صرف کلام سے یا چادر پکڑ کر عورتوں سے بیعت فرمایا کرتے ہیں۔ کلماتِ توبہ نہایت مختصر ہوتے ہیں اور عورتیں شرعی پردے کا اہتمام کرتی ہیں۔ بیعت کے فوراً بعد عورتوں کو مجلس سے رخصت کر دیا جاتا ہے۔

بچوں کی بیعت :

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے یہ حدیث بیان کی ہے

ان النبی صلی الله علیه وسلم بایع الحسن والحسین وعبدالله ابن عباس وعبدالله بن جعفر وهم صغار لم یعقلوا ویبلغوا (معجم طبرانی)

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرات حسن' حسین' عبداللہ بن عباس' عبداللہ بن جعفر سے بیعت لی وہ اُس وقت چھوٹے تھے۔ عاقل و بالغ نہیں ہوئے تھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنے نابالغ بچے عبداللہ کو بیعت کے لئے رسول اللہ ﷺ

کے پاس لے آئے' اس وقت عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) کی عمر سات یا آٹھ سال کی تھی۔ حضور ﷺ نے اس بچے کو اپنی طرف متوجہ فرما کر مسکرا دیا پھر بیعت لی۔

مشائخ کی صحبت اور بیعت کے فوائد :

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ننانوے قتل کئے پھر اُس نے پوچھنا شروع کیا کہ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ یہی سوال اُس نے ایک راہب سے کیا تو اُس نے کہا: تیری توبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ اُس نے اُسے بھی قتل کر دیا' پھر اُس نے ایک اور عالم سے اپنی توبہ کے متعلق پوچھا تو اُس نے کہا: تمہاری توبہ قبول ہوسکتی ہے' تم فلاں شہر میں جاؤ وہاں اللہ کے عبادت گذار بندے رہتے ہیں۔ اُن کے پاس جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنے علاقے میں واپس نہ جانا کیوں کہ وہ بُرا علاقہ ہے۔ وہ شخص اس شہر کی طرف چل پڑا۔ راستے میں موت واقع ہوگئی۔ رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اُس کے متعلق بحث کرنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے: اُس نے دِل سے توبہ کر لی تھی اب یہ اللہ کی طرف متوجہ ہوکر آ رہا تھا......اور عذاب کے فرشتے کہنے لگے اُس نے کوئی نیکی نہیں کی' پھر ایک فرشتہ انسانی شکل میں اُن کے پاس آیا۔ انہوں نے اُسے اپنا ثالث بنالیا۔ اُس نے کہا: ان دونوں زمینوں کی پیمائش کرو' جس زمین کے قریب ہو اس کے مطابق اُس کے ساتھ معاملہ کرو۔ جب پیمائش کی گئی تو وہ اس زمین کے قریب تھا جس کی طرف جا رہا تھا۔ پس رحمت کے فرشتے اُس کی رُوح کو لے گئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیچھے والی زمین کو حکم دیا تھا کہ دُور ہو جا اور آگے والی زمین کو حکم دیا تھا کہ نزدیک ہو جا حالانکہ جدھر وہ جا رہا تھا وہ جگہ دُور تھی اور جو مسافت طئے کی تھی وہ نزدیک تھی تو گویا آگے والی مسافت کو لپیٹ دیا اور پیچھے والی مسافت کو پھیلا دیا۔

اسی طرح بخاری و مسلم میں ایک طویل حدیث کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کرنے والوں کی بخشش پر فرشتوں کو گواہ بناتے ہیں تو فرشتے عرض کرتے ہیں :
کَانَ فِیْھِمْ فُلَانٌ لَّمْ یَرِدْ ھُمْ اِنَّما جَآءَ لِحَاجَۃٍ کہ اس محفل میں ایک آدمی ایسا بھی تھا جو ذکر کے ارادے سے اُن کے پاس نہیں آیا تھا بلکہ اپنی دُنیوی غرض کے لئے آیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : **ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسھُمْ** یہ وہ گروہ ہے جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں رہتا۔

ان دونوں احادیث پر غور فرمائیں کہ پہلی حدیث شریف میں سو افراد کو قتل کرنے والا ابھی محفل میں پہنچا نہیں تھا صرف صدقِ دل سے اُن کی مجلس کا ارادہ کیا تھا تو جنّت کا مستحق ہوگیا۔ اور دوسری حدیث میں دُنیوی کام سے آنے والا بھی سعادت مندی کی دولت سے بہرہ مند ہوگیا۔ تو جو شخص اُن کی عقیدت کا دَم بھرتا ہے اُن کے افعال و اقوال کی پیروی کرتا ہے اور اُن سے اپنا تعلق اور نسبت استوار کرتا ہے اُسے کتنا رحمت الٰہی سے حصہ ملتا ہوگا۔ صاحبِ تفسیر روح المعانی علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ جو اولیاء کرام کے مزارات پر خلوصِ نیت سے حاضر ہوتے ہیں اُن کو رُوحانی مدد حاصل ہوتی ہے۔ اور اکثر مشکل کاموں کا حل اُن کے وسیلے سے ہوجاتا ہے۔

مُریدہونے میں کیا فائدے ہیں :

(☆) قرآن مجید میں جو بیعت کے احکام ہیں اُن پر عمل کرنا۔

اگر صاف احکام دیئے جاتے تو بیعت کرنا فرض ہوجاتا تھا اس لئے کہیں واقعتاً ' کہیں ضمناً ہدایت فرمائی گئی۔

(☆) بیعت کرنا سُنّت ہے' سُنّت پر عمل کرنا۔

(☆) توبہ قبول ہوتی ہے' گناہ معاف ہوجاتے ہیں' گناہوں کی معافی کے بعد وہ ایسا ہوجاتا ہے کہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

(☆) ایک بزرگ ہستی اُس کے لئے مُربی (تربیت کرنے والی) بن جاتی ہے جو اُس کو بُرے کاموں سے روکتی اور اچھے کاموں سے رغبت دلاتی ہے۔

(☆) بمصداق **الرفیق ثم الطریق** پہلے رہنما تلاش کرلیں پھر راستہ چلیں۔ مُرید کو بہترین رہبر مل جاتا ہے۔

(☆) مُرشد کی رُوح وقتِ واحد میں کئی مقامات پر جاسکتی ہے۔ مُرشد اُن مُریدوں کی بھی جو بلحاظِ جسمانیت دُور ہیں نگہبانی کرتا ہے۔ (کراماتِ غوث اعظم ملاحظہ فرمائیں)

(☆) مُرشد اور مُریدوں میں رُوحانی تعلقات پیدا ہوجاتے ہیں۔ اس لئے مُریدوں کی تکالیف کا اثر فوراً مُرشد پر ہوتا ہے اور مُرشِد مُریدوں کے لئے دُعا کرتا ہے۔

(☆) دِل کا آئینہ مُرشد کی صحبت سے جلا پاتا ہے اور نااہلوں کی صحبت سے سیاہ ہو جاتا ہے اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے عالموں کی صحبت کو عبادت سے افضل فرمایا۔

(☆) مُرشد اعمال کی قبولیت کا وسیلہ بنتا ہے۔ حضرت شمس الدین صوفی رحمۃ اللہ علیہ جامع شیراز کے امام تھے۔ مُرشد کی تلقین کے بغیر کتابوں میں دیکھ کر ذکر کیا کرتے تھے ایک رات انھوں نے خواب میں دیکھا کہ نور اُن کے منہ سے نکل کر زمین میں جارہا ہے۔ یہ فوراً مُرشد کی خدمت میں حاضر ہوکر مُرید ہوگئے اور ذکر کی تلقین حاصل کی۔ دوسرے روز خواب میں دیکھا کہ نور آسمان کی طرف جارہا ہے۔

(☆) حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' قیامت تک میرے دوستوں اور مُریدوں میں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا میں اُس کا ہاتھ پکڑ لوں گا۔

(۱۰) حضور نبی کریم ﷺ سے نسبت متصلہ حاصل ہوجاتی ہے۔ قلائد الجواہر میں ہے کہ جو شخص کسی ایسے شخص سے جو رسول اللہ ﷺ سے نسبت متصلہ رکھتا ہو ذکر شریف کی تلقین حاصل نہ کرے تو اُسے مرتے وقت نسبت متصلہ حاصل نہیں ہوسکتی۔

(☆) مُرشد' مُرید کو نفسانی خواہشات سے رُوکتا ہے۔

(☆) جانکنی کے وقت شیطان کے وَسوسوں سے بچاتا ہے جب شیطان نزع کے وقت وسوسے ڈالتا ہے اس وقت مُرشد کی صورت سامنے نظر آئے گی اس کی توجہ شیطان کی طرف سے مُرشد کی طرف ہٹ جاتی ہے۔ (امام رازی کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں)

(☆) مُریدی کی نسبت سے جو محبت سرکار دو عالم ﷺ سے پیدا ہو جاتی ہے وہ قبر میں منکر ونکیر کے سوالات کے وقت اُس کی مدد کرے گی یعنی منکر ونکیر جب حضور ﷺ کو دِکھا کر پوچھیں گے کہ اُن کو تم جانتے ہو تو وہ فوراً آپ کو دیکھتے ہی چیخ اُٹھیں گے کہ یارسول ﷺ ! آپ ہی کے دِیدار کے لئے تو ہم بے چین تھے۔ لپک کر قدم بوس ہونا چاہیں گے۔ اس کے بعد کیا جرأت ہوسکتی ہے کہ وہ فدائیانِ رسول ﷺ سے جواب طلب کریں۔

(☆) مُرشدؔ مُرید کے مُردہ دِل کو زندہ کر دیتا ہے جس کی وجہ وہ دونوں جہاں میں مقبول ہو جاتا ہے۔ زندگی حقیقتاً زندہ دِلی کا نام ہے۔ جن کے دِل مُردہ ہیں وہ زندہ نہیں بلکہ مُردے سے بدتر ہیں۔

(☆) مُرشد کے ہاتھوں میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے کیونکہ یہ ہاتھ سلسلہ بہ سلسلہ حضور خاتم النبیین سیدالمرسلین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ ﷺ سے جا ملتے ہیں۔ جب مُرشد کے ہاتھ کا بوسہ لیتے ہیں تو دِل میں ایک نورانی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر پر کچھ صحابہ کی دعوت تھی، دسترخوان بچھایا گیا، دَسترخوان میلا تھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے دَسترخوان آگ میں ڈال دیا، تھوڑی دیر بعد نکالا تو بالکل صاف تھا۔ سب حیران ہو گئے کہ یہ کیسے ہو گیا ! فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک اس سے صاف فرمائے تھے۔ اُس وقت سے اِس کو آگ نہیں جلاتی۔ جب صاف کرنا منظور ہوتا ہے میں اس کو آگ میں ڈال دیتا ہوں۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی شہزادی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روٹی پکا رہی تھیں۔ گرمی سے چہرہ جھلس گیا تھا۔ آپ نے صاحبزادی کو ہٹایا اور اپنے دستِ مبارک سے روٹی پلٹ دی۔ روٹی پر آگ کا مطلقاً اثر نہ ہوا۔ سیدہ نے فرمایا: روٹی پکتی نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جس روٹی کو رسول اللہ کا ہاتھ لگ جائے' آگ اس پر کیسے اثر کرسکتی ہے۔ خدا کرے کہ بیعت کی بدولت آپ کے دستِ مبارک کا اثر سلسلہ بہ سلسلہ ہم تک پہنچے اور ہم دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں۔ (مُرشِد وَ مُرید' حضرت سید کلیم اللہ حسینی)

مُریدنی کی حفاظت : ایک عورت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مُریدنی تھی اُس پر ایک فاسق عاشق ہوگیا۔ ایک دن وہ عورت کسی حاجت کے لئے باہر پہاڑ کی غار کی طرف گئی تو اُس فاسق کو بھی اُس کے جانے کا علم ہوگیا' وہ بھی اُس کے پیچھے ہوگیا حتیٰ کہ اُس کو پکڑ لیا۔ وہ اُس کے دامنِ عصمت کو چاک کرنا چاہا تو عورت نے سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو پکارا اور اس طرح استغاثہ کیا :

الغیاث یاغوث الاعظم الغیاث یاغوث الثقلین

الغیاث یاشیخ محی الدین الغیاث یا سید عبدالقادر

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اُس وقت وضو فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنی کھڑاؤں کو غار کی طرف پھینکا۔ **وصل النعلان الی راسہٖ وصارا یضربان راسہ' حتیٰ مات** وہ کھڑاویں اُس فاسق کے سَر پر لگنی شروع ہوگئیں حتیٰ کہ وہ مرگیا۔ وہ عورت آپ کے نعلین لے کر حضرت غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور تمام قصّہ سُنایا۔
(تفریح الخاطر) غوثِ اعظم بمن بے سروساماں مددے قبلہ دیں مددے کعبہ ایمان مددے

مُریدین کی ضمانت : حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت تک میرے دوستوں اور میرے مُریدوں میں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا تو میں اُس کا ہاتھ

پکڑ لوں گا۔ کسی نے حضرت غوث اعظم سے پوچھا کہ حضرت آپ کے مُریدوں میں سے پرہیزگار اور گنہگار دونوں ہی ہوں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ پرہیزگار میرے لئے ہیں اور گنہگاروں کے لئے میں ہوں۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے مُریدین کے لئے اپنی حمایت کا وعدہ فرما گئے ہیں :

مُرِیْدِی لَاتَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ
عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالَ

اے میرے مُرید! تو مت ڈر' اللہ کریم میرا رب ہے اُس نے مجھے رفعت اور بلندی عطا فرمائی ہے اور میں اپنی امیدوں کو پہنچا ہوں۔ (حیات جاودانی' قلائد الجواہر)

دھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر
مطمئن ہوں کہ میرے سَر پہ ہے پلا تیرا

من حیث الکرامہ ایسے واقعات بعید از قیاس نہیں لیکن اب بھی یہ کرامت آزمائی جا سکتی ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے نسبت قوی نصیب ہو تو کتنا ہی بڑا ظالم جابر کتنا ہی زور لگائے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مُرید کا بال بیکا نہیں کر سکے گا بلکہ اُسے خود وقت بتائے گا کہ وہ غوث اعظم کے مُرید کے ساتھ پنجہ آزمائی سے کتنا ذلیل وخوار ہوتا ہے۔

اَنَا لِمُرِیْدِیَ حَافِظٌ مَّایَخَافُهٗ
وَاَحْرُسُهٗ مِنْ کُلِّ شَرٍّ وَفِتْنَةٍ

میں اپنے مُرید کی محافظت کرنے والا ہوں ہر اُس چیز سے جو اُس کو خوف میں ڈالے اور میں اُس کی نگہبانی کرتا ہوں ہر قسم کے شر اور فتنہ سے۔ (گلدستہ کرامات' الحقائق فی الحدائق)

سیدنا غوث اعظم فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ میرے مُرید پر ایسا ہے جیسے زمین پر آسمان۔ اور فرماتے ہیں' اگر میرے مُرید کا پاؤں پھسلے گا میں ہاتھ پکڑ لوں گا۔ اسی لئے حضور غوث اعظم کو پیر دستگیر (ہاتھ پکڑنے والے پیر) کہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں'

اگر میرا مُرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اُس کا ستر (پردہ) کھلے میں ڈھانک دوں گا۔ اور فرماتے ہیں، مجھے ایک دفتر دیا گیا حد نگاہ تک اس میں میرے قیامت تک کے مُریدوں کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا گیا **وھبتھم لك** یہ سب ہم نے تمہیں دے ڈالے۔ اس ارشادِ مبارک کو آپ سے معتمد ائمہ نے روایت کیا ہے۔
(فتاویٰ افریقہ، امام احمد رضا فاضل بریلوی)

جنّات بھگانے کا عمل : جس گھر میں جنات یا آسیب ہوں وہاں ہلکی سی آواز سے ہر کونہ میں تین بار کہیں 'ہم شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد والے کے مُرید ہیں ہمیں نہ ستاؤ ورنہ ہم اُن کو تمہارے خلاف درخواست دیں گے۔ تین بار ہر روز صبح وشام کہہ دیا کریں ان شآء اللہ یہ حق کی آواز سے اُس گھر میں جنّات نہیں رہیں گے۔ (قلائد الجواہر)

بیعت کس کے ہاتھ پر کی جائے ؟

دیکھ سمجھ کر دینا ہاتھ، ورنہ پیچھے ندامت ہے
غیر سے جو کر دے آزاد، لازم اُس کی صحبت ہے

(بحر العلوم حسرت صدیقی)

ہر کس و نا کس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دینا اور اُسے وصول الی اللہ کے لئے ہادی ورہنما بنا لینا اتباع شیطان سے کم نہیں۔ مُرید کے لئے ضروری ہے کہ ایسا پیر تلاش کریں جو مشیخت کے منصب پر متمکن ہو اور اُس نے حقائق ومعارف کی دُنیا کی خوب سیر کی ہو اور کسی مُرشدِ برحق کی نگاہ کیمیا اثر نے اس تانبے کو کندن بنا دیا ہو۔ وہ زہد وورع کا پیکر ہو تاکہ اُس کی صحبت طالبانِ حق کے لئے مؤثر ہو اور شیخِ طریقت کی عملی زندگی اُس کے لئے لائحہ عمل بن سکے۔

امام الہند حضرت شاہ وَلی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پیر کے لئے ضروری ہے کہ اُس کو مشائخ کی صحبت رہی ہو اور اُس نے اُن سے ایک عرصہ دراز تک اَدب و قاعدے سیکھے ہوں اور اُن سے باطن کا نور اور اطمینان حاصل کیا ہو۔ یہ شرط اس لئے ہے کہ عادتِ الٰہی یوں ہی جاری ہے کہ کسی کو مُراد اُس وقت تک نہیں ملتی جب تک وہ مُراد پانے والوں سے نہ مل سکا ہو‘ اسی طرح جس طرح علم بغیر صحبتِ علماء کے حاصل نہیں ہوتا‘ نیز دوسرے فن بغیر اُستاذ کے حاصل نہیں ہوتے۔

مُرید کے لئے ضروری ہے کہ پیر تلاش کرتے وقت اس امر کا لحاظ رکھے کہ شیخِ طریقت نے مُریدوں کی تربیت رُوحانی اور بیعت تقویٰ کی اجازت وخلافت کس سے حاصل کی ہے اور اس شیخ کا شیخ کون ہے‘ اور یہ سندِ ارشاد کن واسطوں سے معلم کتاب وحکمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک پہونچتی ہے۔ اصطلاحِ صوفیہ میں اسی سندِ متصل کو سلسلہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس طرح علمِ ظاہر کی قبولیت میں سندِ متصل معتبر ہے اسی طرح علمِ باطن میں بھی سندِ متصل کا اعتبار ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تاریخِ تصوف کی ترتیب وتدوین کی گئی تو مشائخ کے سلاسل کی تنظیم بھی کی گئی۔ دُنیائے طریقت وتصوف میں مروج تمام سلاسل کی شیرازہ بندی ہو چکی ہے اور وہ سب کے سب فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر منتہی ہوتے ہیں۔ یہی ذات مقدس بندگان خدا کو خدا سے ملاتی ہے اور ایصال الی الحق کا سب سے مستحکم ذریعہ ہے جسے صوفیاء وسیلہ سے تعبیر کرتے ہیں اور قرآن کریم کی اس آیت سے دلیل لاتے ہیں:

﴿**یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ**﴾ (المائدہ/ ۳۵) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اُس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

’جان لو کہ اس آیت کریمہ میں وسیلہ تلاش کرنے کے حکم کی صراحت ہے وسیلہ کا ہونا بے شک ضروری ہے کیوں کہ وصول الی اللہ وسیلہ ہی سے حاصل ہوتا ہے اور وہ وسیلہ علماء حقیقت ومشائخ طریقت ہیں‘۔ (تفسیر رُوح البیان بحوالہ تذکرہ مشائخ عظام)

تجدیدِ بیعت (دوبارہ بیعت) :

تجدید بیعت (کسی دوسرے مُرشد کے ہاتھ پر بیعت کرنا) غیر پسندیدہ عمل ہے' البتہ اگر ضرورت شدید ہو (مُرشد کے عقیدہ و عمل میں خرابی پائی جائے) تو تجدیدِ بیعت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ صوفیائے متقدمین (مشائخ طریقت) نے اس بارے میں شدید ممانعت فرمائی ہے کہ بلاضرورت کسی اور مُرشد کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے۔

اپنے ہی پیر و مُرشد کے ہاتھ پر تجدیدِ بیعت (سابقہ گناہوں سے توبہ' آئندہ گناہوں سے بچنے اور ایمان و عمل صالح کی پابندی کا وعدہ) کرتے رہنا مستحب ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانے میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی۔ خود حضور اقدس ﷺ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے جب وہ جہاد پر جارہے تھے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی۔ ان پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد کیا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا اُن کے نزدیک کچھ نہ تھا۔ (ارشادات اعلیٰ حضرت)

اس سے بیعت کی اہمیت ظاہر ہے۔ مُرشد کا بیعت کرنے کے لئے کہنا اس سے ثابت ہے۔

تین صورتوں میں دوسرے مُرشد سے بیعت کرنا جائز ہے :

(۱) مُرشد کا انتقال ہو جائے

(۲) مُرشد عالمِ شریعت اور پابند شریعت نہ ہو

(۳) مُرشد اور مُرید ایسے مقامات میں رہتے ہوں کہ اُن کا ایک دوسرے سے ملتے رہنا ممکن نہ ہو اور مُرید' مُرشد سے فیض بھی نہ پایا ہو۔ بلاضرورت دوسرے مُرشد کے مُرید ہونا مناسب نہیں۔

جب سے نگاہِ یار پڑی مجھ حقیر پر — یہ قیسؔ تب سے حق کا طلب گار ہو گیا
شیخ کی صحبتیں جب سے ہم کو ملیں — فیض سرکار کا اُن سے پانے لگے

بیعت اور عقائد اہلِ سُنّت :

اپنے دِین وعقائد پر ایسے سخت اور مضبوط رہیں کہ دوسرے متعصب سمجھیں۔ اس لئے کہ دینِ حق (وعقائد حقّہ) میں تعصب' مقبولیت کی علامت ہے اور محمود وپسندیدہ۔ اور دینِ باطل میں غُلُو (غالی ہونا اَڑ جانا) بدبختی کی نشانی ہےاور مذموم ونا پسندیدہ۔

بدمذہبوں اور بُری صحبت سے دُور بھاگیں۔اس لئے کہ بُری صحبت مقناطیس اور لوہے کی مانند ہے یعنی بُری صحبت' بدسیرتوں کو اس طرح کھینچتی ہے جیسے مقناطیس لوہے کو۔ بُروں کی ہم نشینی مہلک زہر کے مانند ہے کہ اس کا کوئی تریاق نہیں بلکہ اس کا ایک گھونٹ بھی ہلاک وتباہ اور عارف کے دل کو سیاہ کر دیتا ہے بلکہ بُروں کے دِلوں کا عکس بھی عارفوں کے دِلوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔

عقیدہ کی درستگی سب سے ضروری ہے اسی پر تمام اعمالِ صالحہ کا دارومدار ہے۔ عقائد کا فساد (بگاڑ) غضبِ خدائے جبّار کا موجب اور دخولِ نار (جہنم میں داخلہ) کا باعث ہے۔اسی لئے اپنے تمام عقائد مذہب اہلِ سُنّت کے مطابق درست کر کے ایسا سُنّی بن جائے کہ اس کا سُنّی ہونا (اپنوں اور غیروں میں) مسلم ہو۔ اس کے بعد اصلاح باطن (وتزکیہ نفس) کی جانب متوجہ ہوکر اس راہ میں قدم رکھے' اس لئے کہ معرفتِ الٰہی عقائد اہلسنت کے اختیار کئے بغیر ناممکن ہے۔

اس زمانہ پُرفتن میں بعض عوام اہل سُنّت' رافضیوں کی صحبت وہم نشینی اختیار کرنے کے باعث حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے سوءِ عقیدت اور بدگمانی میں مبتلاء ہیں۔ اس لئے مناسب ہے کہ ہم اس سلسلہ میں خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باب میں ذکر کرتے چلیں۔ہم حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء قدس سرہ' کے ایک قول پر اکتفا کرتے ہیں کہ صوفیہ صافیہ کے لئے سند کافی ووافی ہے۔ فوائد الفوائد میں ہے کہ کسی سائل نے

عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باب میں ہمارا عقیدہ کیا ہونا چاہئے؟ ارشاد فرمایا کہ آپ حضور اقدس ﷺ کے قرابتدار ہیں۔ صاحبِ ایمان مسلمان ہیں اور صحابہ کرام سے ہیں۔ آپ کی ایک ہمشیرہ (حقیقی بہن) ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضور نبی کریم ﷺ کے حرم پاک وازواج مطہرات میں شامل ہیں۔ اس قدر قرابتِ قریبہ کے بعد اُن کی جناب پاک میں بدظنی وسوءِ عقیدت کیسی؟

صحابہ کرام کے مقام ومرتبہ کے پیشِ نظر تمام اہلِ سُنّت وَ جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کا تذکرہ عقیدت ومحبت سے کیا جائے' اُن کا ذکر بُرائی سے کرنا حرام ہے اور جو' اُن کی مذمت ومنقصت بیان کرے وہ مسلمانوں کی راہ پر نہ ہوگا۔ صحابہ کرام کا معاملہ عام مسلمانوں سے بالکل الگ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلافِ اُمت نے صحابہ کرام کی عیب جوئی کرنے والوں کو مردود الشہادۃ قرار دیا ہے' ایسے لوگوں کا شریعت کی نگاہ میں کوئی مقام نہیں ہے۔ صحابہ کرام کے بارے میں حسنِ اعتقاد رکھنا واجب ہے' اگر کوئی شخص سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص کی شان میں کلمہ بد بکے وہ سخت سزا کا مستحق ہے۔ صحابہ کرام کی محبت ایمان کا تقاضا ہے اور اُن سے بغض رکھنا ایمان کے منافی ہے۔

علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس اُمت کے سب سے بہتر بادشاہ تھے' آپ سے پہلے چاروں خلفاء نبوت تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس اُمت کے پہلے بادشاہ ہیں' آپ کی بادشاہت رحمت والی بادشاہت تھی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ بادشاہت نبوت ہوگی اور رحمت ہوگی۔ پھر خلافت ہوگی اور رحمت ہوگی' پھر ملوکیت ہوگی اور رحمت ہوگی **یکون الملك نبوة ورحمة ثم تکون خلافة ورحمة ثم یکون ملکا ورحمة۔**

☆ صحابہ کرام کو مجروح کرنے کی کوشش نبی کریم ﷺ کی ذات کو مجروح کرنا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و تربیت پر اُنگلی اُٹھانا ہے جن کو اللہ کے رسول سے محبت ہوگی اُس کا دل صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار کی عظمت و محبت سے بھی بھرا ہوگا۔

معلوم ہونا چاہئے کہ ائمہ کو بُرا کہنے سے آدمی چھوٹا رافضی ہوتا ہے اور صحابہ کی شان میں گستاخی کرنا یہ اصل رفض ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ برگزیدہ صحابی ہیں بلکہ کاتبین وحی میں سے ہیں۔ خود حضور نبی کریم ﷺ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یوں دعا دے رہے ہیں: **اللھم اجعله هاديا مهديا واهدبه** (ترمذی شریف) اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت عطا فرما۔

حضرت امام مالک فرماتے ہیں: جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی مرتضٰی، سیدنا معاویہ بن ابوسفیان، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بُرا بھلا کہا، اور اگر وہ یہ کہے کہ وہ لوگ ضلال و کفر پر تھے تو اُسے قتل کیا جائے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات کہے تو اُس کو سخت سزا دی جائے گی۔ (شرح الشفاء)

شیخ کامل کی صفات اور شیخ کامل کے آداب :

(۱) ایمان اور تقویٰ کی دولت کا حامل ہو۔

(۲) شیخ عقائدِ اہل سُنّت کا متبع ہو۔ (بدمذہب و گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک۔ آج کل بہت سے بددینوں بلکہ بے دینوں حتیٰ کہ وہابیہ جو کہ سرے سے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے منکر و دشمن ہیں، گمراہ کرنے کے لئے پیری مُریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ بہت سے لوگ ابلیس کے رُوپ میں ہیں لہٰذا بغیر تحقیق کے ہر ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دینا۔

(۳) احکام شریعت کا علم رکھتا ہو (عالمِ دین ہو علم فقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی ہے۔ اور عقائد اہلسنت و جماعت سے مکمل واقف ہونا لازمی ہے کفر و اسلام کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ وہ آج بد مذہب نہیں تو کل ہو جائے گا۔ سینکڑوں کلمات وحرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل جہالت کے باعث اس میں پڑ جاتے ہیں۔ اوّل تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ اُن سے کفریہ قول یا فعل صادر ہوا اور بغیر جانے توبہ ممکن نہیں' تو مبتلا کے مبتلا ہی رہے۔ اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل ہو تو ڈر بھی جائے اور توبہ بھی کر لے مگر جو پیری کے سجادے' پیر ہادی ومُرشد بنے بیٹھے ہیں اُن کی عظمت جو خود اُن کے قلوب میں ہے انہیں کب قبول کرنے دے۔ قرآن میں ارشاد ہوا' اور جب اُسے اس (ظلم وفساد پر) کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اُس کا غرور اُسے مزید گناہوں پر اُکساتا ہے' پس اُس کے لئے جہنم (دوزخ) کافی ہے' (البقرۃ/۲۰۶)

(۴) شیخ کا سلسلہ نسبت حضور نبی کریم ﷺ تک متصل ہو' کیونکہ منقطع ذریعہ سے اتصال ممکن نہیں۔

۔ بعض لوگ بغیر بیعت' محض وراثت کے زعم میں اپنے باپ دادا کے سجادہ نشین بن جاتے ہیں۔

۔ یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اجازت مُرید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

۔ یا سلسلہ ہی وہ ہے کہ قطع کر دیا گیا اور اس میں فیض نہ رکھا گیا' لوگ براہ ہوس اس میں اجازت وخلافت دیتے چلے آتے ہیں۔

۔ یا سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو جامع شرائط نہ ہونے کی وجہ سے قابلِ بیعت نہ تھا' جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے۔

ان صورتوں میں اس بیعت سے اتصال ہرگز حاصل نہ ہوگا۔ بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی بات نادانی وحماقت ہے۔ (فتاویٰ افریقہ)

(۵) کسی شیخِ کامل نے اُسے بیعت کی اجازت عطا کی ہو۔

(۶) انسان اُس کی مجلس میں بیٹھے تو اپنے دل کو اللہ کی طرف مائل دیکھے۔

(۷) شریعتِ مطہرہ اور سُنّتِ نبویہ پر سختی سے عمل پیرا ہو۔

شریعت ایک سرسبز و شاداب درخت ہے جس پر ولایت، غوثیت، قطبیت کے پھل پھول لگتے ہیں۔ جہاں شریعتِ مطہرہ کا سایہ دار درخت ہی نہ ہو وہاں پھل پھول کیسے ہوں گے۔

سلوک و معرفت کی راہیں بغیر اتباعِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طے نہیں کی جاسکتیں۔

(۸) شیخ کو چاہئے کہ وہ اپنی خلوت نشینی کے لئے کچھ وقت مقرر کرے جس میں لوگوں کی آمد ورفت نہ ہو، تاکہ اُس کی خلوت نشینی کا اثر اُس کی بزم نشینی میں جاری ہو۔

(۹) شیخ کو چاہئے کہ وہ اپنے متوسلین و مریدین سے ایک والد جیسے شفقت آمیز اور محبت بھرے لہجے سے پیش آئے۔ اور مریدین کی استعداد اور قابلیت کے مطابق اُن کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے۔

(۱۰) شیخ کے وظائف میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ اپنے عقیدت مندوں سے حُسنِ اخلاق سے پیش آئے۔

(۱۱) مریدین پر لطف وکرم اور اُن سے نرمی اور خوش طبعی کا مظاہرہ کرے۔

(۱۲) شیخ مرید کے مال سے تعلق نہ رکھے بلکہ مریدین کی نصیحت، تعلیم و تربیت خالصتہ اللہ کی رضا کے لئے کرے۔

(۱۳) شیخ کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اگر مرید میں کوئی کوتاہی دیکھے تو اُسے مجلس میں کھلے لفظوں میں منع نہ کرے بلکہ دورانِ گفتگو اس کوتاہی کی طرف اشارہ کردے۔

دُعا ہے خدا سے نہ ہو دُور ہم سے   وہ پیرِ مُغاں میرا یارا اللہ اللہ (قیسؔ)

محمد بن یحییٰ مصنف قلائد الجواہر لکھتے ہیں کہ شیخ ‘مُرید کی تربیت کے وقت ان باتوں کا لحاظ رکھے:

- مُرید کی تربیت محض اللہ تعالیٰ کے لئے کرے‘ دُنیوی غرض یا نفس کے خوش کرنے کے لئے نہ ہو۔
- ہمیشہ نصیحت کرتا رہے۔
- نرمی سے پیش آئے‘ ماں باپ کی طرح مہربان رہے۔
- گناہوں سے بچنے کا عہد لے
- ذِکر کی تلقین کرے۔

(☆) مُرشد کی صورت اور سیرت دونوں بہتر ہوں۔

(☆) نفل نمازیں زیادہ پڑھے اور نفل روزے زیادہ رکھے۔ اس سے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے اور نفس پاکیزہ ہوتا ہے۔

(☆) بے کار باتوں سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے یہ بہتر ہے کہ مُریدوں کو نصیحت کرتے رہیں‘ مسائل بیان کریں‘ قرآنِ مجید کی تفسیر سنائیں۔ اگرچہ گوشہ نشینی صدیقوں کا طریقہ ہے لیکن گوشہ وتنہائی غیروں سے چاہئے‘ دوستوں سے نہیں

العزلة خير من جليس السوء والجليس الصالح خير من العزلة

تنہائی بہتر ہے بُرے ہمنشین سے‘ اور نیک ہمنشین بہتر ہے تنہائی سے۔

(☆) اللہ کا ذکر کریں‘ تہجد کے بعد وظائف میں مشغول ہوں‘ آہ وزاری سے اپنے گناہوں کی معافی اور بلندی مراتب کے لئے بارگاہِ ایزدی میں دُعا کرے۔

(☆) مُریدوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے موافق نصیحت کرے۔ اکثر مشائخین مالداروں اور بلند مرتبہ مُریدوں کو نصیحت کرنے سے رُکتے ہیں محض اس خیال سے کہ اُن کو ناگوار نہ گذرے اور آمدنی کے ذرائع موقوف نہ ہو جائیں۔

یہ مناسب نہیں، نصیحت امیر اور غریب سب کے لئے ہونی چاہئے، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ نصیحت کا طریقہ حسبِ حیثیت جداگانہ ہو۔

(☆) اگر کوئی مُرید ہونے کے لئے آئے تو مُرشد بیعت لینے سے انکار نہ کرے، اگر اس میں استعداد ہے تو عشق کے میدان میں پہنچا دے ورنہ گناہوں سے توبہ ہوجائے گی، شریعت کا پابند بنانے کی کوشش کرے کیونکہ اس زمانے میں شریعت کا پابند ہونا ہی سب سے بڑی کرامت ہے۔

(☆) اگر مُرید سے کوئی لغزش ہو تو پہلے خود معاف کردے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی کے لئے دُعا کرے اور اس کو نہایت ہی سنجیدگی سے سمجھا دے تاکہ آئندہ ایسی غلطی نہ کرے۔

(☆) مُریدوں کی تعلیم وتربیت اور اصلاح کی جانب زیادہ توجہ کرے۔

(☆) کسی مُرید کے عیوب سب کے سامنے بیان کرکے اس کو ذلیل نہ کرے اللہ تعالیٰ ستّار و پَردہ پوش ہے خود بھی پَردہ پوش بن جائے ورنہ مُریدوں میں شوخی اور گستاخی پیدا ہوجائے گی۔ حکمت عملی سے وہ عیوب اس سے دور کرنے کی کوشش کرے۔

(☆) جو بات کرے صاف اور واضح ہو۔ ایسے کلمات زبان سے نہ نکالے جن کو جدھر چاہے پھیر سکے۔

(☆) مُرشد ہر ایک کے ساتھ کشادہ پیشانی اور خوش دِلی سے پیش آئے۔

الاسلام حسن الخلق اسلام خوش اخلاقی کا نام ہے۔

اسی طریقے سے اسلام پھیلا۔ اولیاءاللہ نے اسی طریقے سے دِین کی تبلیغ فرمائی۔

مرے ہاتھوں سے مولیٰ جام یہ گرنے نہیں دینا

مرے مشرب سے مجھ کو جام بھر بھر کے پلا یا رب (قیس)

آدابِ مُرید :

پیراور مُریداگر باہم کسی ایک جگہ بیٹھیں تو مُریدوں کو چاہئے کہ حتی الامکان آداب کی نگہداشت کریں اور شیخ کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے وقار کو ٹھیس نہ پہنچائے۔ فضول ولاحاصل باتیں اور بے تکلفی درمیان میں نہ آنے دے اور زیادہ خلط ملط بھی روا نہ رکھے وَرنہ مُرید کی نگاہوں میں پیر بے وقعت ہوجائے گا اور اُس کی عظمت وہیبت جلالت ووقعت اور قدر ومنزلت برقرار ومحفوظ نہ رہے گی اور مُرید ہونے کے فوائد سب ملیامیٹ ہوجائیں گے اور اس قسم کے مُریدوں کو اس قسم کے پیروں سے بے تکلفی کے باعث کشادگی نصیب نہ ہوگی۔

اس لئے کہتے ہیں کہ شوہر کی نصیحت چونکہ عورت کے حق میں زیادہ نفع بخش نہیں ہوتی 'لہذا عورتوں کو اپنے شوہروں کے ہاتھ پر بیعت ہونا' جب کہ مجبوریاں نہ ہوں پسندیدہ نہیں۔

(۱) مُرید کو چاہئے کہ شیخ کے سامنے باادب' خاموش اور کچھ فاصلے پر بیٹھے' نیز کوئی اچھی بات بھی کہنی ہو تو پہلے اجازت طلب کرے۔ (عوارف المعارف)

(۲) جب مُرید خود سے بلا اجازت بات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو گویا وہ مقام طلب سے دُور ہٹ جاتا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے۔ یہ مُرید کی بڑی غلطی ہے۔ (عوارف المعارف)

(۳) مرید اپنے شیخ کو ہی کامل اور اکمل سمجھے، کسی اور بزرگ کو اپنے شیخ کی مثل یا اس سے برتر نہ سمجھے ورنہ رشتہ دوستی کمزور ہوجائے گا۔ اور پیر کا ارشاد دِل پر تاثیر چھوڑ دے گا۔

(۴) شیخ کی صحبت کو لازم پکڑے یعنی یہ خیال کرے کہ مجھے جو بھی عنایات ہوں گی اسی دربار کے وسیلے اور اسی مُرشدِ کریم کے واسطے سے ہوں گی۔

(۵) شیخ کے تصرف پر راضی ہو، شیخ اُس کے مال اور وجود میں جیسا بھی تصرف کرے مریدِ صادق اُسے برضا و رغبت تسلیم کرے۔ اپنی عقل و اِرادہ کو دخل نہ دے۔

(٦) اپنے شیخ پر تنقید اور اعتراض کی زبان نہ کھولے جب شیخ سے کوئی ایسا فعل صادر ہوتا دیکھے جو اُس کی نظر میں صحیح و درست نہ ہو تو اسے اپنی کم فہمی پر محمول کرے۔ اور حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے واقعہ کو یاد کرے۔

(۷) شیخ کے کلام کو پورے انہماک اور استغراق سے سُنے۔

(۸) شیخ کے سامنے بے تکلف نہ ہو۔

(۹) شیخ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرے۔

(۱۰) شیخ سے غیر ضروری سوال نہ کرے۔

(۱۱) کلام کرنے سے پہلے شیخ کی کیفیت کا جائزہ لے۔

(۱۲) شیخ سے اپنے احوال نہ چھپائے۔

(۱۳) شیخ کی رضا کو ہمیشہ مدِ نظر رکھے۔

(۱۴) امام شعرانی فرماتے ہیں کہ جس طرح مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید لازم ہے اسی طرح مُرید کو ایک ہی پیر سے وابستہ رہنا لازم ہے۔

(۱۵) مُرید کو چاہئے کہ اپنے زمانہ کے تمام مشائخ کے ساتھ نیک گمان رکھے اور اپنے شیخ ہی کے دامن سے وابستہ رہے اور تمام کاموں میں اُس پر اعتماد کرے اور وقت ضائع کرنے سے بچے۔ (نفاء السلافہ فی احکام البیعۃ والخلافۃ)

جو شخص اپنے شیخ کے ساتھ ان آداب کا خیال رکھے گا ان شاء اللہ جلد گوہر مقصود (قربِ الٰہی) کو پالے گا۔ اے اللہ ہمیں بھی مریدین باصفا کے ذوق سے بہرہ ور فرما اور اپنے نیک بندوں کی معیت و محبت سے نواز۔ آمین

مُریدوں کے لئے ہدایات :

۔ مُرشِد کامل تلاش کرو' فوراً اُس کے مُرید ہو جاؤ' گناہ معاف ہو جائیں گے۔ ایک وسیلہ پیدا ہو جائے گا' آئندہ گناہوں کے کرنے میں رُکاوٹ پیدا ہو جائے گی اور بیعت کے وقت جو عہد کئے ہو اس پر پابند رہو۔ وہ عہد مُرشد سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے کئے ہو۔ مُرید کا اس عہد سے پھر جانا ایسا ہی ہے کہ اہل ظاہر کا دِین سے پھر جانا یعنی مُرتد ہو جانا۔

۔ حصولِ فیض کے لئے مُرید میں استعداد و قابلیت کا ہونا ضروری ہے مٹی میں جتنا جذب کرنے کا مادّہ ہوگا اتنا ہی پانی کھنچے گی۔ بلب میں جتنی قوت ہوگی اتنی ہی روشنی دے گا۔

۔ **المرءُ مع من احب** (حدیث) جس کو دُنیا میں زیادہ دوست رکھو گے قیامت میں اسی کے ساتھ رہو گے۔ اپنے مُرشد کو سب سے زیادہ محبوب رکھو' جنت میں اُن کے ساتھ رہو گے۔

۔ **من احبَّ شیئا اکثر ذکرہ** (حدیث) جس کو زیادہ محبوب رکھیں اُس کا ذکر بھی زیادہ کریں۔ مُرید کو اکثر مُرشد کا خیال رہے۔ اسی کو یاد کرے' اُس کا تصور کرے۔

۔ مُرشد کا وسیلہ لیکر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اثنائے وعظ میں فرمایا: جب تم دُعا مانگو تو مجھے وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے مانگو۔

۔ مُرشد نائب رسول اللہ ﷺ ہے۔ اس لئے اللہ اور رسول کے بعد اپنے مُرشد کو سب سے زیادہ بزرگ سمجھے۔ اگر کوئی وَلی اللہ درجہ میں اپنے مُرشد سے بھی بڑھکر ہو تو اپنے مُرشد سے زیادہ اُن کو محبوب نہ رکھے۔

۔ مُرشد کی صحبت کو بہت غنیمت سمجھے۔ جتنا وقت بھی مُرشد کے ساتھ یا مُرشد کی خدمت میں گذرے بہتر ہے۔

۔ اپنے مُرشد کے اوصاف (زہد وتقویٰ، علم وفضل اور خوبیاں) دوسروں سے بیان کرے تاکہ وہ بھی سلسلہ بیعت میں داخل ہوکر راہِ راست پر آ جائیں اور اللہ والے بن جائیں۔

۔ یہ یقین کرلے کہ مُرشد کی رضامندی میں میری دُنیوی اور دِینی ترقی ہے۔

۔ اپنا خواب مُرشد کے سوا کسی اور کے سامنے بیان نہ کرے۔ اگر مُرشد دُور ہو تو کسی قابل ہستی سے بیان کرسکتا ہے۔

۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت خلوص اور محبت سے کرو۔ اس میں زیادہ ثواب ہے۔ اللہ کی محبت دِل میں پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے مُرید ہونے کی غرض وغایت بھی محبتِ الٰہی ہے۔

تعظیم اور دَست بوسی :

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ، سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ تعظیم کے لئے کھڑی ہوجاتیں **فاخذت بیدہٖ وقبلتہٗ واجلستہٗ فی مجلسھا** اور وہ آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر چومتیں اورانہیں اپنی جگہ پر بٹھاتیں اور جب سیدہ آستانہ رسالت ماب پر حاضر ہوتیں **واخذ بیدھا وقبلھا واجلسھا فی مجلسہ** تو آپ بھی اُن کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ، مدارج النبوۃ، حجۃ اللہ البالغہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور پُرنور ﷺ کے دَست مبارک کو بوسہ دیا ہے۔ (ابن ماجہ باب مصافحہ)

حضرت ذراع بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، مگر ہم اس سے پہلے آپ کو نہیں پہچانتے تھے۔ کسی نے کہا، یہ اللہ کے

رسول جلوہ گر ہیں۔ **فاخذنا بیدیہ ورجلیہ فقبلنھما** تو ہم نے حضور ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو پکڑ کر بوسہ دیا۔ (الادب المفرد)

معلوم ہوا کہ سرکار دو جہاں ﷺ کی تعظیم وتکریم کرنا صحابہ کی سُنّت ہے اور آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینا بھی صحابہ کی سُنّت ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ جب روضہ پاک پرصلوٰۃ وسلام کے لئے حاضر ہوتو ہاتھ باندھ کر ایسے کھڑے ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔

(عالمگیری باب زیارت قبر النبی کتاب الحج)۔

ان احادیث مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ بزرگوں کے ہاتھ اور پاؤں کو چومنا جائز ہے۔ مُرید کے لئے مُرشد سے بڑا کون ہوسکتا ہے۔ مُرشد کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا' استقبال کے لئے جانا' مُرشد کے ہاتھوں اور پاؤں کو چومنا' کپڑوں اور تسبیح وجائے نماز کو چومنا اور اُن کی عزت کرنا جائز ہے۔

شجرہ خوانی کے فوائد :

اولیائے کرام اور مُرشدوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ مُرید کرنے کے بعد ایک شجرہ عنایت کرتے ہیں۔ اس میں اُن کے سلسلہ کے بزرگوں کے وسیلہ سے دُعا طلب کی جاتی ہے۔ روزانہ یا ہفتہ میں یا مہینہ میں کم از کم ایک مرتبہ اس کو پڑھنا چاہئے۔ پڑھتے وقت یہ عقیدہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کا وسیلہ لینے کی وجہ ضرور میری دُعا قبول فرمائے گا۔ ممکن ہے کہ کسی نہ کسی بزرگ کی توجہ سے اس کے مشکلات دُور ہوجائیں' تنگی فراخی سے بدل جائے۔

(سلسلہ اشرفیہ چشتیہ قادریہ میں داخل ہوکر بیعت وارادت کا شرف حاصل کرنے والے (مُریدین) اپنا شجرہ مکتبہ انوار المصطفیٰ سے حاصل کریں)

الغیاث الغیاث یا غیاث العالمین غوث اعظم بندۂ قدرت نما کے واسطے
دونوں عالم کی شرافت بخش دے مولٰی مجھے اشرف سمناں مرے غوث الوریٰ کے واسطے
آنکھ میں دے نور، میرے رزق میں دے برکتیں عبدالرزاق نورعین اولیاء کے واسطے
جس طرف دیکھوں نظر آئے مجھے اشرف کا نور حضرت اشرف حسین اشرف نما کے واسطے
ہم پہ احمد کا ہو سایہ ہم پہ اشرف کا کرم سیدی مختار اشرف باصفا کے واسطے
ایک اختؔر کیا ہے سارے سُنّیوں کو بخش دے یاالٰہی شافعِ روزِ جزا کے واسطے
(اختؔر : حضور شیخ الاسلام کا تخلص ہے)

شجرہ خوانی سے متعدد فوائد ہیں :

- رسول اللہ ﷺ تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ
- صالحین کا ذکر کہ موجب نزول رحمت ہے
- نام بنام اپنے آقایانِ نعمت کو ایصال ثواب کہ اُن کی بارگاہ سے موجب نظر عنایت ہے
- جب یہ اوقات سلامت میں اُن کا نام لیوا رہے گا وہ (بزرگان سلسلہ) اوقات مصیبت میں اُس کے دستگیر ہوں گے۔ (احکام شریعت)

شجرۂ نسب حضور شیخ الاسلام

(بزبان اُردو منظوم)

بخش دے یا رب شفیعِ دوسرا کے واسطے **سَرور وسیّد محمد مصطفٰے** کے واسطے
یا الہٰ العالمین نارِ جہنم سے بچا فاطمہ کے واسطے مشکل کُشا کے واسطے
برگزیدہ کر عمل کو اور ایماں کو حسن سبط اکبر اس حَسن کے اجتبا کے واسطے
دیدے تو بزم حسیناں میں مجھے دوہرا مقام اس مثنائے حَسن کی ارتقا کے واسطے
میں رہوں اللہ کا بندہ کھرا بے ریب وعیب سیّد عبداللہ محض الاولیاء کے واسطے
یاالٰہی دیکھ لوں مَیں بھی تو جلوہ طور کا شاہ موسیٰ الجون نور الاصفیا کے واسطے
یا الٰہی بندگی کا تاج زیبِ سَر رہے سیّد عبداللہ عبد بے ریا کے واسطے
جلوۂ وحدت رہے سرمایۂ قلب ونظر شاہ موسیٰ پیکرِ صدق وصفا کے واسطے

یاالٰہی مجھ کو دیدے نغمۂ داؤد بھی   سیّدی داؤد خوشخو خوش نوا کے واسطے
یاالٰہی مرتے دَم تک رکھ محمد کا غلام   حضرت سیّد محمد کی ولا کے واسطے
زندگی وہ دے کہ جس پر کہہ پڑیں سب زندہ باد   سیّدی یحییٰ کی شانِ جانفزا کے واسطے
اپنی ہر ہر سانس میں اللہ کا بندہ رہوں   سیّد عبداللہ جیلی کی ادا کے واسطے
نفسِ بَد کو مار کر پاجاؤں مَیں پوری صلاح   میرابوصالح بڑے جنگ آزما کے واسطے

الغیاث الغیاث یا غیاثَ العالمین   **غوث اعظم** بندۂ قدرت نما کے واسطے
دِین کا ہو تاج سَر پر رزق میں ہوں برکتیں   تاج دین اس عبدالرزاق اولیاء کے واسطے
دِین کا ناصر بنا اور دِین کا کردے عمود   اس عماد الدین نصر الاتقیا کے واسطے
نصرتِ دینِ محمد میں رہوں مَیں عمر بھر   شاہ بونصر اس محمد کی ضیاء کے واسطے
دِین کی تلوار دیدے زندگی بھر ہاتھ میں   سیف دین یحییٰ کے زہد واتقا کے واسطے
آفتاب دینداری ہو جبین میں جلوہ گر   شمس دین جیلی کی تنویر وضیا کے واسطے
ہوبلندی دِین وایمان کو مرے پوری نصیب   اس علاؤ الدین علی کی ارتقاء کے واسطے
ماہ کامل دین کا کردے بہ اندازِ حَسن   بدر دین شاہ حسن کی ہر ضیاء کے واسطے
نام احمد ہو زباں پر شانِ عباسی کیساتھ   سید ابوالعبّاس احمد بے ریا کے واسطے
مَرتے دم بس یاغفورُ یا غفورُ کا ہو ذکر   سیّد عبدالغفور حق آشنا کے واسطے
آنکھ میں دے نور میرے رزق میں دے وسعتیں   **نورِ عین عبدِ رزاق** اولیاء کے واسطے
میری دُنیا ہو حَسیں اور میرا عقبٰی ہو حَسیں   شہ حسن سردار بزم اتقیا کے واسطے
دِل میں عشقِ محمد لب پہ ہو حمدِ خدا   شہ محمد اشرفِ شاہ ہدیٰ کے واسطے
میرا سَر ہو اور سودائے محمد مصطفیٰ   حضرت سیّد محمد اولیاء کے واسطے
یاالٰہی نفسِ بَد پر مجھکو دے فتح مبین   سیّد بوالفتح جیسے بے ریا کے واسطے
دونوں عالم سے غنی کردے مجھے بندہ نواز   شاہ عثمان صاحب ملک غنا کے واسطے
اے مرے رحمٰن ہر دل میں بنا مجھکو عزیز   اس عزیز ذات رحمٰن کے علا کے واسطے
یاالٰہی مجھ میں بھر دے دِین کا حُسن وَجمال   شہ جمال الدین کے صدق وصفا کے واسطے
دِل محمد پر فدا ہو سَر میں ہو سَودائے غوث   اس محمد غوث کے حُبِّ و ولا کے واسطے

اے خدا تیری نوازش ہر گھڑی مجھ پر رہے شہ نواز اس صاحب جود وسخا کے واسطے
یاالٰہی عمر بھر خاکِ دَرِ اشرف رہوں اس تراب اشرف کے زہد بے ریا کے واسطے
مست کردے مست رکھ اور اپنے مستوں میں اُٹھا حضرت سیّد قلندر کی ولا کے واسطے
یا اللہ العالمین منصب مرا کردے بلند سیّد منصب علی کی ارتقاء کے واسطے
ہر گھڑی مجھ پر الٰہی تیرا ہو فضل وکرم سیّد فضل حسین بے ریا کے واسطے
نذر کردوں اشرف سمناں کو اپنی جان ودِل نذر اشرف کی حکیمانہ ادا کے واسطے
وہ محدث وہ فقیہ عصر وبحرالعلوم ہاں اسی شمس ہدیٰ کی ہر ضیاء کے واسطے
ایک اختر ہی کیا سب مومنوں کو بخشدے مصطفٰے اور مرتضٰی اور مجتبٰی کے واسطے

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن

تصورِ شیخ :

مری خواہش نہیں کہ قیس وہ آئین مل جائے نہ کوئی خوبروزلفی مھہ وپروین مل جائے
شراب ساقئی بے خود سے بس تسکین مل جائے لئے ہاتھوں میں جامِ وصل محی الدین مل جائے

اللہ تعالیٰ کا فیض ہم پر اُس وقت تک نہ ہوگا جب تک ہمارے دِل میں عشقِ رسولﷺ اور محبتِ شیخ پیدا نہ ہو۔ اسی لئے تصورِ شیخ کی بڑی اہمیت ہے اور اسی سے مُرشد کے قلب پر وَارد ہونے والی تجلیات مُرید کے قلب پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔ تصور میں لذت اُسی وقت پیدا ہوتی ہے جب کسی سے عشق ہو۔ عبادتِ الٰہی میں لطف اُسی وقت آ سکتا ہے جب ہم ساری دُنیا کے خیالات سے کٹ کر اُس کے تصور اور محبت میں کھو جائیں۔ اسی لئے حدیثِ میں آیا ہے کہ عبادت اس طرح کرو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو، اگر ممکن نہ ہو تو تصور کرو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔

تصورِ شیخ سے مُرشدوں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ مُریدوں کو خیالات کے اِدھر اُدھر جانے سے رُوکیں اور کثرت کے تصور سے وَحدت کی طرف لے آئیں۔ دیکھی ہوئی چیزوں کا تصور کرنا آسان ہے۔ اُن دیکھی چیزوں کو خیال میں جمانا اور اُن کا تصور

کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ اس لئے پہلے دیکھی ہوئی چیز یعنی شیخ کا تصور کراتے ہیں۔ جب اس تصور میں وہ کامل ہو جاتے ہیں اور تمام خیالات ایک ہی طرف آ جاتے ہیں تو بآسانی فنافی اللہ کے درجے کی جانب رہبری کی جا سکتی ہے۔

حضرت شاہ شرف الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:

'وہ مُرید جو اپنے پیر کے جمال کا عاشق ہے ایک لمحہ حجاب روا نہیں رکھتا'

اللہ اور رسول سے سچی محبت رکھنے والا مُرید ہر وقت' ہر لمحہ اپنے شیخ کے تصور میں مست رہتا ہے۔ ہر وقت اپنے آپ کو اس بارگاہ میں پاتا ہے۔ خدا کی موجودگی کا یقین اس کو اس طرح ہوتا ہے گویا وہ خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

رئیس المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

'تصورِ شیخ سے یہی ہوتا ہے کہ طالب کو بجز تصورِ شیخ کے چارہ نہیں کیونکہ اللہ جل شانہ کو اس عالم میں دیکھنا ممکن نہیں اور صورتِ انسان کامل مظہرِ کمالاتِ اللہ تعالیٰ ہے'

سلطانِ دکن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک حالتِ نماز میں تصورِ شیخ نہ ہوگا اُس وقت تک عبادت بھی نامکمل ہوگی۔

تصوف کا کمال رکھنے والے اپنے مُریدوں کو پہلے شیخ کا تصور دِلاتے ہیں پھر اُن کو اللہ تعالیٰ تک پہنچا کر عارف بنا دیتے ہیں۔ اگر عرفان کے درجہ پر نہ بھی پہنچے تو کم از کم اتنا فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ مراقبہ میں' نماز میں خیالات کی پراگندگی سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ بھی بہت غنیمت ہے کہ نماز میں سکون ملتا ہے۔ توجہ قائم رہتی ہے۔ تصورِ شیخ شرک نہیں ہے۔ اگر تصورِ شیخ اس خیال سے ہو کہ یہ اللہ اور رسول کی راہ بتاتا ہے اور اسی وجہ سے اس سے محبت کرتا ہوں تو یہ سُنّت ہے اور نیکوں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے اور یہ استدلال بہت ہی واضح اور جلی ہے اور تمام بزرگوں کا اسی پر عمل ہے۔ (ابن کثیر)

بابِ تصوف میں شیخ کی صحبت و معیّت کو اہمیت اسی لئے دی گئی ہے۔ ان نفوس قدسیہ کی صحبت طالبانِ حق وصداقت کی زندگی کی تعمیر میں مؤثر کردار ادا کرتی ہے اور دوسرے اس کی بنیاد پر اُن کے لئے رُوحانیت کے اعلیٰ مدارج تک پہنچنا آسان ہوجاتا ہے۔ انسان کی طبیعت کے بناؤ اور بگاڑ میں جس قدر صحبت کا دخل ہے اتنا اثر اور کسی چیز میں نہیں۔ صحابہ کرام کی ساری فضیلت اور اُن کی عظمت و کمال کا راز اسی بات میں ہے کہ اُن کو پیغمبرِ اسلام نبی آخر الزماں احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی صحبت ایمان وعقیدت کے ساتھ حاصل ہوئی تھی۔ اگر کسی کو یہ صحبت حاصل نہیں تو وہ ایمان وعمل کے خواہ کتنے اونچے درجے پر کیوں نہ فائز ہو بہ اتفاقِ اُمّت اُسے کسی صحابیِ رسول کے بالمقابل نہیں کھڑا کیا جاسکتا۔ حضرات صوفیہ نے اسی اُصول کے پیشِ نظر طریق کا مدار صحبت پر رکھا ہے اسی لئے یہ حضرات کہتے ہیں کہ جس شخص کو کوئی دینی کمال اور تقویٰ کا حُسن و جمال حاصل کرنا ہو وہ کسی صاحبِ کمال اور متقی وخوش خصال کو تلاش کرے اُس سے عقیدت ومناسب ہو تو اُس کی صحبت میں رہے۔

بزرگانِ دِین کی اس صحبت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو مشائخینِ کرام کی صحبت ومعیّت کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنالینا چاہئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سرکار دو عالم ﷺ سے جس قدر عقیدت ومحبت تھی اُس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے تھے۔ اس رابطہ شیخ اور صحبتِ شیخ کی بنیاد پر وہ تمام صحابہ سے افضل و برتر گردانے گئے اور 'ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا' جیسے گران قدر الفاظ سے اُن کی جناب میں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اسی صحبت اور رابطہ کی سبب حضور ﷺ نے فرمایا: **ماصب الله فی صدری شیئا الا صببة فی صدر ابی بکر** جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا وہ سب کچھ میں نے ابو بکر کے سینے میں ڈال دیا۔

صحبتِ شیخ ہو یا بروجہ رابطہ تصورِ شیخ دونوں ہی محبتِ خداوندی اور قربِ الٰہی کے باعث ہیں اور طالب کا قلب انوارِ الٰہی اور تجلیاتِ ربّانی کا مرکز بن جاتا ہے۔ انہیں نفوسِ قدسیہ کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

خیارکم الذین اذا رُوا ذکر الله اچھے وہ لوگ ہیں جن کے دِیدار سے اللہ یاد آجاتا ہے۔ (ابن ماجہ) حدیث کی روشنی میں وَلی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔

اس حدیثِ مبارک کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ شیخ کی تصویر کھینچ کر سامنے رکھ لی جائے یا دِیواروں پر آویزاں کر دی جائے اور نیّت یہ ہو کہ اس سے اللہ کی یاد آئے گی اور خیر و برکت کی بارش اور انوار و تجلیات کا نزول ہوگا۔ یہ تصوّر سَراسَر حرام اور خلافِ شرع ہے۔ بابِ تصوف میں تصورِ شیخ بروجہ رابطہ شیخ کی مثال خانہ کعبہ کی طرح ہے جو خالق اور مخلوق کے درمیان عبادت کے لئے رابطہ کا کام کرتا ہے کیونکہ نورِ خدا کا نزول دو ہی جگہ ہونا ثابت ہے۔ ایک بیت اللہ اور دوسرے قلب عبداللہ میں۔ ایک حدیث قدسی میں اس مفہوم کو دوسرے انداز میں بیان کیا گیا ہے' حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بلندی و پستی میں نہیں سما سکتا اور نہ ہی میں زمین و آسمان میں سما سکتا ہوں' ہاں میں مؤمنین کے دِلوں میں سما سکتا ہوں۔

انسان خدا کا نائب ہے۔ انسان خدا کا خلیفہ ہے۔ انسان صاحب عرش الٰہی ہے۔ **قلب المومن عرش الله** مومن کا دل عرش الٰہی ہے۔

تصورِ شیخ بروجہّ رابطہ جسے برزخ بھی کہتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا قریب ترین راستہ ہے۔اس لئے اکابر علماء نے اس کے صرف جواز کا ہی فتویٰ نہیں دیا ہے بلکہ اسے عملِ مستحسن قرار دیا ہے۔ تصورِ شیخ کا طریقہ بتاتے ہوئے امام الہند حضرت شاہ وَلی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' شفاء العلیل' میں فرماتے ہیں :

'جب مُرشِد اُس کے پاس نہ ہوتو اُس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریقِ محبت اور تعظیم کے تو اُس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اُس کی صحبت فائدہ دیتی ہے' (شفاء العلیل)

جن راستوں سے طالبِ حق، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے اُن کا تفصیلی ذکر حضرت شاہ وَلی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ' میں کیا ہے۔انہیں راستوں میں ایک راستہ تصورِ شیخ بھی ہے۔ الطریق الثالث کے تحت تصورِ شیخ کے تعلق سے بڑی معرکۃ الآراء بحث کی ہے۔آخر میں نتیجہ کے طور پر لکھا ہے:

'تجھے چاہیئے کہ شیخ کی صورت خیالی کو محفوظ رکھ کر قلبِ صنوبری کی طرف متوجہ ہو، یہاں تک کہ اپنے نفس سے غیبت اور فنا ہاتھ آئے' (الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)

جب تک مُرید پر تصورِ شیخ غالب رہتا ہے وہ تمام گناہوں سے بچا رہتا ہے۔ شیخ کی عظمت کے سبب سے کسی بدخیال کا آنا ہی امرِ محال ہے پھر جب شیخ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ شیخ کی رُوحانیت کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے لہذا جو انوار و برکات شیخ پر نازل ہوتے ہیں اُن سے مُرید بھی بہ قدرِ حوصلہ فیضیاب ہوتا ہے۔ جب شیخ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور مُرید اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو شیخ کی ظاہری و باطنی نعمتوں سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اگر مُرید متوجہ نہ ہو تو جذبہ عشق شیخ کا رائیگاں جاتا ہے۔ تصورِ شیخ قائم کرنے سے تمام خیالاتِ نفسانی اور شیطانی سے مُرید محفوظ رہتا ہے۔ بہرکیف تصورِ شیخ کی تعلیم جملہ سلاسل اولیائے کرام میں پائی جاتی ہے اور جملہ مشائخِ طریقت کا اس پر اتفاق ہے کیونکہ اس کی اساس محبت پر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہما الرحمۃ والرضوان نے تصورِ شیخ کو بارگاہِ الٰہی تک پہنچانے والا قریب ترین راستہ بتایا ہے۔

مظہرِ امام اعظم اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں: 'یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اُس کے قلب کے نیچے تصور کر کے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت سے فیوض وانوار قلبِ شیخ پر فائض ہوتے اور اُس سے چھلک کر میرے دِل میں آرہے ہیں'

ان تفصیلات کی روشنی میں بڑے وثوق کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے تصورِ شیخ بلاشبہ انمول دولت ہے جس کا حقدار وہی شخص ہے جس کا دِل ودماغ بغض وحسد' کینہ اور نفسانی توہمات سے پاک ومنزہ ہو اور سینہ بے کینہ الفتِ خداوندی کا مرکز اور محبتِ نبوی کا مدینہ ہو۔

صحبتِ شیخ ' رابطہ شیخ ' تصورِ شیخ اور فنا فی الشیخ قربِ خداوندی حاصل کرنے کے مختلف ذرائع اور راستے ہیں۔ ان کے علاوہ اعمالِ خیر وخیرات اور جسمانی ومالی عبادات بھی اہم ذرائع ہیں لیکن اکابر علمائے سلف کے بقول تمام راستوں سے زیادہ اقرب ترین راستہ شیخ کی صحبت' شیخ کا تصور اور شیخ کی یاد ہے۔

عالمِ نزع میں شیخِ کامل کی توجہ : امام فخر الدین رازی اور ضرورتِ شیخ

علماء اور اولیاء (مشائخ) دونوں کے تعلق اتنے گہرے ہیں کہ ایک کے بغیر دوسرے کا کام نہیں چلتا۔ ایمان عالمِ دین سے ملتا ہے' مگر ایمان کی حفاظت اولیائے کرام سے ہوتی ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ' علماء کے شاگرد ہوتے ہیں۔ اولیاء (مشائخ) علماء سے علم حاصل کرتے ہیں اور یہ علماء' اولیاء سے بیعت ہوتے ہیں (مُرید ہوجاتے ہیں)۔ یہ دونوں جماعتیں گویا اعمال وایمان کے دو بازو ہیں جیسے پرندہ دونوں بازوؤں کے بغیر نہیں اُڑ سکتا' ایسے ہی ہمارے اعمال ان دو جماعتوں کی مدد کے بغیر بارگاہِ رب العالمین تک نہیں پہنچ سکتے' یہ دونوں جماعتیں زندگی کی گاڑی کے

دو پہیے ہیں۔ علماء اور اولیاء دونوں میں ایسا رابطہ ہو گیا کہ نہ وَلی کہہ سکے کہ ہمیں عالم کی ضرورت نہیں' اور نہ ہی عالم کہہ سکے کہ ہمیں وَلی کی ضرورت نہیں۔ ☆☆☆

ہم نے تو ایک موقع پر ایک زبردست عالم کا حال دیکھا ہے۔ اپنے وقت کا بہت بڑا امام' بہت بڑا مفکر' بڑا مفسر' اپنے وقت کا بڑا ہی ذی علم جس کو صاحبِ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے آپ جانتے ہیں۔ ایک ایسا وقت آ گیا تھا کہ انھیں بھی اپنے مُرشد کی ضرورت ہو گئی تھی۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ سوچتے رہے کہ ساری چیزوں کا مقصد یہ ہے کہ ایمان کی حالت پر موت آئے اور جب آخری وقت آئے گا تو شیطان مختلف دلائل دے کر ایمان سے ہٹانے کی کوشش کرے گا اُس وقت جواب کیسے دوں گا؟ توحید پر دلائل جمع فرماتے رہے اور سیکڑوں دلیلیں رکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود واحد ہے۔ جب انسان کا نزع کا وقت قریب آتا ہے تو شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ کسی طریقہ سے مرنے والے کا ایمان ضائع کیا جائے کیونکہ اس وقت جو ایمان سے پھر گیا' تو پھر کبھی نہ لوٹے گا' چنانچہ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت قریب آیا تو نزع کی حالت میں شیطان اپنے فریبی دلائل کے ساتھ پوری قوت سے آ گیا' توحید کے دلائل سمجھنا چاہتا ہے۔ کہنے لگا: اے رازی! تم نے بڑی بڑی' موٹی موٹی کتابیں لکھیں ہیں اور بہت سی فلسفیانہ موشگافیوں کا جواب دیا ہے' تم نے عمر بھر مناظرے کیے' بتاؤ خدا کے ایک ہونے کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ کیا تم نے خدا کو پہچانا؟ توحید سے ہٹانے کی کوشش شروع کر دیا۔ آپ نے کہا تو کیا ہٹائے گا میرے پاس دلیلیں ہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک خدا ایک ہے۔ اُس نے کہا' اس پر دلیل؟ آپ نے دلیل پیش کی۔ شیطان نے دلیل رَد کر دی اور وسوسوں کی یلغار کر دی اور آپ کو سوال کر کے پریشان کرنے لگا۔ وہ دلیل دیتے جارہے ہیں وہ کاٹتا جارہا ہے۔ آخر میں امام رازی کی جھولی

بھی خالی ہوتی جارہی ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ دلیل دیتے چلے جارہے ہیں حتیٰ کہ آپ نے تین سو ساٹھ دلیلیں پیش کیں' شیطان نے سب ہی رد کردیں۔ سوالات کے جواب دیئے مگر اس کی تشفی کسی طرح نہ ہوسکی۔ وہ دلیل مانگتا جارہا ہے اور یہ سخت پریشانی میں مایوس ہوتے جارہے ہیں کہ اب کیا کیا جائے ۔آخرکار اُس نے ایسی بات کہی جس سے اُن کی ساری دلیلیں تو ختم ہوگئیں۔ اب شیطان امام فخر الدین رازی سے ایمان چھیننے کے درپے تھا وہ ڈر گئے کہ کہیں خاتمہ خراب نہ ہوجائے۔ اُدھر تقریبا (۳۰۰) میل کے فاصلے پر اُن کے پیر حضرت پیر نجم الدین کبریٰ رضی اللہ عنہ مسجد میں وضو فرمارہے تھے۔ آپ اپنے کشف سے اس پریشانی کے منظر کو ملاحظہ فرمارہے تھے کہ اچانک آپ نے جلال میں آکر اپنا لوٹا دیوار پر مارا اور وہیں سے اشارہ کیا' رازی کیوں الجھ رہا ہے' کیوں نہیں کہتا کہ میں خدا کو بلا دلیل مانتا ہوں۔ پھر دلیلِ توحید دی ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اللہ ایک ہے۔ امام فخر الدین رازی کی زبان سے بھی اس وقت یہی جملہ نکلا اس طرح خاتمہ ایمان اور توحید پر ہوا۔ یہ بات امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تک رُوحانی طریقے سے فوراً پہنچ گئی۔ اتنا کہہ دینا تھا کہ شیطان چلا گیا اور یوں اُن کی شیطان سے خلاصی ہوئی'اس لئے کہ کوئی بلا دلیل مانتا ہے تو کیا کوئی حجت کرے۔ جب مُریدوں نے حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے لوٹا دیوار پر مارنے کا سبب پوچھا تو انھوں نے امام رازی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' اگر وہ مزید شیطان کے سوالوں کا جواب دے دیتے تو اُن کا ایمان خارج ہوجاتا ...... لہٰذا میں نے اُن کو یہاں سے ہی متنبہ کردیا کہ تم خدا کو بے دلیل مان لینے کا اقرار کرو۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ایک جید عالم کے ایمان کا تحفظ کرلیا اور ایک کامل مُرشد کا ہی کام ہے کہ وہ باطنی طور پر اپنے مُرید کا تحفظ اور نگرانی کرے۔ آج بھی دلیلیں مانگی جاتی ہیں جو علماء صالحین سے ثابت ہیں

اور اولیاء کاملین سے ثابت ہیں اور اہل علم کی کتابوں سے ثابت ہیں۔ ان نظریات کے لئے دلیل مانگی جاتی ہے۔ جب دلیل دی جاتی ہے تو اس میں شک ڈالا جاتا ہے۔ کیا ہی اچھا جواب ہوتا کہ اگر تم بھی دلیل مانگنے والوں سے کہد و کہ دلیل تو علماء کا منصب ہے، ہم تو بلا دلیل ہی مانتے ہیں۔

اس لئے کہ حدیث **ماراہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن** جس کو مومنین اچھا کہدے وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

دیکھو ! تم بھی کبھی دلیل کے چکرّ میں نہ پھنسنا، دلیل دینا کام ہے مفتیوں کا۔ دلیل دینا کام ہے عالموں کا۔ دلیل دینا کام ہے شیخ الحدیث کا۔ جس کو دلیل لینا ہے اُس کو چاہئے کہ مفتی سے جا کر دلیل لے۔ جس کو دلیل لینا ہے وہ عالم سے جا کر دلیل لے۔ جس کو دلیل لینا ہے محدث سے جا کر دلیل لے۔ جس کو دلیل لینا ہے مفسر سے جا کر دلیل لے۔ عوام دلیل دینے کا محل نہیں ہیں۔ دلائل کتابوں سے ملتے ہیں، نظریات موروثی ہوا کرتے ہیں۔ اب کوئی کسی جاہل سے دلیل مانگے تو پتہ چلا کہ خود جاہل ہے۔ اگر وہ پڑھا لکھا ہوتا تو دلیل پڑھے لکھے لوگوں سے مانگتا، علم والوں سے مانگتا۔ ہم اپنے سیدھے سادھے مسلمانوں کو یہ ہی مشورہ دیں گے کہ تم سے جب کوئی پوچھے کہ اس کی کیا دلیل ہے صالحین جو اعمال کرتے چلے آرہے ہیں اور بزرگان دین کے اعمال جو تمہیں موروثی طور پر ملے ہیں اُن کے تعلق سے اگر کوئی پوچھے تمہارے پاس کیا دلیل ہے تو کہدینا ہم ان کو بلا دلیل صحیح مانتے ہیں اور جب یہ کہو گے تو شیطان بھی بھاگ جائے گا۔ دوسرے کیوں نہ بھاگیں گے۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

صاحبِ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسے علم و عمل کے جبلِ عظیم کو بھی حضرت پیر نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کی ضرورت ہے۔ مُریداپنے شیخ کامل سے

بے نیاز نہیں ہوسکتا ......شیخِ کامل کی توجہ اور فیض ہی سے وہ رُوحانی منزلیں طے کرتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھے اچھے لوگوں کو بھی شیطان آخری مرحلہ میں بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔اس لئے کوشش کریں کہ اللہ والوں سے ملتے رہیں اور دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان کی حالت پر فرمائے۔ (آمین)

مُرید اپنے شیخ کامل سے بے نیاز نہیں ہوسکتا ......شیخِ کامل کی توجہ اور فیض ہی سے وہ رُوحانی منزلیں طے کرتا ہے۔

(☆) خواب کی کیفیت کا مشاہدہ :

قلائد الجواہر کے مصنف حضرت علامہ شیخ محمد بن یحییٰ حنبلی کا ارشاد ہے کہ تمام فقہاء اور فقراء کا اجماع ہے کہ بغداد شریف میں چار ایسے اولیاء گزرے ہیں جو اپنی زندگی میں قسم قسم کے محیر العقول تصرفات فرماتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ فرمادیا کرتے تھے : (۱) شیخ عبدالقادر جیلانی (۲) شیخ احمد رفاعی
(۳) شیخ علی بن ابی نصر ہیتی (۴) بقا بن بطو۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

حضرت شیخ علی بن ابی نصر ہیتی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ خاص حضور سیدنا غوث اعظم) ایک دن حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وعظ میں حاضر تھے۔ ناگہاں اُن پر نیند کا غلبہ ہوگیا تو ایک دَم حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے منبر سے اُتر کر مودبانہ اُن کے پاس کھڑے ہوگئے۔ جب حضرت علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو عرض کیا کہ اے غوث اعظم ! مجھے ابھی ابھی خواب میں حضور اقدس ﷺ کا دیدار حاصل ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں اسی لئے تو میں ادب کے ساتھ منبر سے اُتر کر تمہارے پاس کھڑا ہوگیا تھا۔ تمہیں خواب میں دیدار نصیب ہوا اور میں بیداری میں دیدار پُر انوار سے سرفراز ہوا۔ (بہجۃ الاسرار)

(☆) حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں 'یہ بات مشہور ہے کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں مُریدوں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے شیخ ! ہمیں کوئی ایسی نصیحت فرمائیے جس سے ہمارے دِلوں کو راحت اور سکون نصیب ہو۔ آپ نے اُن کی درخواست قبول نہ فرمائی اور فرمایا کہ جب تک میرے شیخ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں' میں کوئی نصیحت نہیں کرسکتا۔ یہاں تک کہ آپ ایک رات سو رہے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے جنید ! لوگوں کو نصیحت کی باتیں کہا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کلام کو ایک عالَم کی نجات کا سبب بنا دیا ہے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو دِل میں خیال پیدا ہوا کہ میرا درجہ شاید میرے شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے درجہ سے بڑھ گیا' اسی لئے تو حضور ﷺ نے مجھے وعظ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی بھیجا کہ جب جنید (رحمۃ اللہ علیہ) نماز ادا کرلے تو اُسے کہو کہ مُریدوں کے کہنے سے تم نے انہیں کوئی نصیحت نہ کی اور مشائخ بغداد کی سفارش بھی تو نے رَد کردی اور میں نے پیغام بھیجا تب بھی تم نے وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری نہ کیا۔ اب حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اُن کے حکم کی تعمیل ضرور کرنا چاہئے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے شیخ کے اس ارشاد کے بعد میرے دِل میں جو اپنے درجے کی بلندی کا خیال پیدا ہوا تھا وہ نکل گیا اور مجھے معلوم ہوگیا کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ میرے تمام احوال ظاہر و باطن سے آگاہ ہیں اور انہی کے صدقے مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا ہے اور آپ کا درجہ میرے درجہ سے بہت بلند ہے کیونکہ آپ میرے اسرار پرآگاہ ہیں اور میں آپ کے احوال سے بالکل بےخبر ہوں۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے خیال سے استغفار کیا اور پھر آپ سے پوچھا کہ

آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خواب میں اپنی ملاقات کا شرف بخشا اور مجھے فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ نے جنید کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نصیحت کریں تا کہ بغداد والوں کی مُراد پوری ہو۔ اس حکایت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مُرشد جس حالت میں بھی ہو اپنے مُریدوں کے حالات سے آگاہ ہوتا ہے' (کشف المحجوب)

سلطان الہند اور مُرشدِ حق کی جستجو :

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نوار کو کیا علم کی کمی ہے؟ سلطان الہند خواجہ غریب نواز کے آستانے پر کیا ریاضت و مجاہدے کی کچھ کمی ہے؟ مگر وہ خواجہ اجمیری جو خواجہ خواجگان ہیں وہ خواجہ اجمیری جس نے اسلام کی بنیادیں ہندوستان کے اندر مضبوط جما دی ہیں' وہ خواجہ اجمیری' وہ تقویٰ کا جبل عظیم' وہ علم کا ایک بہترین صحراء' عشق کا ایک طویل وعریض ریگستان' وہ بحرِ ذخار مگر ایسے علم و تقویٰ کے سمندر کو بھی حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی ضرورت ہے۔

﴾☆☆ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ علم دین سے فراغت حاصل کرنے کے بعد رُوحانی علوم کی جستجو میں نکلے جس کے مراکز اس وقت عراق و حجاز میں قائم تھے جہاں صوفیاء صالحین اولیاء اللہ جیسی مقتدر ہستیاں بادۂ وحدت کے متوالوں کو سرشار کر رہی تھیں۔ حضرت غریب نواز پیر کامل کی تلاش میں شرق کا رُخ کیا اور قصبہ ہارون میں وارد ہوئے جہاں ہادی طریق ولایت' واقف رموز ہدایت' منبع احسان حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کے میخانہ معرفت میں داخل ہوئے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے خواجہ غریب نواز کو دیکھا اور غریب نواز نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کو دیکھا۔ اس سے پہلے دونوں نے ایک دوسرے کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ فرمایا: بہت دیر کر دی' تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔

انتظار ختم ہوا۔ آپ کی نگاہ سے اللہ نے سارے پردے اُٹھا دیئے۔ حضرت خواجہ کے قلب پر نگاہ وِلایت پڑی' آتے ہی آپ مُرشد کامل کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور اُن کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز بیعت کے واقعہ کو اس طرح بیان فرماتے ہیں: ایسی صحبت میں جہاں بڑے بڑے معظم مشائخ حاضر تھے میں بڑے ادب واحترام سے حاضر ہوا۔ اپنے جبین نیاز کو خم کر دیا' حضرت مُرشد کامل نے فرمایا' دو رکعت نفل نماز ادا کرو' میں نے حکم کی تکمیل کی۔ فرمایا قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھ جائیں' میں ادب سے قبلہ کی طرف رُخ کر کے بیٹھ گیا۔ پھر ارشاد ہوا' سورۂ بقرہ پڑھ۔ میں نے خلوصِ نیّت سے پوری سورۂ بقرہ پڑھی۔ پھر فرمایا ساٹھ مرتبہ **سبحان اللہ** کہو۔ میں نے اس کی بھی تکمیل کی۔ ان مدارج کے بعد حضرت مُرشد اعظم خود اُٹھ کھڑے ہوئے' میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لیا' آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا: میں نے تجھے خدا تک پہنچا دیا۔ ان امور کے بعد حضرت قبلہ نے ایک خاص قسم کی ٹوپی میرے سر پر رکھ دی اور اپنی خاص کمبل مجھے اُڑھائی اور فرمایا بیٹھ' میں فوراً بیٹھ گیا۔ پھر فرمایا ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ۔ میں نے ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھا' تب فرمایا کہ ہمارے مشائخ کے طبقات میں بس یہی ایک شب روز کا مجاہدہ ہے۔ جا اور کامل ایک دن اور ایک رات مجاہدہ کر۔ اُن کے حکم کے مطابق میں نے پورا ایک دن اور رات عبادت الٰہی نماز و اطاعت میں بسر کی۔ دوسرے دن حاضر ہو کر روئے نیاز زمین پر رکھا تو ارشاد ہوا بیٹھ جا۔ میں ادب سے بیٹھ گیا' پھر ارشاد ہوا اُوپر دیکھ۔ میں نے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی' مُرشد کامل نے دریافت فرمایا کہاں تک دیکھا۔ میں نے عرض کیا' عرش معلّٰی تک' پھر ارشاد ہوا' نیچے دیکھ۔ میں نے آنکھیں زمین کی طرف کی' پھر حضرت نے وہی سوال کیا' کہاں تک دیکھا؟ میں نے عرض کیا حضور تحت الثریٰ تک۔ حکم ہوا پھر ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ اور پھر جب میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی تو فرمایا معین الدین آسمان کی طرف دیکھ اور بتا کہ کہاں تک دیکھ لیا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور حجابات عظمت تک۔ اب فرمایا' آنکھیں بند کر' میں نے بند کر لی۔

ارشاد فرمایا: اب کھول دے۔ میں آنکھیں کھول دی۔ حضرت مُرشد کامل نے اپنی دونوں انگلیاں میری نظر کے سامنے کی اور پوچھا کیا دیکھا؟ عرض کیا اٹھارہ ہزار عالم دیکھ رہا ہوں۔ جب حضرت نے میری زبان سے یہ کلمہ سُنا تو ارشاد فرمایا۔ بس تیرا کام ہو گیا' پھر ایک اینٹ کی طرف دیکھ کر فرمایا اُسے اُٹھا۔ میں نے اُٹھایا۔ اس کے نیچے سے کچھ دینار نکلے۔ فرمایا: انھیں لے جا اور درویشوں میں خیرات کر دے۔ (انیس الارواح)

قارئین کرام : اب ان لوگوں کے لئے مقام عبرت ہے جو اولیاء اللہ کی طاقت وقوت اور کشف وکرامت سے انکار کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز از خود لکھتے ہیں مجھے میرے پیر کامل حضرت عثمان ہارونی نے اس وقت اجازت فرمائی جب کہ میں تحت الثریٰ سے لیکر عرش معلیٰ تک اور عرشِ معلیٰ سے لیکر فرش تک دیکھنے لگا۔ اب اس مقام پر آپ غور کریں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کوئی نبی نہیں اور نہ ہی صحابی ہیں' بلکہ حضور نبی مکرم ﷺ کے غلاموں کے غلام اور حضور ﷺ کے وصال ظاہری کے پانچ سو سال بعد دُنیا میں تشریف لائے۔ تو جب حضور ﷺ کے غلاموں کے غلاموں کے غلام کی یہ شان ہے کہ فرش پر رہ کر عرشِ اعظم کا مشاہدہ کر رہے ہیں تو پھر سرورِ کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نگاہِ بصارت کا عالم کیا ہوگا؟

شہزادۂ حضور غوث اعظم مخدوم الملت محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

غیب کیا چیز ہے ! دیکھ آئے ہیں وہ غیب الغیب
یعنی وہ ذات جو مشہور ہے سبحان اللہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں :

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کڑوڑوں درود

شہنشاہِ بغداد سیدنا غوث الثقلین اور ضرورتِ شیخ

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سَروں سے قدم اعلیٰ تیرا

اے غوثِ اعظم آپ کا درجہ کیا خوب بلند ہے' بڑے بڑے سَروں (مرتبے) والوں سے بھی آپ کا قدم مبارک بہت ہی اونچا ہے' آپ کا مرتبہ مبارک تمام اولیاء واقطاب وابدال کے مراتب سے بلند و بالا ہے اس لئے کہ جملہ اولیاء کرام آپ کے پاؤں کے نیچے ہیں۔

ایک دن حضور غوث اعظم نے اپنے وعظ میں برسر منبر یہ فرمایا کہ **قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ** یعنی میرا قدم ہر وَلی کی گردن پر ہے چنانچہ آپ کی زبانِ مبارک سے یہ اعلان سُن کر اُس وقت تین سو تیرہ (۳۱۳) صاحبانِ حال اولیاء اللہ جو مجلسِ وعظ میں حاضر تھے سب نے اپنا اپنا سَر جھکا دیا اور عرض کیا **بَلْ عَلٰی الرَّاسِ وَالْعَیْنِ** یعنی اے غوث اعظم آپ کا قدم ہماری گردنوں ہی پر نہیں بلکہ آپ کا قدم تو ہمارے سَروں اور ہماری آنکھوں پر ہے اور اُن بزرگوں نے اپنے کشف سے یہ بھی دیکھا کہ تمام روئے زمین کے اولیاء آپ کے فرمان پر اپنی اپنی گردنیں جھکائے کھڑے ہیں۔ یہ وہ وقت تھا کہ آپ کے قلب مبارک پر تجلیات ربّانیہ کا نزول ہو رہا تھا اور بارگاہِ رسالت سے عطا کیا ہوا خلعتِ کرامت اولیاء کرام کے اژدحام میں فرشتے آپ کو پہنا رہے تھے۔ شیخ مکارم علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس وقت اولیاء کرام نے یہ مشاہدہ فرمایا کہ قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا اور غوثیت کا تاج آپ کے سرِ اقدس پر رکھا گیا جس کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اس طرح ارشاد فرمایا :

کسانی خلعة بطراز اعزم وتوجنی بتیجان الکمال

میرے رب نے مجھے اولوالعزمی اور بلند ہمتی کی خلعت پہنائی اور فضل وکمال کا تاج میرے سر پر رکھ دیا ہے۔

طُبُوْلی فی السماء والارض دُقت وشاؤس السعادة قد بدٰلی

زمین وآسمان میں میری شان کے نقارے بجتے ہیں اور نیک بختی کے نقیب میرے روبرو حاضر رہتے ہیں۔

انا الجیلی محی الدین اسمی واعلامی علی راس الجبالِ

میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا نام ہے اور میرے اقبال کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

فرماتے ہیں **وعزتی ربی ان السعدآء والاشقیاء یعرضون علیَّ وان عینی فی اللوح المحفوظ وانا غائصٌ فی بحار علم الله** (زبدۃ الاسرار وبہجۃ الاسرار)

مجھے رب العزت کی قسم! بیشک سعدا اور اشقیاء مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری آنکھ لوح محفوظ میں دیکھتی ہے۔ میں علم الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔

نیز فرمایا: **نظرت الی بلاد الله جمعًا کخردلةٍ علی حکم اتصالی**

میں نے اللہ تعالیٰ کے سارے شہروں کو یوں دیکھا ہے جیسے رائی کا ایک دانہ ہو (قصیدہ غوثیہ)

فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِی بِحَارٍ لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

اگر میں اپنا راز دریا پر ڈال دوں تو اس کا پانی زمین میں جذب ہو کر خشک ہو جائے۔

منبع فیض بھی ہے مجمعِ افضال بھی ہے مہرِ عرفان کا منور بھی ہے عبدالقادر

سیدنا حضور غوث اعظم تمام فیوضِ الٰہیہ کے منبع ہیں اور خاندانی نسبت وشرافت سے بزرگیوں اور بڑائیوں کا مجموعہ بھی ہیں اور علومِ الٰہی کے آفتاب میں آپ ہی کے نور کی روشنیاں چمکتی ہیں۔

حضورغوث اعظم خود ہی اپنے خداداد اختیارات وتصرفات کا بیان اپنی زبان سے فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ :

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِی　　وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

اللہ کے تمام بلاد وامصار میرے زیر اقتدار اور فرماں بردار ہیں اور میری یہ حکومت میرے تصفیہ قلب کے پہلے ہی سے ہے یعنی میں پیدائشی وَلی اور صاحبِ تصرف ہوں۔

وَمَا مِنْھَا شُھُوْرٌ اَوْ دُھُوْرٌ　　تَمُرُّوْ تَنْقَضِیْ اِلَّا اَتٰی لِیْ

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَأْتِیْ وَیَجْرِیْ　　وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

جومہینہ اور سال گزرتا ہے وہ میرے پاس حاضر ہوتا ہے اور مجھے ان تمام باتوں کی خبریں دیتا ہے جو اس مہینے اور سال میں ہونے والی ہوتی ہیں تو تم میرے اس بیان میں شک کر کے جھگڑا نہ کرو۔ ☆☆☆

بتاؤ ہم لوگ کہتے ہو کہ نہیں کہتے ہو :

غوث اعظم بہ منِ بے سروساماں مددے　　قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے
ماگدائیم تو سلطان دو عالم ہستی　　شاہ شاہاں مددے شاہ گدایاں مددے

وہ غوث جس نے ایک عالم کیف کے اندر کیا کیا باتیں ارشاد فرمائیں :

ولو القیت سرّی فی جبال　　لدُکّت واختفت بین الرمال
ولو القیت سری فوق میت　　لقام بقدرة المولیٰ تعالی

اگر میں اپنی توجہ کو پہاڑ پر ڈال دوں، پہاڑ ریگستان کی صورت میں تبدیل ہو جائیں، اگر میں اپنی توجہ مُردے پر ڈال دوں تو مُردہ زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے۔ اگر میں اپنی توجہ کو کائنات پر ڈال دوں تو کائنات ریزہ ریزہ ہو۔

ذرا سا دیکھو وہ غوث ہی نہیں بلکہ غوث اعظم ہیں، صرف عراق کے امام نہیں نہ صرف عجم کے امام بلکہ اس وقت وہ امام زمانہ ہیں۔ حضرت امام عسکری کے عہد سے امام مہدی کے عہد تک سارا زمانہ میرے غوث کا زمانہ ہے۔ وہ غوث جس کا قدم مبارک اولیاء کرام کی گردنوں پر نظر آرہا ہے۔

بتاؤ سیدنا غوث اعظم کے پاس کس چیز کی کمی ہے؟ کیا رُوحانیت کی کمی ہے؟ کیا تقویٰ کی کمی ہے؟ کیا ریاضت کی کمی ہے؟ کیا مجاہدے کی کمی ہے؟

ایسے غوث کو بھی حضرت شیخ ابوسعید مخرمی رضی اللہ عنہ کی ضرورت ہے۔

اللهم صل علٰى سيدنا محمد وعلٰى آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه

اولیائے کاملین اور مُرشدینِ حق کی جستجو :

ذرا دیکھو ! غوث بھی پیر بنا رہے ہیں۔ خواجہ بھی پیر بنا رہے ہیں۔ آقائے نقشبند بھی پیر بنا رہے ہیں۔ مولائے سہرورد بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت بابا فرید گنج شکر بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت بندہ نواز گیسودراز بھی پیر بنا رہے ہیں۔

یہ علم وعمل کے بحر بیکراں بھی کسی کے محتاج نظر آرہے ہیں۔ کسی کے دامن سے وابستہ دِکھائی پڑھ رہے ہیں۔ آج لوگ پوچھتے ہیں کہ پیری مریدی کہاں جائز ہے؟ ذَرا سوچیں کہ جب اُن اولیائے کاملین کو ضرورت ہے تو ہم جیسے کم علم، بے عمل اور ناقص افراد کو ضرورت نہیں ! اصل میں بات دوسری ہے۔ پیری مریدی کے سلسلہ میں اُنھیں یہ خیال پیدا کیوں ہوا؟ بات دراصل یہ ہے کہ بزرگان دین کے دامن سے وابستگی نے بارگاہ رسالت سے مضبوط رشتہ ملا دِیا ہے تو شیطان کو فکر لگی ہوئی ہے

اس کڑی کو کیسے کاٹا جائے۔ شیطان نے اس وابستگی کے مضبوط رشتہ کو کاٹنے کا طریقہ یہ نکالا کہ پیری مریدی کی مخالفت اُن کے ذہنوں میں ڈال دو، تاکہ یہ کسی دربار میں نظر ہی نہ آئیں۔

اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

سچّوں کا حال : یہ سچوں کا بھی عجیب حال ہے۔ بعض لوگ بات سچی کہتے ہیں مگر خود جھوٹے ہوتے ہیں۔ اب عہدِ رسالت میں پہنچئے، رسول کی بارگاہ میں منافقین آئے تھے اور آکر کتنی سچی بات کہی تھی کہ اے اللہ کے رسول ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ سچی بات ہے کہ نہیں؟ کتنی سچی بات ! اللہ بھی جانتا ہے مگر یہ جھوٹے ہیں۔ خیانت، جھوٹ، عہد شکنی، بدزبانی یہ منافقین کی خصلتیں ہیں۔

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ﴾ (المنٰفقون/ ۱) بے شک منافق قطعی جھوٹے ہیں۔

معلوم ہوا کہ کلمہ سچا ہے، بعض کلمہ پڑھنے والے جھوٹے ہیں۔ روزہ سچا ہے مگر بعض روزہ رکھنے والے جھوٹے ہیں۔ حج سچا ہے مگر کتنے حاجی جھوٹے ہیں۔ معلوم ہوا سچّے عمل کے اندر بھی کچھ جھوٹ ہے۔ سچّے عمل کا رُوپ لے کر بھی کچھ لوگ جھوٹے ہیں۔ اُن جھوٹوں سے تو ضرور بچنا چاہئے۔

حجرِ اُسود کی گواہی : ایک حدیث نظر کے سامنے سے گذری تو میں حیرانی میں پڑھ گیا کہ حجرِاسود ایمان والوں کے ایمان کی گواہی دے گا، منافقین کے نفاق کی گواہی دے گا، کافروں کے کفر کی گواہی دے گا۔ یہ حجرِاسود پتھر ہے، ذرا سنبھل کے جانا۔ جو چھپاؤ گے وہ اُسے چُھپا دے گا۔ میں یہ سوچنے لگا کہ حج کرنے جاتا کون ہے؟ کیا یہودی جاتا ہے؟ کیا عیسائی جاتا ہے؟ کیا مجوسی جاتا ہے؟ کیا مشرکین عجم جاتے ہیں؟ اے حجرِاسود ! تو کس کے کفر کی گواہی دے گا؟ جواب ملے گا کہ

کچھ لوگ ایمان واسلام کے پردہ میں کفر چھپا کے آتے ہیں' یہ اُن ہی کے کفر کی گواہی دے گا۔ اس لئے کہا گیا: ﴿وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ﴾ سچّوں کے ساتھ ہوجاؤ۔

عہدرسالت سے لے کرآج تک افسادکواصلاح کا نام دینے کاتسلسل :

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ ۙ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۙ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ﴾ (البقرہ/۱۲)

اور جب کہا جائے اُنھیں کہ مت فساد پھیلاؤ زمین میں تو کہتے ہیں ہم ہی تو سنوارنے والے ہیں۔ ہوشیار! وہی فسادی ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔ (ضیاءالقرآن)

نام نہاد اصلاح کے پردے میں فساد انگیزی : ہر زمانہ میں مفسدین کا یہی حال رہا ہے جولوگ دین میں نئی نئی بدعات پیدا کرتے ہیں اور نئے نئے مذاہب ایجاد کرتے ہیں اور الحاد اور بے دینی کی تحریکات چلاتے ہیں وہ اپنی مخترعہ بدعات' مذاہب اور تحریکات کونہایت خوش نما اورخوبصورت نام دے دیتے ہیں' جیسے محبت اہلبیت کے نام پرتعزیہ داری' ماتم اورسَب صحابہ (صحابہ کرام کوگالیاں کہنے) کی بدعات نکل آئیں ہیں اورتوحید کے نام پرانبیاءعلیہم السلام اوراولیاءکرام کی شان اورعظمت کوکم کیا جاتا ہے اور جب ان لوگوں کا محاسبہ کیا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کررہے ہیں' اہل بیت کی عظمت اجاگر کررہے ہیں اورشرک کومٹارہے ہیں۔

مسلمانوں میں جس قدر باطل فرقے' الحادی تحریکیں' متشدد وسازشی جماعتیں اورمتکبر قیادتیں معرضِ وجود میں آئی ہیں اُن کا ہمیشہ یہی دعوی اورنعرہ رہا ہے کہ ہم مسلمانوں کی اصلاح چاہتیں ہیں۔ مسلمان اپنے عقائد واعمال کے لحاظ سے تباہ ہوچکے ہیں اس لئے ہماری کاوش انہیں اعتقادی اورعملی گمراہیوں سے نجات دلاکرصحیح اسلامی راہ پرگامزن کرنا ہے۔کسی نے بھی خود سے بڑھ کرکسی اورکومصلح (Reformer)

تصور نہیں کیا۔ نتیجۃً ایسی تحریکیں کئی مسلمانوں کو اصلاح احوال کے دلکش اور دلفریب نعروں کی جاذبیت کے باعث اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں اور دین حق کی صحیح راہ سے بہکانے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہر کوئی ظاہراً دعوتِ اصلاح دے رہا ہو تو حق و باطل میں امتیاز کا معیار کیا ہوگا؟ قرآنِ کریم نے صحیح ایمان کا ایک معیار رکھا ہے ﴿ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاس ﴾ اے لوگو ایمان لاؤ جیسا لوگ ایمان لائے۔ لوگوں سے مراد صحابہ کرام ہیں۔ صحابہ کرام کا ایمان ایک معیار بن چکا ہے جس کا ایمان اُن حضرات کی طرح ہو تو وہ مومن ہے ورنہ نہیں۔

کیا یہ حقیقت نہیں ؟ اللہ کے دِین کی دعوت اور تبلیغ کے بہانے اُمت مسلمہ کو اپنے ایک مرکز سے جدا کرنے کی سعی ناپاک کی جارہی ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ احوالِ اُمت کی اصلاح کے بہانے اُمت میں فساد کا بیج بویا جارہا ہے؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ غلامی مصطفی ﷺ کے جذبات کو معاذ اللہ شخصیت پرستی کا نام دیا جارہا ہے؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ فروغِ دین کے حوالے سے محبت رسول سے خالی لٹریچر کی ترویج و اشاعت کو خدمتِ دین کا نام دیا جارہا ہے؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ آج بزرگانِ دین سے نفرت رکھنے کی تلقین کی جارہی ہے؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان تمام ناپاک عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اُمت مسلمہ پر شرک اور بدعت کے فتوے لگائے جارہے ہیں؟

یہ کون لوگ ہیں ؟ یہ وہ لوگ ہیں جو عبداللہ بن اُبی (منافق)، عبداللہ ابن سبا (یہودی) اور ذوالخویصرہ تمیمی (خارجی) کی معنوی اولاد ہیں جنہیں چاروں طرف شرک ہی شرک نظر آتا ہے۔ یہ وہ ظالم ہیں جن کے دِلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت کا نام ونشان تک نہیں اور نہ حضور ﷺ کی اُمت کا دَرد ہے۔

سچّوں کی پہچان : یہ سمجھنا بڑا مشکل ہوتا ہے کہ سچا کون ؟ جھوٹا کون ؟ فسادی کون ہے؟ اصلاحی کون ہے؟ اس نقطہ کو غور کرو تو بات سمجھ میں آئے گی۔ فساد کرنے والے اور اصلاح کرنے والے آلات ایک جیسے ہوتے ہیں۔ جس چیز سے فساد کیا جاتا ہے اُسی چیز سے اصلاح بھی کی جاتی ہے۔ اسی لئے پتہ نہیں چلتا کہ فسادی کون ہے اور اصلاحی کون ہے؟ اگر ہم اپنا گھر بنانا چاہتے ہیں تو پھاوڑا چلاتے ہیں۔ کوئی ہمارا گھر اُجاڑنے کے لئے آئے تب بھی پھاوڑا چلاتے ہیں۔ تو پتہ نہیں چلتا کہ یہ پھاوڑا آیا کس لئے ہے؟ اس لئے پھاوڑے کو بُرا نہ کہنا۔ یہ دیکھنا کہ پھاوڑا چلانے والا کون ہے۔ پہلے ہاتھ کا پہچاننا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر تلوار کو اچھا کہیں کہ بُرا کہیں؟ تلوار کو کچھ نہ کہو۔ تلوار کہیں آفت ہے' کہیں رحمت ہے' تلوار کہیں عذاب ہے تو کہیں نعمت ہے۔ یہ تلوار اگر چنگیز کے ہاتھ میں ہو تو عذاب الٰہی ہے' ہلاکو کے ہاتھ میں ہو تو فتنہ ہے' یہ تلوار ہٹلر کے ہاتھ میں ہو یا حجاج ابن یوسف کے ہاتھ میں ہو یا کسی جابر و ظالم کے ہاتھ میں ہو تو تلوار سے زیادہ بُری چیز کوئی نہیں۔ مگر یہی تلوار حیدرِ کرار کے ہاتھ میں ہو' یہی تلوار خالد سیف اللہ کے ہاتھ میں ہو' یہی تلوار فاروق اعظم کے ہاتھ میں ہو' یہی تلوار صدیق اکبر کے ہاتھ میں ہو تو یہ امن قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ تلوار کو بُرا نہ کہنا' دیکھنا کہ چلانے والا کون ہے۔

قلم اگر کسی کافر کے ہاتھ میں ہو تو کفر اُگلتا ہے۔ مشرک کے ہاتھ میں ہو تو شرک بولتا ہے۔ منافق کے ہاتھ میں ہو تو نفاق پھینکتا ہے۔ کسی بدتہذیب اور تخریب کار کے ہاتھ میں ہو تو مخرب اخلاق کلمات نکالتا ہے۔کتنا بُرا یہ قلم ہے' کس قدر قابلِ عتاب یہ قلم ہے ...... ،مگر یہی قلم اگر سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہو' یہی قلم اگر حضرت عبدالرحمٰن جامی کے ہاتھ میں ہو' اگر یہی قلم شیخ سعدی کے ہاتھ میں ہو' یہی قلم حافظ شیرازی کے ہاتھ میں ہو' یہی قلم امام احمد رضا کے ہاتھ

میں ہو تو عشق کے دریا بہاتا ہے' علم و عرفان کے موتی لٹاتا ہے۔ قلم کو بُرا نہ کہنا۔ دیکھنا ! یہ قلم ہے کس کے ہاتھ میں ہے۔ بگاڑنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے بنانے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

ایک قرآن کے ماننے والے (73) کیسے ہو گئے ؟

قرآن مجید' اللہ تعالیٰ کا کلام اور مقدس کتاب ہے۔﴿ **هُدًى لِّلنَّاسِ** ﴾ سارے انسانوں کے لئے رُشد و ہدایت کا منبع ہے۔ قرآن دینِ اسلام کا سرچشمہ' دعوت وارشاد کا مصدر' علم و عرفان کا خزانہ اور اپنے بے شمار کمالات و محاسن کے ساتھ پوری دُنیائے باطل کے لئے چیلنج ہے۔ قرآن مجید اکمل واضح ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی پوری رہنمائی انجام دیتا ہے اور زندگی کے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ ﴿**ونزلنا عليكم الكتب تبيانا لكل شيئى**﴾ ہم نے تم پر کتاب ہر چیز کا روشن بیان بنا کر اُتاری' یعنی قرآن میں ہر چیز کا واضح بیان موجود ہے۔ قرآن مجید میں اوّلین وآخرین کا علم ہے' قرآن مجید اوّلین وآخرین کا رہنما اور رہبر ہے۔ قرآن مجید میں ماضی کی خبریں' مستقبل کی پیشنگوئیاں اور حال کے لئے مکمل رہنمائی ہے یہ ایک فیصلہ کن اور باوقار کتاب ہے۔ قرآن مجید روشنی ہے نور ہے' سامان نجات ہے۔ دِلوں کے زنگ کا علاج ہے۔ وہ اللہ کی مضبوط رسّی ہے' نور مبین ہے' ذکرِ حکیم اور صراط مستقیم ہے۔ قرآن مجید میں کمی وزیادتی محال و ناممکن ہے۔ ☆☆☆﴾

ایک بات یہ بتاؤ کہ قرآن تو ہدایت ہی کے لئے آیا ہے ......مگر...... کتاب ایک' قبلہ ایک' رسول ایک' دین ایک۔ ماننے والے (73) کیسے ہو گئے؟ تو آپ یہ کہیں گے کہ کتاب بھی ایک ہے' خدا بھی ایک' رسول بھی ایک' قبلہ بھی ایک' دین بھی ایک ...... مگر پڑھانے والے (73) ہونے کے سبب' ماننے والے بھی (73) ہو گئے۔ تو معلوم ہوا کہ اگر پڑھانے والا غلط ہے تو تم قرآن بھی پڑھ کر گمراہ ہو جاؤ گے۔

﴿**یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا**﴾ اس سے بہت سے لوگ گمراہ بھی ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ ہدایت بھی پاتے ہیں۔

قرآن سے گمراہی کیسے؟ آپ خیال کرو کہ قرآن سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور قرآن ہی سے لوگ ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ یہی قرآن تم ملحد وَ دہریے سے پڑھو تو دہریے ہو جاؤ گے۔ یہی قرآن کسی قادیانی سے پڑھو گے تو قادیانی ہو جاؤ گے۔ یہی قرآن کسی رافضی سے پڑھو تو رافضی ہو جاؤ گے۔ یہی قرآن کسی خارجی سے پڑھو تو خارجی ہو جاؤ گے۔ یہی قرآن کسی معتزلی سے پڑھو تو معتزلی ہو جاؤ گے۔ یہ ہی قرآن کسی قدریہ سے پڑھو تو قدری ہو جاؤ گے۔ یہی قرآن کسی جبریہ سے پڑھو تو جبری ہو جاؤ گے۔ یہی قرآن کسی باطنیہ سے پڑھو تو باطنی ہو جاؤ گے اور یہ ہی قرآن کسی عاشقِ رسول سے پڑھو گے تو عاشق ہو جاؤ گے۔

دِین کہاں ملے گا؟ قرآن پڑھنے سے پہلے دیکھنا یہ ہے کہ پڑھانے والا کون ہے؟ یہی تو لوگ نادانی کررہے ہیں کہ بے دِینوں سے دِین حاصل کرنے جارہے ہیں۔ بتاؤ کہ اگر تمہارے پاس دولت نہیں ہے تو کیا میں تم سے دولت لے سکتا ہوں؟ اگر تمہارے پاس سونا نہیں ہے تو کیا میں تم سے سونا لے سکتا ہوں؟ اگر تمہارے پاس علم نہیں ہے تو کیا میں تم سے علم لے سکتا ہوں؟ اگر تمہارے پاس ہنر نہیں ہے تو کیا میں ہنر لے سکتا ہوں؟ اگر تمہارے پاس فن نہیں ہے تو کیا میں تم سے فن لے سکتا ہوں؟ تو لیتے وقت دیکھو کہ جو لینا ہے وہ اُس کے پاس ہے کہ نہیں۔ جب یہ بات واضح ہو چکی کہ جس کے پاس دولت نہیں، اُس سے دولت نہیں مل سکتی۔ جس کے پاس علم نہیں، اُس سے علم نہیں مل سکتا۔ جس کے پاس فن نہیں، اُس سے فن مل نہیں سکتا۔ جس کے پاس ہنر نہیں، اُس سے ہنر مل نہیں سکتا۔ اب یقین کرلو کہ جس کے پاس دِین نہیں، اُس سے دین ہرگز نہیں مل سکتا۔ یہ کیا بات ہے علم لینے کے لئے علم والے کو تلاش کرو، فن لینے کے لئے فن

والے کوتلاش کرو، دولت لینے کے لئے دولت والے کوتلاش کرو۔ اور دِین لینے کے لئے بے دین کے پیچھے چلو! یہ کہاں کا انصاف ہے؟ تمہیں دِین ملے گا تو وہیں ملے گا جہاں دین ہو۔ قرآن جیسی بہترین کتاب اگر تم غلط لوگوں سے پڑھو گے تو بے دین ہو جاؤ گے۔

فلسفہ کی تعلیم : میں نے میرے جدِّ کریم، شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت امام العارفین شبیہ غوث الثقلین محبوب ربّانی سید شاہ علی حسین اشرفی میاں جیلانی قدس سرہٗ کے قائم کردہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں تعلیم حاصل کی ہے۔ دس سال تک فلسفہ اور منطق کی کتاب پڑھی، جب کہ میرا شعور بھی بیدار نہیں ہوا تھا، بالکل میری تختی سادہ اور میں نے اپنے اُستاذ سے فلسفہ کا کورس پورا کیا۔ ذرا سا آپ خیال کریں فلسفہ میں کیا ہے؟ افلاطون کے خرافات، سقراط کے نظریات، بوعلی سینا کی واہیات باتیں۔ فلسفہ میں کفر ہے، کفر الحاد ہے، زندیقی ہے اور کیا ہے؟ الٰہیات کا باب اُٹھا کر دیکھو ارتداد کے سوا فلسفہ کے اندر کچھ نہیں۔ مگر بتاؤ اتنی خراب کتاب ! جس میں ارتداد ہی ارتداد ہو ہم نے جب اپنے عالم سے پڑھا ہم مرتد نہ ہو سکے، ہم ملحد ہو ہی نہ سکے، ہم زندیق ہو ہی نہ سکے۔ معلوم ہوا بُری کتاب اپنوں سے پڑھو تو نہیں بھٹکو گے اور قرآن جیسی کتاب غیروں سے پڑھو گے تو بھٹک جاؤ گے۔ بات یہ ہے کہ ہمارا عالم جب فلسفہ کی کتاب ہمیں پڑھاتا تھا تو پہلے فلسفہ کو مسلمان بناتا تھا پھر پڑھاتا تھا اور دشمن رسول قرآن پڑھاتا ہے تو پہلے قرآن کو دشمن رسول بناتا ہے پھر پڑھاتا ہے۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح وقلم تیرے ہیں

اے ایمان والو ! ایمان کا تقاضا یہی ہے دِین ودُنیا کی بھلائی اسی میں ہے کہ تم ہر حال میں اللہ تعالٰی سے ڈرتے رہو' تقویٰ اختیار کرو' یہ تقویٰ تمہاری زندگی کو سہل وآسان بنادے گا' تمہارے ظاہر و باطن کو حسین وجمیل کردے گا کہ مومن کے لئے اس سے بہتر کوئی دوسرا زیور نہیں ہوسکتا' نیز اپنے تقویٰ کی بقاء کے لئے' اُس کے تحفظ کے لئے' اُس کی نشو ونما کے لئے' اُس میں اضافہ کے لئے صادقین کا ہاتھ پکڑلو' اُن کے مُرید بن جاؤ کہ یہ لوگ اللہ کے محبوب بن چکے ہیں۔ اللہ اُن کے تقویٰ کا محافظ ہوگیا ہے' اللہ ہی کے فضل وکرم اُن کے مراتب دن بدن بلند ہورہے ہیں۔ اُن کے دامن سے وابستگی' اُن کی ارادت اور اُن سے عقیدت تمہاری دُنیا وآخرت میں ترقی' عزت وعظمت کی ضمانت بنے گی' اُن کے غلام بن کر تم آقا بن جاؤ گے۔ اگر تم انہیں قائد مان لو گے تو دُنیا والوں کے قائد بن جاؤ گے۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتیں ہیں تقدیریں کوئی اندازہ کرسکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا
یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی کہ عارفوں کا مقام ہے بادشاہی
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں سے بصیرت ہو تو دیکھ اُن کو یہ
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنے آستینوں میں
اگر خاموش رہوں تو تو ہی سب کچھ ہے جو کچھ کہا تو تیرا حُسن ہوگیا محدود

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمِیْن
وَصَل اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبہٖ اَجْمَعِیْن

دیکھتے ہی خدا یاد آ گیا

الحمد لله الذی جعل الافلاک والارضین والصلوٰۃ والسلام علیٰ من کان نبیاً واٰدم بین الماء والطین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔ أما بعدُ فقد قال الله تعالیٰ ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ﴾ (یونس/٦٣) خبردار ہو جاؤ ! یقیناً اولیاء اللہ (اللہ کے دوستوں) کو نہ کوئی خوف ہے نہ رنج وغم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیزگاری کرتے رہے۔ انھیں کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔

مجدّدِ دوراں حضور شیخ الاسلام والمسلمین سیدی ومُرشدی علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی 1974ء میں پہلی مرتبہ اپنے تبلیغی ورُوحانی دورے پر حیدرآباد دکن تشریف لائے تھے۔ اُس وقت کے حالات یہ تھے کہ شہر حیدرآباد میں وہابیت پوری شدت سے اپنی بدعقیدگی کو پھیلانے کی مذموم کوششوں میں مصروف تھی بلکہ وہ شہر کے ماحول کو مکمل طور پر متاثر بھی کر چکی تھی، عوام وہابیت کی زَد و لپیٹ میں آ چکی تھی۔ طوفان کے بعد کی خاموشی کی طرح خانقاہیں سُنسان ہو چکیں تھیں۔ علماء ومشائخینِ دکن مایوسی اور ستم ظریفی کے مظاہرے کر رہے تھے، وہ ہدفِ تنقید بن چکے تھے۔ اہلسنت وجماعت کے دینی مدارس، مساجد اور خانقاہوں کی بقاء دشوار نظر آ رہی تھی۔ وہابیت کے شکنجے اور چنگل سے نکلنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اُن مایوس کن حالات میں محی الدین (سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ) کی آل نے حیدرآباد کے لاکھوں مسلمانوں کو اپنے عالمانہ وعارفانہ خطبات اور رُوحانی فیضان سے وہابیت کی بدعقیدگی سے بچا لیا۔ حضور شیخ الاسلام کے خطبات کی تاثیر کا یہ عالم ہو گیا کہ لاکھوں سامعین دُور دُور سے آپ کے خطبات سننے کے لئے آنے لگے اور بدعقیدگی سے توبہ کرنے لگے۔ حضور شیخ الاسلام کے تبلیغی ورُوحانی دَورے مسلسل ہوتے رہے جس سے خوش عقیدگی کی فضاء بحال ہو گئی اور شہر حیدرآباد عاشقانِ مصطفٰی ﷺ کا شہر بن گیا۔

1976ء میں جب حضور شیخ الاسلام حیدرآباد کے دورے پر تھے اُس وقت طریقت منزل

جہاں حضور شیخ الاسلام کا قیام تھا احقر (محمد یحیٰ انصاری اشرفی) بغرض ملاقات پہنچ گیا اور شرفِ بیعت کی خواہش ظاہر کیا۔ حضور شیخ الاسلام بیعت کے لئے اپنا رُومال (حبل الله) آگے بڑھا دیئے' احقر نے عرض کیا کہ حضور والا میری خواہش ہے کہ آپ کے دستِ مبارک میں اپنا ہاتھ دے کر شرفِ بیعت حاصل کروں اور حلقہ ارادت میں داخل ہوں۔ میری خواہش کے مطابق حضور شیخ الاسلام نے احقر کو یہ شرف بھی عطا فرمایا' اور حضور مخدوم المشائخ قدوۃ السالکین عارف باللہ سیدنا سید مختار اشرف اشرفی جیلانی سرکارکلاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرفِ بیعت کے اپنے واقعہ کو بھی بیان فرمایا۔

حضور مخدوم المشائخ سے شیخ الاسلام کی بیعت : حضور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ۲۶/ شوال المکرّم ۱۳۸۱ھ کو ایک رُوحانی محفل میں میرے حقیقی ماموں حضور مخدوم المشائخ سے سب لوگ آپ کے رُومال کو تھام کر بیعت وارادت کا شرف حاصل کر رہے تھے اُس وقت میرے دِل میں یہ خواہش ہوئی کہ حضور مخدوم المشائخ کے مبارک ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے کر شرفِ بیعت حاصل کروں۔ ابھی دِل ہی دِل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضور سیدی مخدوم المشائخ نے مجھے اپنے قریب بُلا کر بیٹھا لیا اور اپنے مبارک ہاتھوں میں میرا ہاتھ لے کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اب اپنی خواہش کے مطابق بیعت کریں۔ یہ ہے سیدنا ومُرشدنا حضور مخدوم المشائخ کی روشن ضمیری اور کرامت۔ حضور شیخ الاسلام کی خوش بختی کہ مُرشد بھی ملا تو عارف باللہ' وقت کا رُوحانی تاجور' مصدر فیض وکرامت اور مرجع خلائق ہے۔

ایک زمانہ صحبتِ با اولیاء　　　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضور سیّدی مخدوم المشائخ کا رُوحانی دورہ حیدرآباد : 1982ء احقر کی زندگی کا وہ اہم ترین اور ناقابل فراموش سال ہے جس میں بقیۃ السلف قدوۃ السالکین وَلی باصفا سید العارفین جانشین شبیہ غوث الثقلین' امام الاتقیاء مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی زیب سجادہ آستانہ اشرفیہ سرکارکلاں قدس سرہ سے شرفِ نیاز حاصل ہوا۔ جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے سالانہ جلسہ عطائے خلعتِ فضیلت وتقسیم اسناد کے موقع پر جلالۃ العلم

علامہ سید شاہ حبیب اللہ قادری المعروف رشید پاشاہ علیہ الرحمہ (شیخ الجامعہ۔ جامعہ نظامیہ) کی خصوصی دعوت پر حضور مخدوم المشائخ حیدر آباد تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے اُس سال کے فارغ علمائے کرام کو اسناد عطا فرمائی۔

حضور مخدوم المشائخ کی تشریف آوری کے موقع پر سکندر آباد ریلوئے اسٹیشن پر علمائے کرام' مشائخین عظام' دینی تنظیموں اور اداروں کے عہدے داروں اور ہزاروں عقیدت مندوں نے فلک گونج نعروں میں استقبال کا شرف حاصل کیا۔ جس وقت ٹرین سکندر آباد ریلوے اسٹیشن پر ٹھہری اُس وقت حضور مخدوم المشائخ خانوادے اشرفیہ کے رُوحانی تاج اور اپنے خصوصی خرقہ مبارک کو زیب تن کئے ہوئے تھے اور ہاتھ میں اپنے بابرکت رُومال کو لہرا رہے تھے تاکہ بآسانی سب پہچان لیں۔ حضور مخدوم المشائخ کے روشن و نورانی چہرے کو دیکھتے ہی سینکڑوں علمائے کرام' عقیدت مندوں اور ریلوے اسٹیشن پر موجود ہزاروں عوام نے نہ صرف آپ کو پہچان لیا بلکہ مان لیا۔ حضور مخدوم المشائخ کے چہرۂ بشریٰ پر نگاہِ اوّلین پڑتے ہی سب کو خدا یا آ گیا اور سب نے زبانِ حال وقال سے کہا کہ بخدا یہ چہرہ ایک وَلی کامل کا ہی چہرہ ہوسکتا ہے' اہلِ حق کے چہرے ایسے ہی روشن ہوتے ہیں۔ ایسا نورانی چہرہ کہ دیکھنے والے اپنے وجود کو بھول کر اُن نورانی شعاؤں میں کھوگئے۔ حدیث کی روشنی میں وَلی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ وَلی وہ ہے جس کا ظاہر شریعت سے آراستہ ہو اور باطن طریقت سے مزین ہو۔ جس جماعت میں ایسی شخصیتیں موجود ہوں یقیناً وہی جماعت حق ہے......حق ہے......حق ہے۔

حضور مخدوم المشائخ کا جامعہ نظامیہ میں قیام : حضور مخدوم المشائخ سکندر آباد ریلوئے اسٹیشن سے جامعہ نظامیہ تشریف لائے۔ لائبریری ہال میں تمام علمائے کرام' مشائخین عظام' طلبائے جامعہ نظامیہ اور عقیدت مند جمع ہوگئے' وہاں سب کا مختصر تعارف ہوا۔ مولانا سیف خالد اشرفی نے احقر کا تعارف کروایا کہ یہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی ہیں۔ جلالۃ العلم علامہ سید حبیب اللہ قادری رشید پاشاہ نے جامعہ نظامیہ میں حضور مخدوم المشائخ کے

قیام کا خصوصی بندوبست فرمایا تھا اسی لئے آپ نے اس بات کا ذکر بھی اس محفل میں کر دیا۔
اُس وقت حضور مخدوم المشائخ نے برملا تمام حاضرین کی موجودگی میں میری دلی خواہش کو جو صرف میرے دِل ہی دِل میں تھی، جس کا ذکر میں نے کسی سے بھی نہ کیا تھا آپ نے اپنی باطنی رُوحانی کیفیت سے جان کر فرمادیا کہ ان (محمد یحیٰی انصاری اشرفی) کی خواہش ہے کہ میرا قیام اُن کے ہاں (مکتبہ انوارالمصطفٰی میں) ہو۔ جامعہ نظامیہ کی دعوت پر حیدرآباد آیا ہوں اس لئے اصل قیام (رات کا قیام) جامعہ نظامیہ میں ہی ہوگا البتہ دن میں قیام محمد یحیٰی انصاری اشرفی کی قیام گاہ (مکتبہ انوارالمصطفٰی) میں ہوگا۔
اجلاس ختم ہونے کے بعد مولانا سیف خالد اشرفی نے تعجب سے دریافت فرمایا کہ آپ نے اپنی دلی خواہش کا حضرت سے کب اور کیسے اظہار فرمایا؟ سیف صاحب کے استفسار پر عرض کیا کہ جناب میں نے حضور مخدوم المشائخ سے دست بوسی کا شرف ضرور حاصل کیا لیکن گفتگو کا بالکل ہی موقع نہ ملا۔ ہاں میری دلی خواہش جو صرف میرے دِل ہی دِل میں تھی وہ حضرت نے فیضانِ مخدومی سے جان لیا اور قبول فرمالیا۔ احقر انصاری ہے اور بحمدہ تعالیٰ سلسلۂ نسب صحابیِ رسول سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ میری دِلی خواہش یہ تھی کہ جس وقت حضور نبی مکرم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے، اُس وقت حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو میزبانی اور خدمت گزاری کا شرف حاصل ہوا تھا......
حضور مخدوم المشائخ، آل نبی ہیں اور احقر آل انصار سے ہے لہذا اس انصاری کو آل نبی کی میزبانی کا شرف حاصل ہوجائے۔ حضور مخدوم المشائخ نے میری میزبانی کو قبول فرمالیا۔

حضور سیدی مخدوم المشائخ کا قیام حیدرآباد میں ایک ہفتہ رہا، اس دوران آپ صبح سات بجے سے شام سات یا آٹھ بجے تک مکتبہ انوارالمصطفٰی میں قیام فرماتے۔

نشستِ بیعت وارادت: مکتبہ انوارالمصطفٰی میں قیام کے دوران بکثرت عقیدت مندوں نے حضور مخدوم المشائخ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوکر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور سلسلہ اشرفیہ کے فیض سے بہرہ مند اور فیضانِ مخدومی سے سرشار ہوئے۔ حضور مخدوم المشائخ

کے رُوحانی فیض اور نظرِ کرم سے ایسے ایسے جو ہر وجود میں آئے جو ملت کے خطیب اور اسلام کے ادیب بن گئے۔ میری مُراد خطیبِ ملت' ادیب الاسلام مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی سے ہے۔ حضور سیدی مخدوم المشائخ نے مجھے ایسا ساتھی عطا فرمایا جس کی قلمی صلاحیتوں پر مجھے ناز بھی ہے اور زُورِ خطابت پر فخر بھی ہے۔ بیدار مغز عالم' متحرک' فعال اور اعلیٰ کردار شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ مطالعہ وتحقیق کا دائرہ اس قدر وسیع کہ یہ کتابوں کی چلتی پھرتی لائبریری ہے۔ یہ میرا مونس بھی ہے اور میرا معاون بھی ہے' میرا حوصلہ بھی ہے اور میرا رفیق بھی ہے۔ بس یہ کہہ سکتا ہوں:

جس کے دیکھے سے آجاتی ہے منہ پر رونق وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا

حضور مخدوم المشائخ کا چیلنج مباہلہ : حضور سیدی مخدوم المشائخ جس وقت حیدرآباد تشریف لائے تھے اُس وقت وہابیت اپنی پوری شدت سے اپنے عقائد باطلہ کے فروغ میں سرگرمِ عمل تھی۔ شہر حیدرآباد کی تاریخی مکہ مسجد میں پالن حقانی گجراتی کے جلسے ہو رہے تھے۔ وہ خبیث بد باطن سُنّیت کے لئے ایک چیلنج بلکہ ناسُور بن چکا تھا۔ اہلسنت وجماعت کی تنظیموں کا تاثر تھا کہ اُس کے مقابل اُن دنوں جلسے منعقد کئے جائیں تو ہمارے جلسے ناکام وفلاپ ہو جائیں گے اور عوامی تائید پالن کو حاصل ہو جائے گی۔ ہمارا ایمان ہے کہ رُوحانی طاقت نے ہمیشہ شیطانی طاقت کو پسپا کیا ہے۔ حق کو ہمیشہ سربلندی حاصل ہوتی ہے اور باطل مٹ جاتا ہے ﴿اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا﴾ (بنی اسرائیل/۸۱) بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ مکتبہ انوار المصطفیٰ نے ان نازک حالات میں شہر حیدرآباد کے مرکزی مقام مغلپورہ پلے گراونڈ پر حضور سیدی مخدوم المشائخ عارف باللہ سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کی رُوحانی سرپرستی میں عظیم الشان جلسہ میلاد النبی ﷺ منعقد کیا۔ حضور مخدوم المشائخ کی کرامت سب نے دیکھی کہ وسیع وعریض میدان تنگ دامنی کا شکوہ کر رہا تھا۔ جلسہ گاہ کے باہر بھی ہزاروں افراد دیر رات تک کھڑے پُرکیف رُوحانی منظر دیکھ رہے تھے' حضور مخدوم المشائخ کے رُوحانی ارشادات اور علمی نکات سے مجمع دم بخود رہ گیا۔ فیضانِ سیدنا

غوث اعظم جاری ہوگیا اور آل محی الدین نے مُردہ قلوب کو زندہ فرمادیا۔ سب کے قلوب عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہوگئے' حق واضح ہوگیا اور حوصلے بلند ہوگئے۔ حضور مخدوم المشائخ نے اپنے ارشادات کے دوران پالن حقانی کو للکارا اور مباہلہ کا چیلنج پیش کردیا۔ پالن حقانی سے کہا گیا کہ نادان اور کم علم عوام کو کیوں گمراہ کررہے ہو؟ اُن کے سینوں سے عشقِ مصطفےٰ ﷺ کی حرارت ایمانی کو کیوں ختم کررہے ہو؟ حق اور باطل کا فیصلہ عوام کی موجودگی میں ہی کرلیا جائے گا۔ مباہلہ کے لئے تیار ہوجاؤ۔ زہر کے دو پیالے اسٹیج پر رکھے جائیں گے' بیک وقت تم اور میں ایک ایک پیالہ اُٹھا کر پی جائیں۔ حق واضح ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو فیصل بنالیں۔ جو باطل ہوگا وہ ہلاک ہوجائے گا۔ حضور سیدی مخدوم المشائخ کے اس چیلنج پر سارا مجمع فلک گونج نعروں سے اپنی تائید وحمایت کا اعلان کیا۔ پالن حقانی اس چیلنج کو قبول نہیں کیا بلکہ راہِ فرار اختیار کرنے میں عافیت سمجھا۔

شہر حیدرآباد سے روانگی اور وداعی ملاقات : حضور مخدوم المشائخ اپنے مقررہ رُوحانی پروگرام کی تکمیل کے بعد کچھوچھہ شریف (اکبرپور) روانہ ہونے سکندرآباد ریلوے اسٹیشن تشریف لائے۔ ریلوے اسٹیشن پر ہزاروں عقیدت مندوں کا ہجوم تھا۔ ریلوے اسٹیشن کے عملے اور مسافرین نے شاید ہی ایسا رُوحانی وحسین منظر کبھی دیکھا ہوگا۔ ٹرین مقررہ وقت سے دو گھنٹے پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ ساڑھے تین بجے کا شیڈول ٹائم تھا۔ عقیدت مند مصافحہ ودستِ بوسی میں مصروف تھے۔ ساڑھے تین بج چکے تھے اور حضور سیدی مخدوم المشائخ ٹرین سے اُتر کر پلیٹ فارم پر تشریف فرما تھے۔ سارے عقیدت مند معروضہ پیش کررہے تھے کہ حضور والا ٹرین سیٹی دے رہی ہے روانگی کے لئے تیار ہے کسی بھی لمحے روانہ ہوسکتی ہے لہذا آپ ٹرین میں تشریف لائیں اور اپنی نشست سنبھال لیں۔

احقر (محمد یحییٰ انصاری اشرفی) ریلوے اسٹیشن کے باہر ٹرافک اور ہجوم میں پھنس چکا تھا' ساڑھے تین بج چکے تھے' یہ سوچ کر بہت افسوس و مایوسی ہورہی تھی کہ وداعی ملاقات نہ ہوسکے گی۔ دوڑتے دوڑتے دس منٹ کی تاخیر سے تین بجکر چالیس منٹ پر پلیٹ فارم پہونچا۔ پلیٹ فارم پر کیا دیکھتا ہوں کہ حضور مخدوم المشائخ نہایت اطمئنان سے ٹہل رہے ہیں

اور وَلی کامل کی نگاہیں مجھ حقیر وفقیر اشرفی کی منتظر تھیں۔ آپ سب کو تسلی واطمینان بخش رہے تھے کہ ٹرین ابھی روانہ نہیں ہوگی، یحییٰ انصاری اشرفی ضرور آئے گا، ملاقات ہوگی، مابعد روانگی عمل میں آئے گی۔ بہرحال دس منٹ تاخیر سے حضور مخدوم المشائخ تک پہنچ گیا۔ نہایت اطمینان سے مصافحہ، دست بوسی اور حصولِ دُعا کا شرف حاصل رہا۔ حضور مخدوم المشائخ جوں ہی ٹرین میں داخل ہوئے ٹرین چلنے لگی اور یہ کرامت سب دیکھتے رہ گئے۔

عرسِ مخدومی میں حضور مخدوم المشائخ سے شرفِ ملاقات : نومبر ۱۹۸۲ء میں احقر کو عرس مخدومی میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ خانقاہ میں شرفِ نیاز کے لئے جب فقیر حاضر ہوا تو حضور مخدوم المشائخ مُریدین وعقیدت مندوں کے کثیر ہجوم میں تشریف فرما تھے اور آپ نے ایک فاصلے ہی سے فرمادیا کہ دیکھو یحییٰ اشرفی آرہے ہیں۔ سلام وکلام اور دست بوسی کا شرف حاصل رہا۔ حضور مخدوم المشائخ اُس وقت تمام حاضرین کی موجودگی میں دورۂ حیدرآباد کی ساری تفصیل اور واقعات بیان فرمائے۔عرس مخدومی کی تقاریب کے اختتام کے بعد وداعی ملاقات کے لئے فقیر، حضور مخدوم المشائخ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ نے دُعاؤں سے خوب نوازا۔ حضور مخدوم المشائخ کی دُعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اس حقیر وفقیر عاصی کو (۲۷) برس سعودی عرب میں ملازمت کرنے کا موقع مل گیا، اس عرصے میں بحمدہٖ تعالیٰ کئی مرتبہ حج وعمروں کی سعادت اور بارگاہ رحمۃ للعالمین ﷺ میں حاضری وزیارت کا شرف نصیب ہوا۔

حضور مخدوم المشائخ کا آخری مکتوب : حضور سیدی مخدوم المشائخ کی بارگاہ میں طالب الخیر جب بھی اپنے مکتوبات کے ذریعے معروضے پیش کرتا رہا، حضور مخدوم المشائخ دُعاؤں سے مسلسل نوازتے رہے۔ حضور مخدوم المشائخ کے وصال سے کچھ ہی دن قبل جب کہ آپ حالتِ علالت میں ہاسپٹل میں زیرعلاج تھے، اُس وقت احقر کو حضور سیدی مخدوم المشائخ کے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی آپ کی آخری تحریر وصول ہوئی۔ اس آخری مکتوب میں حضور شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف صاحب اشرفی جیلانی کی

خدمات کی ستائش اور جامع اشرف کے کارناموں اور توسیعی منصوبوں کا تذکرہ ہے۔
بہت ممکن ہے احقر کا موصولہ مکتوب ہی حضور مخدوم المشائخ کی آخری تحریر ہے۔

آفتاب غروب ہوا کرتا ہے، فنا نہیں ہوتا : حضور مخدوم المشائخ کا وصال ۹/ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء کو ہوا۔ یہ حقیقت ہے کہ آفتاب غروب ہوا کرتا ہے، فنا نہیں ہوتا اور غروب ہو کر بھی جس دُنیا سے غروب ہوتا ہے وہاں چاند ستاروں کے ذریعے اپنی روشنی پہنچایا کرتا ہے، گویا اس کا ربط اس دُنیا سے ختم نہیں ہوتا۔ یہ اور بات ہے کہ پہلے بے واسطہ فیضانِ نور کر رہا تھا اور اب بذریعہ واسطہ وتوسل۔
ہمارا ایمان وعقیدہ ہے کہ حضور مخدوم المشائخ کا رُوحانی فیض ان شآءاللہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

حضور مخدوم المشائخ بحیثیت وَلی کامل :

غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ، کی ذاتِ مقدسہ سے بیشمار کرامات کا ظہور ہوا ہے جو اولیاء کے تذکروں اور کتبِ تصوف میں موجود ہے۔
حضرت مخدوم کی سب سے بڑی کرامت جس کا تسلسل سات سو سال سے ہنوز جاری ہے وہ آپ سے منسوب خاندان اشرفیہ کے 'سادات اشرفیہ' ہیں۔ خاندانِ اشرفیہ کے پہلے فرزند مخدوم الافاق سید عبدالرزاق نورالعین اشرفی جیلانی (۷۶۵ھ) سے آج تک سات سو سالوں میں خانوادۂ اشرفیہ نے ملت اسلامیہ کو ایک سے ایک رُوحانی فرزند عطا کئے ہیں جن کے علم وکمال اور فضل وجلال کے آگے صاحبانِ بصیرت گھٹنے ٹیک دیا کرتے ہیں، علم ظاہری کے ہمالہ اور علوم باطنی کے بحر بیکراں، جنھوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں انسانیت کی بےلوث خدمات انجام دیں، فضل وعطا کے موتی بکھرے، رُوحانی عظمت کے پرچم لہرائے، علوم باطنی کے دریا بہائے، کروڑوں گم گشتگان معرفت کو عرفان وایقان کی شاہراہ عطا کی۔ عرب وعجم میں آج بھی لاکھوں فرزندانِ اسلامیہ انہیں ساداتِ اشرفیہ کے چشمہ فضل وکرم سے پیاسی انسانیت کو سکون بخش رہے ہیں۔
نظامِ قدرت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ہر دور میں ایسی شخصیتیں پروردگارِ عالم پیدا فرما تا رہا ہے جو ملت وقوم کی آبرو بن جایا کرتی ہیں۔ آسمانِ رشد وہدایت کے آفتاب کی

طرح چمکتی ہیں۔ سیادت، شرافت و دیانت، حق گوئی و بے باکی، بالغ نظری وفکری اصابت، درویشانہ ادا، فقیرانہ شان ...... الغرض حق پرستی، حق آگاہی اور حق نوازی جیسی تمام خصوصیات ایک ہی شخصیت میں سمو دیتا ہے۔ حضور مخدوم المشائخ قدوۃ السالکین سید العارفین سید محمد مختار اشرفی جیلانی قدس سرہ کی ذات والا صفات میں ان تمام خوبیوں کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔ نسبی شرافت اور خاندانی وجاہت کے علاوہ علمی جلالت، علمی عظمت، کمالِ ولایت، کثرتِ کرامت کی جامعیت آپ کی یہ وہ خاص الخاص خصوصیات ہیں جو بہت کم اولیاء کو حاصل ہوئیں۔ مرجع علماء ومشائخ حضور مخدوم المشائخ کی ولایت و برگزیدگی کے سامنے وقت کے اکابرین اسلام جبین عقیدت جھکائے آتے تھے جس کا بچپن دیکھ کر آپ کے جد کریم شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت امام العارفین شبیہ غوث الثقلین محبوب ربّانی سید شاہ علی حسین اشرفی میاں جیلانی قدس سرہ (بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور) نے ارشاد فرمایا تھا 'یہ بچہ وقت کا وَلی کامل ہوگا' حضور مخدوم المشائخ نے نوعمری ہی میں اپنے جد کریم کی توجہات وعنایات سے منازل سلوک وعرفان کو طے فرمالیا تھا۔ ایسا کوئی نہیں ملے گا جو حضور مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف کے کسی عمل کو شریعت کے خلاف قرار دے۔ حضور مخدوم المشائخ کی خلوت وجلوت، نشست و برخاست، سب میں شریعت کی چھاپ لگی ہوئی تھی۔ آج کے اس بحرانی دور میں اگر شریعت وطریقت کا حسین اور مقدس سنگم دیکھنا ہے تو جانشین غوث العالم حضرت سید محمد مختار اشرف کو دیکھ لے۔ یقیناً ولایت قربِ خداوندی کا نام ہے وَلی وہ ہے جو فرائض ونوافل سے قربِ الٰہی حاصل کرے، قرآن کے مطابق وَلی وہ ہے جو ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ حدیث کی روشنی میں وَلی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ وَلی وہ ہے جس کا ظاہر شریعت سے آراستہ ہو اور باطن طریقت سے مزین ہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ولایت دو چیزوں سے ملتی ہے 'ایمانِ کامل اور اتباعِ شریعت' سے۔ معلوم ہوا کہ غیر مسلم اور بے ایمان عاملوں، بہروپیوں، جاہل صوفیوں اور فقیروں کا ولایت سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ وَلی شریعت وسُنّت کے پابند اور خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ کے سنگم ہوتے ہیں۔

☆ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وَلی وہ ہے جس کا چہرہ زرد، آنکھیں تر اور پیٹ بھوکا ہو۔ (روح البیان)

☆ وَلی وہ مومن کامل ہے جو عارف باللہ ہوتا ہے دائمی عبادت کرتا ہے ہر قسم کے گناہوں سے بچتا ہے لذت اور شہوات میں منہمک ہونے سے گریز کرتا ہے۔ (شرح المقاصد)

☆ وَلی سے مراد ہر وہ شخص ہے جو عالم باللہ ہو اور اخلاص کے ساتھ دائمی عبادت کرتا ہو (فتح الباری، حافظ ابن حجر عسقلانی)

☆ صوفیاء کرام کی اصطلاح میں 'وَلی' اس کو کہتے ہیں جس کا دِل ذکرِ الٰہی میں مستغرق رہے۔ شب و روز وہ تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو۔ اس کا دل محبتِ الٰہی سے لبریز ہو اور کسی غیر کی وہاں گنجائش تک نہ ہو۔ وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے، اگر کسی سے نفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے۔ یہی وہ مقام ہے جسے 'فناء فی اللہ کا مقام' کہتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

☆ سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم کسی کو ہوا میں اُڑتا ہوا دیکھو لیکن وہ شریعت کا پابند نہ ہو تو وہ استدراج ہے ولایت نہیں۔

☆ علمائے متکلمین کے نزدیک وَلی وہ ہے جس کا عقیدہ درست اور اعمال شریعت کے مطابق ہوں۔ (تفسیر کبیر، امام رازی علیہ الرحمہ)

وَلی کی شان یہ ہے کہ جس کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ بعض لوگ خلافِ شرع کام کرتے ہیں مثلاً نماز نہیں پڑھتے یا ڈاڑھی منڈاتے ہیں، غیر عورتوں کے ساتھ بے پردہ رہتے ہیں اور لوگ انھیں وَلی سمجھتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے۔ اسلامی شریعت کے خلاف کام کرنے والا ہرگز وَلی نہیں ہوسکتا۔ سچے مجذوب کی پہچان یہ ہے کہ وہ کبھی شریعت کا مقابلہ نہیں کرے گا جیسے کہ اگر اس سے نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے تو وہ انکار نہیں کرے گا۔ (ملفوظات فاضل بریلوی)

☆ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنا خاص قرب عطا فرماتا ہے انھیں اولیاء اللہ کہتے ہیں جو صاحبِ ایمان اور متقی ہو، اللہ اور رسول کی محبت کو دُنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ کی عبادت زیادہ کرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور پیارا ہوتا ہے اسی کو وَلی کہتے ہیں۔ ایمان و پرہیزگاری سخت ضروری ہیں لہٰذا کوئی بدمذہب ہندو، عیسائی، قادیانی،

رافضی، خارجی، غیر مقلد اہلحدیث اور وہابی کتنی ہی عبادت کریں، وَلی نہیں بن سکتے، کیونکہ اُن کے پاس ایمان ہی نہیں۔ غور کرلو کہ سوائے اہلسنت وجماعت کے کسی فرقہ میں اولیاءاللہ نہیں ہوئے۔ بغداد، اجمیر، دہلی، لاہور، کچھوچھہ، گلبرگہ، اورنگ آباد......سب جگہ اہلسنت کا ہی ظہور ہے

☆ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں : اگر کوئی شخص ہتھیلی پہ سرسوں جما کر اور ہوا میں اُڑ کر بھی دِکھائے تو اگر اس کا شریعت پر عمل نہیں تو وہ ہرگز اللہ کا وَلی نہیں ہوسکتا۔

☆ وَلی وہ جو فرائض سے قربِ الٰہی میں مشغول رہے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی میں مستغرق ہو۔ (تفسیر کبیر)

☆ وَلی وہ ہے جس نے نفس وشیطان اور دنیا اور اپنی خواہشات سے منہ موڑ لیا اور اپنے چہرے کو مولیٰ عز وجل کی طرف پھیر دیا اور دنیا وآخرت (دونوں) سے بے رخی کر کے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کا طالب نہ ہو۔

☆ وَلی وہ ہے جس کے چہرے پر حیاء، آنکھوں میں تری، دل میں پاکی، زبان پر تعریف، ہاتھ میں بخشش، وعدے میں وفا اور بات میں شفا ہو۔

وَلی کی پہچان : حقیقت یہ ہے کہ وَلی اللہ کی پہچان بہت مشکل ہے۔ شیخ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ خدا کا پہچاننا آسان ہے مگر وَلی کی پہچان مشکل۔ کیوں کہ رب تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں مخلوق سے اعلیٰ وبالا ہے اور ہر مخلوق اس پر گواہ۔ مگر، وَلی، شکل وصورت، اعمال وافعال میں بالکل ہماری طرح۔ (روح البیان)

بعض اولیاءفرماتے ہیں کہ وَلی کی پہچان یہ ہے کہ دُنیا سے بے پرواہ ہو اور فکر مولیٰ میں مشغول ہو۔ بعض نے فرمایا کہ وَلی وہ ہے جو فرائض ادا کرے، رب تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہے، اُس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں غرق ہو، جب دیکھے دلائلِ قدرت دیکھے، جب سنے تو اللہ کی باتیں سنے، جب بولے تو اپنے رب کی ثناء کے ساتھ بولے اور جو حرکت کرے تو اطاعت الٰہی میں کرے، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے۔ (خزائن العرفان)

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ﴾ (یونس/٦٣) جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔

﴿اِنْ اَوْلِيَآءُ هٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ (الانفال/۳۴) اولیاءتو پرہیز گار (متقی) ہی ہیں۔
﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ (الفرقان/۶۳)
اور رحمٰن کے (خاص) بندے (وہ ہیں) جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔
﴿وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا﴾ (الفرقان/۶۴)
اور جو اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

حضور مخدوم المشائخ کی شخصیت میں ولایت کے یہ سارے اوصاف حمیدہ پائے جاتے ہیں اور یقیناً جس نے آپ کے چہرۂ بشریٰ کو دیکھا اُس نے وقت کے وَلیِ کامل کی زیارت سے سرفراز ہوا۔ آپ کے علم وکمال اور فضل وجلال کے آگے صاحبانِ بصیرت گھٹنے ٹیک دیا کرتے تھے۔ علوم ظاہری کے ہمالہ اور علومِ باطنی کے بحرِ بیکراں تھے۔ حضور مخدوم المشائخ کے مواعظِ حسنہ بلکہ آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر ہزاروں فساق وفجار بداعتقاد لوگ راہِ راست پر آگئے۔ خدا کے منکرین بھی آپ کو دیکھ کر خدا کو یاد کرنے لگے، کئی علاقوں میں آپ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر کفار جوق در جوق اسلام قبول کئے۔

حضور مخدوم المشائخ ساری زندگی سلسلہ اشرفیہ کی اشاعت اور دینی خدمات میں مصروف رہے آپ کے ذریعہ فیضانِ مخدومی پورے عالم میں برستا رہا۔ حضور مخدوم المشائخ کی ولایت وہدایت کے آثار قیامت تک ان شآء اللہ باقی رہیں گے۔ ملک وبیرونِ ملک ہزاروں علمائے کرام، مشائخین عظام، زعمائے ملت اور کروڑوں عقیدت مند، آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں اور مسلسل فیضانِ مخدومی سے سرشار ہورہے ہیں۔
حضور مخدوم المشائخ سے فیضاب ہونے والی شخصیتوں میں ایسے اکابرین اُمت بھی ہیں جن کے مُریدین اور عقیدت مندوں کا حلقہ بھی کروڑوں میں ہوجاتا ہے جن میں قابلِ ذکر :
حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی، شیخ اعظم مولانا الحاج الشاہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی (سجادہ نشین سرکارکلاں)، امیر کشورِ خطابت غازیِ ملت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی، حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی اشرفی (صاحبِ فیوض الباری شرح صحیح البخاری)، عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ اشرفی بھاگلپوری............

شامل ہیں جن کے فیوض سے کروڑوں لوگ بہرمند ہورہے ہیں۔ حضور مخدوم المشائخ سیدنا مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ جس سمت سے گزرے اور جس علاقے میں رونق افروز ہوئے وہاں کے ذرّات کو اپنے فیضان سے چمکا دیئے اور اشرفی بنا دیئے۔ ایک اشرفی بہت قیمتی ہوتی ہے۔ اب جس کے دامن سے وابستہ کروڑوں اشرفی ہوں وہ ذاتِ بابرکت کتنی قیمتی نہ ہوگی۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

حضور شیخ اعظم کی دو یادگاریں

مُغلوں کی دو یادگاریں : اُردو کے صاحبِ طرز انشاء پرواز پروفیسر رشید احمد صدیقی مرحوم نے کہا ہے کہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ مغلوں نے ہندوستان کو کیا دیا؟ تو میں بے ساختہ کہوں گا 'اُردو اور تاج محل'۔

مخدوم اشرف سمنانی کی دو یادگاریں : بالکل اسی لب و لہجے میں اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ حضرت غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ نے دُنیا کو کیا دیا؟ تو میں بلا جھجک کہہ دوں گا 'لطائف اشرفی' اور 'سید عبدالرزاق نورالعین'۔

لطائفِ اشرفی کی علمی حیثیت، تصوف سے شغف رکھنے والے کسی طالب علم سے پوشیدہ نہیں۔ بقول حضور محدث اعظم ہند قدس سرہٗ 'یہ کتاب اپنے ماقبل تصوف پر لکھی گئی ہر کتاب سے بے نیاز کرنے والی ہے اور اس کے بعد لکھی گئی، تصوف کی کسی کتاب کو اس سے بے نیازی نہیں'۔

جہاں تک جگر پارۂ غوثِ صمدانی مخدوم الآفاق سیدنا شیخ عبدالرزاق نورالعین قدس سرہٗ کا تعلق ہے تو اُن کی عظمت وعبقریت کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ درسگاہِ مخدومی کے براہ راست تربیت یافتہ، اُن کے فیضِ صحبت سے آراستہ

وپیراستہ، اُن کی آنکھوں کے نور، اُن کے خلیفہ مطلق اور جانشینِ برحق ہیں۔ حضرت غوث العالم آپ کو غایت محبت اور کمال عنایت کی بنا پر نور العین اور اپنا فرزند معنوی کہا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس طرح حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء کو حضرت امیر خسرو پر ناز تھا اسی طرح مجھے اپنے نور العین پر فخر ہے اور اس عطیہ الٰہی پر میں قیامت کے دن فخر کروں گا۔

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی دو یادگاریں : شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت امام العارفین شبیہ غوث الثقلین محبوب ربّانی سید شاہ علی حسین اشرفی میاں جیلانی قدس سرہ (بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور) کی بھی علمی ورُوحانی دو یادگاریں ہیں جن پر آپ کو دُنیا میں ناز اور آخرت میں فخر ہوگا۔ محدث اعظم ہند کی خداداد صلاحیت اور پرخلوص خدمات دیکھ کر ہی اعلیٰ حضرت سیدنا اشرفی میاں نے 'ضعیفی کا سرمایہ' اور 'آخرت کی کمائی' قرار دیا ہے۔ اس کمائی کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے اپنے ہونہار صاحبزادے حضرت اقدس علامہ احمد اشرف کو اگر لختِ جگر سے یاد کیا ہے تو محدث اعظم ہند کو 'جگر پارہ' کہہ کر اپنی بے پناہ شفقت کا اظہار فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے 'الجمعیۃ الاشرفیۃ' کی تشکیل کے وقت اپنے تاریخی خطبہ صدارت الخطبۃ الاشرفیہ (جو مئی ۱۹۶۵ کے ماہنامہ اشرفی میں اشاعت پذیر ہوا تھا) میں خانوادہ اشرفیہ کے ان دونوں 'آفتاب ومہتاب' کو قوم وملت کے سپرد فرماتے ہوئے اعلان فرمایا تھا کہ :

'مجھے جوغم کھائے جاتا ہے وہ یہ کہ میری عمر کا بڑا حصہ گزر چکا ہے اور ضعیفی وناتوانی نے اس طرح مجھ کو گھیر لیا ہے کہ میں آپ کا ایک عضو معطل ہوکر رہ گیا ہوں۔ ہاں میری اسّی (۸۰) برس کی کمائی میں صرف 'دو چیزیں' ہیں جن کی قیمت کا اندازہ اگر آپ میری نگاہ سے کریں گے تو ہفتِ اقلیم کی تاجداری ہیچ نظر آئے گی۔ یہ میری بڑی قیمتی

کمائی ہے جس پر مجھ کو دُنیا میں ناز ہے اور آخرت میں فخر ہوگا۔ جس کو میں کبھی اپنے سے جُدا نہیں کرسکتا تھا۔ لیکن آج اعلان حق کے لئے میں اپنی ساری کمائی نذر کررہا ہوں۔ میرا اشارہ پہلے اپنے لخت جگر اور نور العین مولانا الحاج ابوالمحمود سید احمد اشرف اشرفی جیلانی، پھر اپنے نواسہ وجگر پارہ مولانا الحاج ابوالمحامد سید محمد محدث اشرفی جیلانی کی طرف ہے۔ ان دونوں کی ذات میری ضعیفی کا سرمایہ ہے۔ میں آج ان جگر کے ٹکڑوں کو نذر پیش کرتا ہوں کہ اعلان حق میں آخری ساعت تک سُنّت واہلسنت کی خدمت جو سُپرد کی جائے اس میں میری تربیت وحقوق کا حق ادا کریں'

حضور شیخ اعظم کی دو یادگاریں : حضور شیخ اعظم مولانا الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ النورانی (سجادہ نشین خانقاہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں وجانشین سرکار کلاں) مصدر محاسن وکمالات ظاہریہ وباطنیہ اور منبع فیوض ہیں۔ حضرت نور العین کے بعد بشارتِ مخدومی کے مطابق تاریخ کے ہر دَور میں آپ کی نسل سے علم وعمل میں آفتاب وماہتاب کا درجہ رکھنے والی شخصیات عالمِ ظہور میں آتی رہیں جنہوں نے 'مخدومی مشن' کو عام کرنا اپنا مقصدِ حیات بنایا۔ اسلامی فکر ونظر کی خدمت کے لئے جہاں ان حضرات نے مختلف ذرائع کو استعمال کیا' وہیں وعظ ونصیحت' تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ اشاعتِ علم کے فروغ کے لئے دینی جامعات کے قیام پر بھی اپنی خصوصی توجہ مرکوز کی۔ الحمدللہ آج حضور شیخ اعظم کے ہاتھوں مخدوم سمنانی کی رُوحانی وعرفانی تحریک ہندوستان کے تمام صوبوں اور دُنیا کے مختلف مما لک میں اپنا پرچم لہرا رہی ہے۔

حضور شیخ اعظم نے عالمِ اسلام کو' جامع اشرف' اور' سید محمود اشرف' کی صورت میں دو قیمتی تحفے پیش کئے ہیں۔ یہ آپ کی دو یادگاریں ہیں۔

ملت اسلامیہ کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے ۱۹۷۸ء میں عظیم دینی مرکزی درس گاہ' جامع اشرف' کا قیام عمل میں آیا۔ حضور شیخ اعظم دینی درس گاہ' جامع اشرف' کے نظم ونسق اور تعلیم وتربیت کے نظام کی نگہبانی میں وقت نکالتے ہیں۔ ادارہ کی کارکردگی اور انتظام وانصرام

کے ڈھانچے پر گہری نظر رکھتے ہوئے ٹھوس اقدامات کرتے ہیں ۔انتظامیہ کو متحرک اور فعال بننے کے لئے احکامات جاری کرتے ہیں ۔

قائد ملت شیخ طریقت مولانا الحاج سید شاہ محمود اشرفی جیلانی ولیعہد سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف بہت ہی متحرک اور فعال شخصیت کے حامل ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں کا حامل بنایا ہے حلم و بردباری' تواضع وانکساری' اپنے مشائخ کی امانت کی پاسداری حق گوئی و بے باکی' اخلاص وخود آگہی' ہمدردی وغمخواری اور ایسے بہت سے اوصاف حمیدہ ہیں جو خدا تعالیٰ نے آپ کے اندرودیعت فرمائے ہیں ۔

آج 'جامع اشرف' دین اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کا مرکز ہے اور یہ 'سید محمود اشرف' کے محفوظ ہاتھوں میں ماشآءاللہ پوری ترقی پر ہے ۔

اب ہماری ذمہ داری 'جامع اشرف' کو بین الاقوامی بنانا ہے ۔ اس کی آسان ترین صورت یہ ہے کہ اپنے خونِ جگر سے 'جامع اشرف' کو استحکام بخشنا ہے ۔نہ صرف اپنے کو صحیح العقیدہ بنائے رکھنا ہے بلکہ آنے والی نسل کو صحیح العقیدہ بنائے رکھنے کے لئے' اسلام پر مختلف سمتوں سے کئے جانے والے حملہ کے دفاع کے لئے شیخ اعظم کی تعلیمات کے سانچے میں ڈھلے ہوئے جامع اشرف کو کسی اینٹ اور پتھر کی عمارت نہ سمجھنا چاہیے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے عشق ومحبت کا ایک عظیم الشان قلعہ سمجھ کر آگے بڑھنا چاہیے ۔ قلعہ کا گرنا صرف اینٹوں اور پتھروں کا گرجانا نہیں ہے بلکہ اقتدار کا گرجانا ہے' ناموس کا گرجانا ہے' وقار کا گرجانا ہے ۔ جبکا قلعہ ٹوٹ جاتا ہے تو اُس کی حکومت ٹوٹ جاتی ہے اس کا دبدبہ ٹوٹ جاتا ہے اس کی حکمرانی ٹوٹ جاتی ہے ۔ یہ اینٹوں کا بنا ہوا مدرسہ نہیں ہے بلکہ دینی تعلیم کا ایک قلعہ ہے ۔ جامع اشرف کا استحکام وقت کی اہم ضرورت ہے ۔ قائد ملت مولانا سید محمود اشرفی جیلانی کی عظیم خدمات اور کارنامے ناقابل فراموش ہیں ۔ دُعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ جامع اشرف کو سارے عالم کے لئے مینار نور بنائے ......حضور شیخ اعظم کو صحتِ کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے' نیز شیخ اعظم اور قائد ملت کا سایہ عاطفت ہمارے سَروں پر تادیر قائم رکھے اور آپ کے تمام منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائے ۔ آمین بجاہ سید المرسلین

دُرود تاج

دُرودِ تاج بے پناہ فیوض و برکات کا منبع ہے اور یہ عاشقانِ رسول ﷺ کا محبوب وظیفہ ہے۔
رزق کی کشادگی کے لئے سات مرتبہ روزانہ بعد نماز فجر وِرد رکھے۔
برائے ہر مقصود و مطلوب بعد نصف شب باوضو چالیس مرتبہ پڑھے ان شآء اللہ مقصد میں کامیابی ہوگی اور مُراد برآئے گی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِى اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِى الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ جَمِيْلِ الشِّيَمِ شَفِيْعِ الْاُمَمِ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِى الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَالْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ اَبِى الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ يٰۤاَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

مناجات

(مظہرِ امام اعظم، اعلیٰ حضرت احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ)

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو — جب پڑے مشکل شہ مشکل کُشا کا ساتھ ہو
یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو — شادیٔ دیدارِ حُسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات — اُن کے پیارے مُنہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر — اَمن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے — صاحبِ کوثر شہِ جُود و عطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر — سیّدِ بے سایہ کے ظِلّ لِوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن — دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھُلنے لگیں — عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں — ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رُلائے — چشمِ گریانِ شفیعِ مُرتجےٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی رنگ لائیں جب میری بیباکیاں — ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب چلوں تاریک راہ پُل صراط — آفتابِ ہاشمی نُورُ الہُدیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے — رَبِّ سَلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جو دُعائیں نیک ہم تجھ سے کریں — قُدسیوں کے لب سے آمین ربّنا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب رضؔا خوابِ گراں سے سر اُٹھائے — دَولتِ بیدار عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو